bakhtiar2k@hotmail.com
www.marfat.com

تذکرہ

اولیاء علی پور سیداں

محمد صادق قصوری

مرکزی مجلس امیر ملت پاکستان

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جناب حاجی رحمت علی صاحب کی نذر

(نایاب کتاب)

محمد صادق سعدی

27-7-13

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com
www.marfat.com

تذکرہ

اولیائے علی پور سیداں

محمد صادق قصوری

مرکزی مجلس امیر ملت پاکستان

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بیاد

سنوسیٔ ہند قبلۂ عالم مجدّدِ وقت امیرِ ملّت حضرت پیر سیّد حافظ جماعت علی شاہ محدّث علی پوری قدس سرّہٗ

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۵

نام کتاب ــــــــــ تذکرۂ اولیائے علی پور سیّداں

مؤلف ــــــــــ محمد صادق قصوری

صفحات ــــــــــ ۱۲۰

سن طباعت ــــــــــ ۱۹۹۸ء

تعداد ــــــــــ ایک ہزار

ہدیہ ــــــــــ دعائے خیر بحق معاونینِ مجلس

50/-

نوٹ : بیرونی حضرات [redacted] روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔

کتابت : محمد حیات ڈوگر آف چوہڑ پورہ تحصیل و ضلع قصور

مرکزی مجلس امیرِ ملّت ○ برج کلاں ضلع قصور۔ پوسٹ کوڈ: ۵۵۰۵۱

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	انتساب	۴
۲	ابتدائیہ	۵
۳	شجرۂ نسب	۹
۴	شجرۂ طریقت	۱۰
۵	علی پور سیداں	۱۱
۶	حضرت سیّد کریم شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۳
۷	حضرت سیّد نجابت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۶
۸	حضرت سیّدہ امیر بیگم رحمۃ اللہ علیہا	۱۸
۹	حضرت سیّد صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۱
۱۰	حضرت سیّد آل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۳
۱۱	حضرت سیّد محمود حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۴
۱۲	حضرت امیر ملّت سیّد جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۶
۱۳	حضرت سیّد خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۶۳
۱۴	حضرت سیّد محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۶۷
۱۵	حضرت سیّدہ بنت رسول عُرف بُوجی رحمۃ اللہ علیہا	۷۷
۱۶	حضرت سیّدہ عاقلہ بی بی رحمۃ اللہ علیہا	۸۰
۱۷	حضرت سیّد انور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۸۲
۱۸	حضرت سیّد بشیر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۸۴
۱۹	حضرت سیّد نور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۸۸
۲۰	حضرت سیّد اختر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۹۵
۲۱	حضرت سیّد حیدر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۲
۲۲	کتابیات	۱۱۸

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com
www.marfat.com

انتساب

سنوسیٔ ہند ابوالعرب امیرِ ملّت

حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدّث علی پوری قدس سرہٗ

کے پیر و مرشد

حضرت باواجی فقیر محمد نقشبندی مجدّدی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ابتدائیہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۙ

(ہمیں سیدھی راہ دکھا، ان لوگوں کی جن پر تو نے کرم کیا۔ اُن لوگوں کی راہ نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی راہ۔)

یہ نہیں کہا گیا کہ ہمیں نیکیوں اور بھلائیوں کی راہ دکھا، یہ نہیں کہا گیا کہ ہمیں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی راہ دکھا بلکہ اُن برگزیدہ انسانوں کا ذکر کیا جو بھلائی کے پیکر ہوتے ہیں، جو خیر مجسم ہیں۔ انبیاء اور اولیاء کے تذکار ہی سے صراطِ مستقیم کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے ایمان اور عمل صالح کی حقیقت انبیاء اور اولیاء کے حالاتِ زندگی ہی سے اُجاگر کی۔ ایک ایک پیغمبر کا نام لے لے کر اُس کے حالاتِ زندگی پر سوچ بچار کی دعوت دی گئی۔

(۱) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ (سورۃ مریم: ۴۱)
(کتاب میں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرو)

(۲) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ (سورۃ مریم: ۵۱)
(کتاب میں موسیٰ علیہ السلام کی بات کرو)

(۳) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ (سورۃ مریم: ۵۴)
(کتاب میں اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ کرو)

(۴) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ (سورۃ مریم: ۵۶)
(کتاب میں ادریس علیہ السلام کے حالات بیان کرو)

(۵) وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ (سورۃ ص: ۱۷) (ہمارے بندے داؤد علیہ السلام کی سیرت بیان کرو)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۶ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اَيُّوْبَ (سورۃ ص : ۴۱) (ہمارے بندے ایوب علیہ السلام کی حکایت کہو)

قرآن مجید میں صرف انبیاء معصومین ہی کا ذکر نہیں ہے۔ اولیاء اللہ کی سیرت طیبہ سے بھی استشہاد کیا گیا ہے :۔

وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ مَرْيَمَ (سورۃ مریم : ۱۶)

(اور کتاب میں مریم علیہا السلام کا تذکرہ بھی ہو)

اور اصحاب کہف کا کردار بھی اجاگر کیا گیا تاکہ انسانیت پر یہ واضح کیا جا سکے کہ صرف انبیاء ہی نہیں، اولیاء اللہ کی زندگیاں بھی مشعل راہ ہیں۔ پس بزرگوں کے حالات زندگی محفوظ کرنا اور انہیں بنی نوع انسان کے سامنے پیش کرنا منشائے الٰہی ہے اور کتاب اللہ کی اقتدا ہے۔

احادیث مبارکہ میں بھی اولیاء اللہ کا ذکر بکثرت موجود ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے :

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سے پراگندہ بالوں والے اور گرد آلود شخص جنہیں دروازوں پر دھکے دیئے جائیں (ایسے ہوتے ہیں کہ) اگر اللہ تعالیٰ پر کسی معاملے میں قسم کھا جائیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم ضرور پوری کریگا۔ (صحیح مسلم)

(۲) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے خوش نصیب بھی ہیں جو نبی یا شہید تو نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن بہت سے انبیاء اور شہداء اُن کے خاص مقام قرب کی وجہ سے اُن پر رشک کریں گے۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہمیں بتلایئے کہ وہ کون سے بندے ہیں؟ آپ نے فرمایا، وہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے بغیر کسی رشتے اور قرابت کے اور بغیر کسی مالی لین دین کے رضائے الٰہی کی وجہ سے محبت کی۔ پس قسم ہے خدا کی، اُن کے چہرے قیامت کے دن نورانی ہوں گے بلکہ سراسر نور ہوں گے اور وہ نور کے ممبروں پر ہوں گے اور عام انسانوں کو جس وقت خوف و ہراس ہوگا اُس وقت وہ بے خوف اور مطمئن ہوں گے اور جس وقت عام انسان مبتلائے غم ہوں گے وہ اُس وقت بے غم ہوں گے۔

(سنن ابوداؤد)

(۳) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! ایک آدمی ہے اس کو اللہ کے بندوں سے محبت ہے لیکن وہ اس سے عاجز ہے کہ اُن جیسے عمل کر سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوذر! تم کو جس سے محبت ہوگی تم اُسی کے ساتھ ہوگے۔ ابوذرؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے تو اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس تم انہی کے پاس اور انہی کے ساتھ رہو گے جن کے ساتھ تمہیں محبت ہے، یہ جواب سُن کر ابوذرؓ نے پھر اپنی بات دہرائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی ارشاد فرمایا جو پہلی دفعہ فرمایا تھا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

(۴) حضرت اسماء بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ میں تم کو بتاؤں کہ تم میں بہترین لوگ کون ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا، جی ہاں، یارسول اللہ! تو فرمایا تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے۔ (سنن ابنِ ماجہ)

خطۂ پاک "علی پور سیداں" کے اولیاء اللہ خصوصاً سنوسیٔ ہند امیرِ ملت حضرت پیر سید حافظ الحاج جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی گرانقدر مذہبی، ملی، روحانی، سیاسی اور سماجی خدمات کا جائزہ لینے کی ضرورت ایک عرصہ سے محسوس کی جارہی تھی۔ اللہ کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے احقر کو اس اہم موضوع پر مختصر مگر جامع کتاب پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

عموماً اولیاء اللہ کی کتابیں اُن کی کرامات اور خوارق عادات سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ اگرچہ یہ کرامات اور خوارق اپنی جگہ مسلّمہ ہیں لیکن میرے نزدیک اُن کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ انہوں نے خود کو زہد و تقویٰ اور نیکی و پاکبازی کا عملی نمونہ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ لہٰذا یہ کوشش کی گئی ہے کہ اُن کی ان خدمات پر زیادہ سے زیادہ روشنی ڈالی جائے جو انہوں نے انسانیت کی بہبود، دینی اقدار کے فروغ اور اعلیٰ اخلاق کی ترویج کے سلسلے میں انجام دیں اور جن کے نتیجے میں لوگوں کو اپنی زندگیاں سنوارنے اور عاقبت بنانے کا موقع ملا۔

اس کتاب کی تیاری میں مجھے حضور فخرِ ملت پیر سید حافظ افضل حسین شاہ دامت برکاتہم عالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں کی روحانی استمداد حاصل رہی، اُن کی نظرِ کرم مسلسل مجھ پر ملتفت رہی جس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کا سایہ ہما پایہ تا ابد سلامت رکھے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مبلّغ اسلام حضرت مہر الملّت پیر سیّد منوّر حسین شاہ صاحب قبلہ آستانہ عالیہ علی پور سیّداں کی بے مثل ادب پروری، علم دوستی اور صادق نوازی کا ذکر نہ کرنا بڑی ناانصافی ہوگی۔ اُن کی نوازشات و عنایات کی بدولت ہی یہ کتاب منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو رہی ہے۔ اللہ کریم اُن کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے۔

اُستاذی حکیم ملّت حضرت مولانا حکیم محمد موسیٰ امرتسری ثم لاہوری مدظلہ کی زیر سرپرستی یہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اُن کی شفقت، محبت اور عنایت ہی تو ہے کہ علم و ادب کے میدان میں کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہوں۔ یہ اُنہی کا فیضانِ فکر و نظر ہے کہ مکتب کی کرامت سے بے نیاز رہ کر دشتِ علم کی سیّاحی کر رہا ہوں ورنہ ع

من آنم کہ من دانم

بڑی ناشکری ہوگی کہ اگر میں حضرت امیرِ ملّت قدس سرہٗ کے منظورِ نظر اور سیاسی جانشین مجاہد ملّت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی نقشبندی مجدّدی صدر جمعیت علماء پاکستان کا شکریہ ادا نہ کروں کہ جنہوں نے میری ہر مشکل کو آسان بنایا اور اپنے خصوصی پیار سے نوازا۔ حضرت امیرِ ملّت قدس سرہٗ سے اُن کی محبت لازوال ہے اور اُن کی سیاسی جانشینی کے فرائض بحسن و خوبی سرانجام دے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ میرے ان تمام محسنوں کو خوش و خرم رکھے۔ آمین ثم آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

خاکپائے امیرِ ملّت

محمد صادق قصوری

ناظم اعلیٰ مرکزی مجلس امیرِ ملّت

بُرج کلاں، ضلع قصور — ۵۵۰۵۱

۱۵ جون ۱۹۹۸ء - پیر وار بوقت ظہر۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

شجرۂ نسب

امیرِ ملت پیر سیّد (۱) حافظ جماعت علی شاہؒ بن سیّد (۲) کریم شاہؒ بن سیّد (۳) منوّر علی شاہؒ بن
سیّد (۴) محمد حنیف شاہؒ بن سیّد (۵) محمد عابدؒ بن سیّد (۶) امان اللہؒ بن سیّد (۷) ابراہیمؒ بن سیّد (۸) میر محمدؒ بن
سیّد (۹) علیؒ بن سیّد (۱۰) محمد سعید نوروزؒ بن سیّد (۱۱) حسین شیرازیؒ بن سیّد (۱۲) محی الدینؒ بن سیّد
(۱۳) میر احمدؒ بن سیّد (۱۴) امام الدینؒ بن سیّد (۱۵) علیؒ بن سیّد (۱۶) علاء الدینؒ بن سیّد (۱۷) جلال الدینؒ بن
سیّد (۱۸) منصورؒ بن سیّد (۱۹) نظام الدینؒ بن سیّد (۲۰) حبیب اللہؒ بن سیّد (۲۱) خلیل اللہؒ بن سیّد (۲۲) شمس الدینؒ
بن سیّد (۲۳) عبد اللہؒ بن سیّد (۲۴) نور اللہؒ بن سیّد (۲۵) کمال الدینؒ بن سیّد (۲۶) اسد اللہؒ بن سیّد (۲۷) خسروؒ بن سیّد
(۲۸) عارفؒ بن سیّد (۲۹) ابراہیمؒ بن سیّد (۳۰) طاہر احمدؒ بن سیّد (۳۱) حسینؒ بن سیّد (۳۲) علی عارضؒ بن سیّد
(۳۳) محمد مامون قطب شیرازیؒ بن سیّد (۳۴) امام جعفر صادقؓ بن سیّد (۳۵) امام محمد باقرؓ بن سیّد
(۳۶) امام زین العابدینؓ بن سیّد الشہداء (۳۷) حضرت امام حسینؓ بن سیّدہ (۳۸) فاطمۃ الزہراؓ بنت حضور
(۳۹) سیّد عالم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ۔

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com
https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شجرۂ طریقت

۱ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم، ۲ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۳ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۴ حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۵ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۶ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، ۷ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ، ۸ حضرت خواجہ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ، ۹ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، ۱۰ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ، ۱۱ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ، ۱۲ حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ، ۱۳ حضرت خواجہ عزیزان علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ، ۱۴ حضرت بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ، ۱۵ حضرت خواجہ سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ، ۱۶ حضرت خواجہ سیّد محمد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ، ۱۷ حضرت خواجہ علاء الدین عطّار رحمۃ اللہ علیہ، ۱۸ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ، ۱۹ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ، ۲۰ حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ، ۲۱ حضرت خواجہ درویش محمد سبزواری رحمۃ اللہ علیہ، ۲۲ حضرت خواجہ محمد مقتدا امکنگی رحمۃ اللہ علیہ، ۲۳ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ۲۴ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، ۲۵ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، ۲۶ حضرت خواجہ محمد حجۃ اللہ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، ۲۷ حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، ۲۸ حضرت خواجہ قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ، ۲۹ حضرت خواجہ شاہ محمد جمال اللہ رامپوری رحمۃ اللہ علیہ، ۳۰ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ گنڈاپوری رحمۃ اللہ علیہ، ۳۱ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیراہی رحمۃ اللہ علیہ، ۳۲ حضرت خواجہ نور محمد تیراہی رحمۃ اللہ علیہ، ۳۳ حضرت خواجہ باداجی فقیر محمد چوراہی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ، ۳۴ حضرت امیر ملت پیر سیّد حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

علی پور سیّداں

خوشا جنّت نشاں باغِ علی پور
تری عظمت کا قائل اک جہاں ہے
عجم سے تا عرب ہر اہلِ ایماں
تری توصیف میں رطبُ اللساں ہے
ترا فیضانِ عالم آشکارا
سخاوت میں تو بحرِ بیکراں ہے
تری آغوش میں آسودہ خاک
امیرِ ملّت و شاہِ شہاں ہے

(حکیم حیدر آبادی)

۹۴۵ھ میں شہنشاہ ہمایوں نے شیر شاہ سُوری سے شکست کھا کر ایران میں شاہ طہماسپ کے ہاں پناہ لی تو طہماسپ ایک مدّت تک مُلکی مصالح کی بنا پر امداد و اعانت سے گریز کرتا رہا۔ اس عالمِ پریشانی میں کسی درویش کی رہنمائی پر ہمایوں نے سیّد حسین شاہ شیرازیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے دعا فرمائی اور دوبارہ سلطنت حاصل ہونے کی بشارت دیکر ہندوستان پر فوج کشی کی ہدایت کی۔ ہمایوں نے حصولِ برکت وسعادت کے لیئے التماس کیا کہ صاحبزادگان والا شان میں سے کسی کو ساتھ ہندوستان جانے کی اجازت دی جائے۔ متوسلین دربار نے بھی سفارش کی تو انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی سیّد حسن شاہؒ اور صاحبزادے سیّد محمد سعید نوروز شاہ کو بادشاہ کے ہمراہ جانے کی اجازت دے دی۔ ہمایوں نے ان بزرگوں کی ہمراہی میں لشکر کشی کی اور کامیاب و کامران ہوا۔

ہمایوں کی وفات کے بعد اکبر تخت پر بیٹھا تو سیّد محمد سعید نوروز شاہ نے گوشہ نشینی کا ارادہ کیا۔ اکبر نے باز رکھنے کی کوشش کی مگر آپ نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ اکبر نے آپ کے اور متوسلین کے اخراجات کے لیئے پسرور سے بطرف نارووال نو میل (۱/۲ ۱۴ کلومیٹر) کے فاصلے پر سرسبز قطعۂ اراضی خدمتِ اقدس

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

میں پیش کیا، جہاں آپ نے اپنے اور درویشوں کی رہائش کیلئے ایک مختصر عمارت تعمیر کی اور اپنے جدِّ امجد کے نام پر اس بستی کا نام "علی پور سیّداں" رکھا۔

علی پور سیّداں، سیالکوٹ سے جنوب مشرق میں ۳۰ میل (۴۸ کلومیٹر) نارووال سے بطرف سیالکوٹ ۹ میل (۱۴ کلومیٹر) لاہور سے شمال مشرق میں ۶۳ میل (۱۰۱ کلومیٹر) دوروزیر آباد، نارووال ریلوے لائن پر واقع ہے۔ علی پور سیّداں کا ریلوے اسٹیشن آبادی سے دو میل (۳ کلومیٹر) اور نارووال سیالکوٹ روڈ سے ۱/۲ میل (۱/۲ کلومیٹر) کے فاصلہ پر اپنی موجودگی کا احساس دلا رہا ہے۔

علی پور سیّداں کی مقدس سرزمین تمام کی تمام سادات کرام کی ملکیت ہے اور آبادی تقریباً پانچ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ یہاں حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کے والدِ گرامی سید کریم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مقدس اور حضرت امیرِ ملت نور اللہ مرقدہٗ کی بنا کردہ دنیا کی تاریخی اور خوبصورت ترین مسجد "نور" اپنا جلوہ اور شان دکھا رہے ہیں۔ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ، اُن کے صاحبزادگان اور اولادِ امجاد کے مزارات بھی روحانیت بکھیر رہے ہیں۔ دار العلوم نقشبندیہ اپنے فیوض و برکات سے ایک دنیا کو مستفید و مستفیض کر رہا ہے۔ غرض یہ کہ

اگر خواہی کہ در کثرت بینی جلوہٗ وحدت
بیا در حضرتِ شاہ جماعتؒ را ببیں اینجا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت سید کریم شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سید کریم شاہ بن سید منور علی شاہ کی ولادت باسعادت ۱۱۹۱ھ/۱۷۷۷ء میں علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ (پنجاب) میں ہوئی۔ آپ نہایت متقی، دیندار، سادہ مزاج، حلیم الطبع اور دریا دل تھے۔ اپنے زمانے کے صاحبِ عزم و خدمت ولی اللہ تھے۔ مخلوق خدا حاضر خدمت ہوتی اور فیضیاب ہو کر واپس جاتی۔ آپ کی زبان مبارک سے جو ارشاد ہوتا، پورا ہوتا۔ آٹھ سال کی عمر میں ۱۷۸۵ء میں اپنے ننھیال مکان شریف ضلع گورداسپور (بھارت) میں مقیم تھے کہ آپ کے نانا جان آپ کو ساتھ لیکر پیدل سموال شریف ضلع میرپور (آزاد کشمیر) ایک بزرگ سے ملنے کیلئے تشریف لے گئے۔ یہ زمانہ ان کی ضعیف العمری کا تھا۔ اس سفر میں آپ نے نانا جان کی اس تندہی سے خدمت کی کہ خوش ہو کر انہوں نے فرمایا کہ

"تیری اولاد میں قیامت تک ولی اللہ پیدا ہوتے رہیں گے۔"

آپ سلسلہ قادریہ و نقشبندیہ میں منسلک و اجازت یافتہ تھے۔ علی پور سیداں سے باہر کم تشریف لے جایا کرتے تھے۔ آپ کے پیرو مرشد نے فرمایا تھا کہ "آپ علی پور میں ہی رہیں، دنیا کی نعمتیں آپ کے پاس خود آئیں گی۔" آپ اپنے وقت کے شیخ کامل تھے۔ ہزاروں لوگ آپ سے مستفید و مستفیض ہوئے۔ خوش اخلاق اور جود و سخا میں بے مثال تھے۔ ۱۲۶۴ھ/۱۸۴۸ء میں حضرت امیر ملت نے سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا تو آپ کی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔ اسی سال حضرت امیر ملت نے پہلی دفعہ تراویح میں قرآن پاک سنایا۔ پہلے دن پہلی رکعت میں الم سے تبت یدا تک پڑھا اور دوسری رکعت میں قرآن ختم فرما کر سلام پھیرا تو بہت سے نمازی فرار ہو گئے تھے۔ قوی الجسم چند نوجوانوں نے تھک کر بیٹھ کر سماعت کی مگر سید کریم شاہ صاحب بڑھاپے کے باوجود دونوں رکعتوں میں کھڑے رہے اور اپنے لخت جگر کے حفظ قرآن پر اظہار خوشنودی فرمایا۔

حضرت سید کریم شاہ صاحب کی شریعت کی پابندی کا یہ حال تھا کہ تازیست قلعہ سوبھا سنگھ (علی پور شریف سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر مشہور و معروف قصبہ ہے) نفس نفیس، تشریف لے جا کر نماز جمعہ ادا فرماتے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

رہے۔ تمام زندگی نماز قضا ہونے کا تو کیا سوال، آپ نے کبھی بیٹھ کر بھی نماز ادا نہیں کی۔ آخر عمر میں کسی شخص نے عرض کیا کہ آپ بہت کمزور ہو گئے ہیں، بیٹھ کر نماز ادا فرما لیا کیجئے۔ جواب میں ارشاد کیا "نہیں! کوئی کمزوری نہیں۔ نماز کھڑے ہو کر پڑھ لیتا ہوں۔ اور کون سی کشتی لڑنی ہے، جو کام ہے وہ میں کر ہی لیتا ہوں۔"

آپ کا کشف و کرامت بہت بڑھا ہوا تھا۔ اور آپ کی بے شمار کرامات زبان زد عام ہیں۔ آپ کے صاحبزادے سلطان الاولیاء ثانی ہند امیر ملت حضرت پیر سید محمد جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہٗ (۱۸۴۱ء - ۱۹۵۱ء) فرماتے ہیں کہ میں بارہ تیرہ سال کا تھا، ایک بار اپنے والد صاحب کے ہمراہ تحصیل شکر گڑھ میں گھوڑی پر سوار جا رہا تھا، راہ میں موضع بصرہ جالا میں بیلنا چل رہا تھا۔ میں نے عرض کیا، رس پینے کو جی چاہتا ہے۔ آپ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ چار پیسے کا ان سے رس خرید لاؤ۔ اس نے جا کر زمینداروں سے کہا کہ پیسے لے لو اور بچے کو رس دے دو۔ ان زمینداروں نے جواب دیا، ہم رس فروخت نہیں کرتے، یہ کوئی دکان ہے!

جس جگہ حضرت شاہ صاحب قبلہ کھڑے تھے اسی کے قریب ان کی ایک عورت گائے کا دودھ دوہ رہی تھی۔ والد صاحب نے فرمایا! "یہ ہم کو قیمتاً رس نہیں دیتے، تو ان کو دودھ کیوں دیتی ہے۔" یہ سنتے ہی گائے نے ایسی لات ماری کہ وہ عورت ایک طرف اور دودھ کا برتن دوسری طرف جا پڑا۔ وہ عورت بھاگ کر اپنے آدمیوں کے پاس گئی اور ان کو سارا قصہ سنا کر ملامت کی کہ تم نے ان بزرگ کا کہنا کیوں نہ مانا اور رس کیوں نہ دیا۔ وہ لوگ دوڑے اور منت و سماجت سے معافی چاہی۔ حضور نے معاف فرما دیا مگر رس قبول نہیں کیا۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کس قدر سچی بات کہی ہے:

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ … کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

ایک دفعہ آپ نے دیکھا کہ آپ کی ایک خادمہ گوہر بی بی ساکنہ ساہو کے، آپ کے دودمانِ عالی کے ایک بچے کو گود میں لیے ہوئے تھی۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا "گوہر! تیرا ابھی کوئی بچہ ہے؟" اس نے عرض کیا حضور! میرے تو کوئی اولاد نہیں۔ فرمایا! "رب تعالیٰ تجھے بھی لڑکا دے گا۔" چنانچہ آپ کی بشارت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اسے بیٹا عطا فرمایا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

ایک دن گوہر کا وہ بچہ گھٹنوں کے بل چل رہا تھا، سامنے آپ تشریف فرما تھے۔ گوہر بی بی نے عرض کیا "حضور! یہ اکیلا ہے"۔ ارشاد فرمایا "یہ اکیلا نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے آٹھ بیٹے عطا فرمائیں گے"۔ وہ بولی "حضور! میرے مرنے کے بعد ہوئے تو مجھے کیا!" فرمایا "نہیں! تیری زندگی ہی میں ہوں گے"۔ اُس نے عرض کیا "حضور! تو میں ان لڑکوں میں سے ایک حضور کی خدمت میں پیش کروں گی"۔ ساتھ ہی اس نے مزید جرأت کر کے کہا "حضور! اس کے تو آٹھ بیٹے ہو جائیں گے مگر یہ خود تو اکیلا ہی ہے"۔ فرمایا "نہیں! اللہ تعالیٰ اسے بھی بھائی دے گا"۔ چنانچہ گوہر بی بی کے ہاں دوسرا لڑکا بھی پیدا ہوا جس کا نام چوہدری حاکم دین تھا اور وہ بڑا ہو کر آپ کے صاحبزادے حضرت امیر ملت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ[1] صاحب کا صحیح معنوں میں خادم و مخلص مرید ثابت ہوا۔ گوہر بی بی کے آٹھ پوتے ہوئے جن میں ایک پوتا محمد خان حسبِ وعدہ خدمت کے لیے نذر کر دیا تھا۔

سید کریم شاہ صاحب کی وفات حسرت آیات ۴ صفر ۱۳۲۰ھ / ۱۲ مئی ۱۹۰۲ء بروز منگل ہوئی۔ آبائی قبرستان میں آخری آرامگاہ بنی جو مرجع خاص و عام ہے۔ حضرت صابر براری ثم کراچوی نے آپ کی رحلت پر مندرجہ ذیل قطعۂ تاریخ وفات کہا:

"ممدوحِ عصر پیر سید کریم شاہ"
—— ۱۳۲۰ھ ——

"نیک سرشت پیر سید کریم شاہ"
۱۹۰۲ء

"بحرِ کمال جناب پیر سید کریم شاہ صاحب"
۱۳۲۰ھ

ماہِ صفر کی چارتھی منگل کا روز تھا
جس دن ہوئی ہے رحلتِ سید کریم شاہ

زاہد تھے، متقی تھے، تہجد گزار تھے
کتنی حسین تھی دولتِ سید کریم شاہ

جوّاد تھے سخی تھے وہ سیفِ زباں بھی تھے
آئینہ ہے کرامتِ سید کریم شاہ

چمکے ہیں بن کے خلق میں ماہ تمام وہ امیرؔ
حاصل تھی جن کو شفقتِ سید کریم شاہ

صابرؔ سنِ وفات یہ لکھ دو مزار پر
ہے سعد آگیں تربتِ سید کریم شاہ
۱۹۰۲ء

آپ کے تین صاحبزادے تھے: حضرت پیر سید نجابت علی شاہ (ف ۱۹۱۸ء)، امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ (ف ۱۹۵۱ء) اور حضرت پیر سید صادق علی شاہ (ف ۱۹۲۴ء)۔

[1] امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت پیر سیّد نجابت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

پیر سید نجابت علی شاہ ابن سیّد کریم شاہ (ف ۱۹۰۲ء) علی پور سیّداں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت امیر ملت پیر سیّد محمد جماعت علی قدس سرّہٗ کے برادر اکبر تھے۔ آپ بڑے پایہ کے بزرگ اور سیف زبان تھے جو زبان سے نکل جاتا پورا ہو جاتا۔ آپ نہایت خوبصورت خوش مزاج اور بارعب شخص تھے۔ لباس فاخرہ زیب تن کرتے اور صفائی کو بے حد پسند کرتے تھے۔ چہرہ مبارک شاندار رنگ سرخ سفید، داڑھی میں مہندی لگی ہوئی، حج بیت اللہ شریف اور روضہ نبوی کی حاضری کا شرف حاصل کیا تھا۔ آپ فرائض، واجبات، سنن اور نوافل کی ادائیگی میں پورا انہماک رکھتے اور ذوق شوق سے ادا کرتے تھے۔ شریعت پر کاربند تھے اور تمام اعمال کو مطابق سنت پورا کرتے تھے۔

آپ گھوڑوں کے بہت بڑے تاجر تھے، اس لیے راجاؤں اور مہاراجوں سے کام پڑتا تھا۔ دوسرے تاجر آپکی بزرگی اور تقویٰ کی عزت کرتے اور آپ سے عقیدت و احترام سے پیش آتے تھے۔ آپ دم اور تعویذ کچھ نہیں کرتے تھے بلکہ ضرورتمندوں سے کہہ دیتے کہ "جاؤ! یہ کام یوں ہو جائے گا" اور خدا کا کرنا یہ کہ جیسا آپکی زبان مبارک سے نکلتا ویسا ہی ظہور میں آتا۔ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود (رومیؒ)

حضرت امیر ملت قدس سرّہٗ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس مولانا امام الدین رائے پوری (خلیفہ امیر ملت، ایڈیٹر ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیالکوٹ ف ۱۹۵۲ء) کی بیوی حاضر ہوئیں۔ ایک عورت نے عرض کی حضرت! مولوی صاحب کے گھر میں کوئی اولاد نہیں ہے۔ اُن کی بیوی حاضر ہوئی ہیں اُن کو حمل ہے۔ دعا فرمایئے کہ لڑکا پیدا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ لڑکا تو نہیں لڑکی پیدا ہوگی۔ اس کے بعد کچھ نہیں ہوگا۔ چنانچہ اس حمل سے لڑکی پیدا ہوئی اور اس کے بعد کچھ نہیں ہوا۔

آپ کی وفات حسرت آیات ٦ رمضان المبارک ۱۳۳٦ھ / ۱٦ جون ۱۹۱۸ء بروز اتوار ہوئی۔ آبائی قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔ آپ کی رحلت پر حضرت امیر ملت قدس سرّہٗ نے ماہنامہ انوار الصوفیہ لاہور جولائی ۱۹۱۸ء صفحہ ۲۲ پر "اطلاع غم" کے عنوان سے مندرجہ ذیل خبر چھپوائی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اطلاع عام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

موت سے کس کو رستگاری ہے ۔۔۔ آج وہ کل ہماری باری ہے

مجمع مکارم اخلاق مخلصم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، نہایت ہی رنج و قلق سے اطلاع دی جاتی ہے کہ فقیر کے بڑے بھائی صاحب حضرت حاجی سید نجابت علی شاہ صاحب قدس اللہ روحہ طویل علالت کے بعد مؤرخہ ۶ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ بروز اتوار بوقت صبح صادق اس دارِ فانی سے دارِ باقی کی طرف انتقال فرما گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)

حضرت مرحوم بہت سی خوبیوں کے جامع اور اوصافِ کثیرہ کے مالک تھے۔ خداوندِ عالم اُن کو جوارِ رحمت میں جگہ دیوے اور اس صدمۂ جانکاہ سے متاثرہ خاندان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

حضرت مرحوم کی فاتحہ خوانی کی غرض سے جو احباب بیرونجات سے علی پور آنے کا ارادہ رکھتے ہیں اُن کیلئے تاریخ ۱۷ شوال ۱۳۳۶ھ مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۱۸ء موافق ۱۲ ساون ۱۹۷۵ب بروز ہفتہ مقرر کی گئی ہے۔ اس لئے آپ سب احباب کو اطلاع دیویں اور حضرت بھائی صاحب مرحوم و مغفور کے لیے دعائے مغفرت کریں۔

الراقم

جماعت علی عفا اللہ عنہ از علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ۔

آپکی وفات پر بہت سے شعراء نے قطعاتِ تاریخِ وفات کہے، چند ایک درج ذیل ہیں۔

(۱) (از خواجہ علی محمد تار فروش بازار عالیکدل سرینگر، کشمیر)

دریغا بقائے ندارد جہاں ۔۔۔ بود سود او را آخر زیاں

بہر جا کہ پیوست امروز عہد ۔۔۔ کند قطع فردا بود بے گماں

دریغا کمالش پذیرد زوال ۔۔۔ ز تبدیل حالش ہم در فغاں

دریغا کہ غواصِ بحرِ اجل ۔۔۔ مرد درِّ مکنون جاں رائگاں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

دریغا ز دستش نہ پائے گریز — بود گر نحیف و دگر پہلواں
دریغا علاجش ندانستہ ہیچ — فلاطوں و لقمان تدبیر داں
دریغا کہ سیّد نجابت علی شاہ — چو جمشید ہمے مرگ را ناگہاں
صدائش رسیدہ چو ارجعی — بہ تعمیل حکمش ز جاں شد رواں
بوقت سحر داد جاں را بحق — ششم بود از ماہ رمضاں عیاں
منوّر ز ایماں چناں شد رخش — کہ خور در پس کوہ ماندہ نہاں
بہ پس ماندگان گریہ و غم سپرد — شدہ خود بدار البقا شادماں
شفیعش شفیع الوریٰ جدِّ خاص — بود برتریں پایہ اش در جناں
تو مرحوم یارب ز رحمت بپوش — بدہ صبر و تسکیں بہ پس ماندگاں
کنوں بہر کہ خوانیم ما فاتحہ — ثوابش ببخشیم خوش رواں
ز روئے یقیں ہاتفے زد صلا — کہ تاریخ وصلش تو مغفور خواں
۱۰+ ۱۳۲۶ = ۱۳۳۶ھ

دیگر تاریخ

نجابت با علی چوں شد ز دنیا — ز ہجرانش فتادہ شور ہر جا
کشیدہ سر ز جیب دہاتفی گفت — "کہ سیّد بہرہ بردہ مغفرت را"

(۲) از شیخ محمد ابراہیم آزاد بیکانیری اف ۱۹۴۷ء (چیف جسٹس ۱۹۲۱ – ۱۹۱۸ء بیکانیر ہائی کورٹ بھارت)
ششم بود روزہ و وقت سحر — کہ شد قبلۂ ما بدار النعیم
بکشود در گفت رضواں بیا — نجابت علی شاہ جمیل الشیم
۱۳۳۶ھ

حضرت سیّدہ امیر بیگم رحمۃ اللہ علیہا

سیّدہ امیر بیگم حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ قدس سرہٗ کی اہلیہ محترمہ تھیں اور آپ کے حقیقی ماموں سیّد متوکل شاہ کی دختر نیک اختر تھیں۔ آپ بڑی عابدہ، زاہدہ اور پارسا تھیں۔ جملہ اعمال و افعال میں شریعت کی کامل پابند تھیں۔ تہجد گزار، مہمان نواز، حلیم الطبع اور نہایت بردبار خاتون تھیں۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

خود چکی پیستیں اور دیگر امورِ خانہ داری انجام دیتی تھیں۔ مہمانوں کی خاطر تواضع میں خاص مسرت محسوس کرتیں اور کاروبار کے دوران بھی ذکر اور اوراد میں مشغول رہتی تھیں۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۲ ربیع الاوّل ۱۳۳۹ھ/۱۵ نومبر ۱۹۲۰ء بروز پیر ہوئی۔ اور ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ/۲۶ دسمبر ۱۹۲۰ء بروز اتوار چہلم شریف کا ختم مبارک ہوا۔ بہت سے شعرائے کرام نے آپکی رحلت پر مرثیے اور قطعاتِ تاریخ وفات کہے۔ چند ایک درج ذیل ہیں: ؎

مرثیہ از مرزا نور الدین مرزا عربک ٹیچر بھیرہ ضلع سرگودھا۔

نیک طینت نیک سیرت آں عفیفہ پارسا | پاک باطن محترم عصمت مآب و باخدا
آں رفیق و غمگسار و خیر خواہ و باخلوص | حضرتِ مادر جہانِ بے لقا صبح و مسا
کرد رحلت از فنا سوئے لقا آں نیک را | لیک برپا کرد در دلہا ہزاراں درد ہا
داغِ حسرت دادہ سوئے جنت الفردوس رفت | یک بیک در رنج واندوہ کردہ ما را مبتلا
در جوارِ رحمۃ اللعلمینؐ جائیش بود !! | باد بر روحِ عفیفہ دمبدم فضلِ خدا
کن عطا صبر جمیل از لطفِ بے پایانِ خود | شاہ ما را دودمانِ پاک را وہم بما
روزِ دوشنبہ سوم ماہِ ربیع الاوّلین | گشت از غم بندہ مرزا بماتم مبتلا

مندرجہ ذیل شعرائے قطعاتِ تاریخ وفات کہے ؎

(۱) از شیخ محمد ابراہیم آزاد بیکانیری خلیفہ امیر ملت و چیف جسٹس بیکانیر ہائیکورٹ

دریغا چنیں مادرِ مہرباں | بحق رفت و ما را ہمہ ترک گفت
نزشد مثلِ او مہماں پروری | زمانہ بسے گرچہ پرور دو گشت
بمہماں نوازی چناں نامور | کہ بنتِ خلیلؑ اورا عالم بگفت
بخلق و بفیض و بخندہ روی | تو گوئی زجنت گل پر شگفت
بگلزارِ شاہِ جماعت علی | نہ بینی زفیضش چہا گل شگفت
ہمہ صوفی و حافظ و مولوی | چہ خوش گفت کہ ایں خانہ راہ ہم گفت
عجب ماجرائے عجب درد و غم | کہ نتواں بگفتن کہ نتواں نہفت
چہ گوید کسے چہ نویسد کسے | زباں شد خموش و قلم گشت سست

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

چہ آزاد گفتہ است تاریخِ غم — بہ نوکِ مژہ گوہرِ اشک سُفت
سویم بود تاریخ ماہِ سویم — کہ عصمت مآب از جہاں رو نہفت
بروزِ دوشنبہ وہنگامِ شام — سوئے فاطمہؓ رفت ولبیک گفت
بفرمود خاتونِ جنتؓ بیا — "عزیزی کنارم ہمہ جائے تست"

۱۳۳۹ھ

ولہ برائے لوحِ مزار

بنامِ نور ظلمت آفرینے — کہ ربّ المشرقین و مغربین است
بنامِ آنکہ از قاصد درودے — کہ مولائے جہاں جدّ الحسینؓ است
نوشتہ از سرِ افسوس آزاد — "مزارِ مادرِ نورِ حسین است"

۱۲۳۸+۱ھ = ۱۳۳۹ھ

(۲) از حضرت فیروز طغرائی امرتسری مرید خاص حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ۔

چوں برفت از جہاں عفیفۂ عصر — شد بحجر گاہِ خلد مقصورہ
از سرِ حزن گفت طغرائی — تاریخ فوت "مغفورہ"

۱۳۳۱ھ = ۱۳۳۹ھ

(۳) از مولوی امام الدین مسافر گجراتی رحمۃ اللہ علیہ۔

روزِ روشن کس کے ماتم میں بنا لیلائے شب — دشت چرخِ نیلگوں میں کیوں ہے مہ مجنونِ غم
یہ نہیں وہ غم کرے جس کو بیاں کوئی زباں — تاب و طاقت سے قلم کو اور نہ یارائے رقم
ہے شہ عالی علی پوری کا گھر بیت الحزن — حوریانِ عدن ہیں ماتم میں بادردو الم
اہلِ بیتِ شاہِ عالی بنتِ خاتونِ جناں — بارِ غم سے پشتِ فرزنداں ہوئی ہے جھک کے خم
غم نہیں اولاد تک ہی اُن کے کچھ محدود ہے — تعزیت میں قوم ہی کی قوم اُن کے چشم نم
خیر جاری فیضِ عالم اس سعیدہ کے عام تھے — بے ریا لطف و سخاوت تھی بالطاف و کرم
بھول جاتی تھیں غم اپنا غیر کا غم دیکھ کر — دردِ پہلو میں تھا اُٹھتا دیکھ کر ہوتا ستم!

محوِ فکرِ سالِ رحلت تھا مسافر یک بیک
غیب سے آئی ندا یہ "ملکۂ باغِ ارم"

۱۳۳۹ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com
www.marfat.com

۴ از حافظ خلیل الدین حسن حافظ پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ۔

کیا کہیں کیسی ہے جاں فرسا | رحلت بانوِ قبلۂ عالم
کہہ تاریخ حافظ | "تربت بانوِ قبلۂ عالم"

۔۔۔۔۔۔۔۔۱۳۳۹ھ۔۔۔۔۔۔۔۔

حضرت پیر سیّد صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

پیر سیّد صادق علی شاہ ابن سیّد کریم شاہ (ف ۱۹۰۲ء) حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علیشاہ محدث علی پوری (۱۸۴۱ء۔۱۹۵۱ء) کے برادرِ اصغر تھے۔ آپکی ولادت باسعادت ۱۸۷۴ء میں علی پور سیدّاں میں ہوئی۔ آپ عالم باعمل متقی، پرہیزگار، پابندِ شریعت، سخی، اخلاق حمیدہ اور صفات محمودہ کے حامل تھے۔ زہد وتقویٰ میں اپنی نظیر آپ تھے۔ حج بیت اللہ شریف اور زیارتِ روضۂ نبوی سے مشرف ہوئے تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ چونکہ اکثر و بیشتر تبلیغی دوروں پر رہتے تھے لہٰذا اُن کی عدم موجودگی میں زائرین کو فیوض و برکات و مہمان نوازی سے بہرہ ور فرماتے تھے۔ دربار شریف کے جملہ انتظامات، اور زمینداری و کاشتکاری کے تمام اُمور آپ کی نگرانی میں بخیر وخوبی انجام پاتے تھے۔ لنگر خانے کی نظامت کا کام بڑے احسن طریقے سے انجام دیتے تھے۔

آپ بڑے بزرگ اور کامل ولی اللہ تھے۔ آپکے اخلاقِ کریمانہ سے مسلم اور غیر مسلم متاثر اور فدائی تھے۔ مسلمان زائرین کے علاوہ ہندو، سکھ، عیسائی وغیرہ بکثرت حاضرِ خدمت ہوتے تھے۔ آپ مہمان نوازی فرماتے اور ضرورت مندوں کی خدمت کرتے۔ کوئی آپکے آستانے سے مایوس و ناکام واپس نہ جاتا تھا۔ عادات و اعمال میں سنتِ نبوی کی کامل پیروی کرتے تھے۔ آپکی سخاوت سے غربا، مساکین، بیوہ عورتیں اور یتیم بچے یکساں فیض یاب ہوتے تھے۔ ہزار ہا روپے کی آمدنی تھی لیکن ورثہ میں ایک پیسہ بھی نہیں چھوڑا۔ جو آتا بندگانِ خدا اور مستحقین میں تقسیم کر دیتے۔

تینوں بھائی ایک ہی جگہ اقامت گزین تھے۔ سیّد صادق علی شاہ اپنے دونوں بڑے بھائیوں سیّد نجابت علی (ف ۱۹۱۸ء) اور امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ (۱۸۴۱ء۔۱۹۵۱ء) کی حد درجہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

عزت و توقیر کرتے تھے اور دونوں بڑے بھائی بھی ان پر کمال شفقت و مہربانی کرتے تھے۔ ۵ شوال المکرم ۱۳۴۲ھ/۱۰ مئی ۱۹۲۴ء بروز ہفتہ بوقت ۴ بجے شام برموقعہ اکیسویں سالانہ اجلاس انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیداں، دو یوم کی قلیل علالت کے بعد آپ نے رحلت فرمائی۔ ہندوستان، عرب، عراق، ترکی، افغانستان اور دیگر ممالک کے لوگ شریک جنازہ تھے۔ چہرہ مبارک سے نور ٹپک رہا تھا۔ بعد نماز مغرب حضرت امیر ملت قدس سرہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ۱۸، ۲۰ ہزار لوگ شریک جنازہ تھے۔ مشائخ عظام کی بھی بڑی تعداد شامل جنازہ تھی، پیر سید شاہ چوراہی (ف ۱۹۳۹ء) اور پیر بانکے شاہ چوراہی (ف ۱۹۲۷ء) بھی شامل تھے۔ جسد مبارک ایک صندوق میں بند کر کے برادر اکبر سید نجابت علی شاہ کے پہلو میں آبائی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ آپ نے دو صاحبزادے یادگار چھوڑے۔ سید اولاد حسین شاہ (ف ۱۹۸۳ء) اور حافظ سید آل حسین شاہ (ف ۱۹۲۷ء)۔

آپ کی رحلت پر بہت سے شعراء نے مرثیے اور قطعات تاریخ وفات کہے مگر بخوف طوالت صرف دو قطعات تاریخ درج ذیل ہیں:۔

(۱) از مولوی امام الدین مسافر نقشبندی مجددی جماعتی، گجرات۔

ادبار کی گھٹا کیوں عالم پہ آج چھائی
ہر سمت ہے تباہی ہر طرف ہے دہائی

گھر گھر بپا ہے ماتم، دل درد و غم کا مسکن
کیونکر نہ ہو جگر خوں جب لٹ گئی ہو شاہی

تقدیر سے کسی کی جائے نہ پیش ورنہ
صادق علی شہ! کس کو منظور تھی جدائی

رخصت ہوئے ہیں ہم سے شاہ علی پور کے
رکن رکیں تھے گھر کے چھوٹے تھے گرچہ بھائی

شہزادہ ریاست کل چل رہی تھی جس سے
گم ہو گیا کہاں وہ کیا ہو گیا الٰہی

مہماں نواز عالم روشن ضمیر خوش خو
لبیک کیوں نہ کہتے جب حق ہوا تھا داعی

سکہ بٹھایا دل پر اہل وطن کے جس نے
بے نقش و بے نگیں وہ خاتم ہوئی ہے شاہی

خادم ہی تھے نہ ان کے دلدادۂ محبت
گرویدہ ایک عالم دنیا تھی اک فدائی

بدخواہ بھی نیک خواہ تھے اور نیک خواہ تھے قرباں
اخلاق میں تھی ان کے کچھ ایسی دلربائی

سردار ایسا محسن جب ہو گیا جدا ہو
جینے کا پھر مزا کیا دل کو یہی ہے بھائی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تھی فکرِ سالِ رحلت آئی ندا لئے ہاتف
تاریخ ہے مسافر، "غفار ہے الٰہی"
۱۳۴۲ھ

۲ از حافظ محمد خلیل الدین حسن حافظ پیلی بھیتی رئیس پیلی بھیت (یوپی، بھارت)

چل بسے ناگاہ شاہِ فقر ودیں صادق علی — ایسے بھی اللہ والے ہوتے ہیں بندے کہیں
یوں کہا حافظ نے صوری و معنوی سالِ وصال — "پنجم شوال، شنبہ، لطفِ رب العالمین"
۱۳۴۲ھ

حضرت پیر سید حافظ آلِ حسین رحمۃ اللہ علیہ

پیر سید حافظ آلِ حسین بن سید صادق علی شاہ (ف ۱۹۲۴ء) بن سید کریم شاہ (ف ۱۹۰۲ء) علی پور سیداں میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے حقیقی بھتیجے تھے۔ دینی تعلیم مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں سے حاصل کی۔ بڑے متقی، پرہیزگار اور عامل شریعت تھے۔ آپ میں اپنے والد بزرگوار کے اوصافِ حمیدہ وراثۃً موجود تھے۔ مہمانوں کی خدمت نہایت فراخدلی سے کرتے تھے۔ قرآن مجید کے اس قدر عاشق تھے کہ دن رات میں اکثر شغل آپ کا تلاوتِ قرآن شریف ہی تھا۔

مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف میں جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ علی پوری (ف ۱۹۸۰ء) صاحبزادہ سید محمود حسین علی پوری (ف ۱۹۳۹ء)، مشہور نعت گو شاعر حافظ مظہر الدین (ف ۱۹۸۱ء راولپنڈی) اور مولانا غلام رسول گوہر (ف ۱۹۸۵ء، قصور) آپ کے ہم جماعت تھے اور سب کی دوستی اور بھائی چارہ مثالی اور قابلِ رشک تھا۔

۱۹۳۵ء کے آخر میں آپ کو سل ودق کا عارضہ ہو گیا۔ ڈیڑھ سال بیمار رہ کر ۳ر جون ۱۹۳۷ء / ۲۳ر ربیع الاول ۱۳۵۶ھ بروز جمعرات ۵ بجے شام داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ شام کے بعد آپ کا جنازہ باہر کھیتوں میں بوجہ کثرتِ شاملین پڑھا گیا۔ ہزارہا لوگ نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے جو اُن کی بزرگی و قبولیت کی دلیل ہے۔ آبائی قبرستان میں آخری آرامگاہ بنی۔ ۱۰ر جولائی ۱۹۳۷ء کو آپ کی شیر خوار

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ت پا گئی یہی ایک نشانی باقی تھی وہ بھی نہ رہی۔

امیر ملت قدس سرہٗ کے خلیفہ ارشد ڈاکٹر محمد اللہ وتہ طالب کنجاہی (ف ۱۹۵۸ء) نے یہ قطعہ تاریخ وفات کہا ہے

ساکن حضرت علی پور سیداں	سید آل حسین عالی نشان
پسر حضرت سید صادق علی	حافظ قرآں و مرد جوان
گشت سیر از سیر و تفریح جہاں	شد خراماں سوئے گلزار جہان
حیف در عمر جوانی رفتنش	صد مہ جانکاہ بر پسماندگان
جامع اخلاق حسنہ خوبرو	داغ فرقت را فراموشد چسان
ہیچ کس ایمن نشد از مرگ خویش	رفت ایں امروز، فردا ما کسان
جز شکیبائی نہ باشد چارہٗ	یادواری نام نیک رفتگان
با دل پر درد طالب گو مت	بہر تاریخ وصالش ایں بخوان
یک ہزار و سہ صد و پنجاہ و شش	مولیٰنا آل حسین جنت مکان
۱۳۵۶	۱۳۵۶ = ۱۹۳۷ء

حضرت صاحبزادہ سید محمود حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حافظ سید محمود حسین شاہ بن سید نجابت علی شاہ (ف ۱۹۱۸ء) بن سید کریم شاہ (ف ۱۹۰۲ء) علی پور سیداں میں پیدا ہوئے۔ اُن کی ابتدائی زندگی اور تعلیم کے متعلق معلومات حاصل نہیں ہوسکیں۔ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ نے اپنے اس یتیم بھتیجے کی پرورش بڑے ناز و نعم سے کی۔ سید محمود حسین بڑے صالح جوان، عابد و زاہد اور شب بیدار تھے۔ اپنے چچا حضرت امیر ملت قدس سرہٗ سے بیعت تھے۔

۴ رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ بروز بدھ جامع مسجد کوٹ والی علی پور سیداں میں نماز ظہر ادا کی بعد نماز بارگاہ خداوندی میں نہایت عاجزی وانکساری سے دعا مانگی۔ دعا کے وقت آنسو جاری تھے اور زبان پر حمد و ثنا رالہیٰ، توبہ و استغفار اور صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی سچی التجا تھی شام کو افطاری کے بعد دردِ شکم ہوا۔ ساری رات تکلیف میں گزری اور دوسرے دن ۵ رمضان المبارک

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۱۳۵۸ھ/ ۱۹ر اکتوبر ۱۹۳۹ء بروز جمعرات بعالم شباب انتقال فرما گئے۔ نماز جنازہ حضرت امیر ملت شاہ قدس سرہٗ نے پڑھائی اور آبائی قبرستان میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔

حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے خلیفۂ خاص مولانا پروفیسر حامد حسن قادری (ف ۱۹۶۴ء) نے مندرجہ ذیل قطعات تاریخ وفات کہے:۔

"صاحبزادہ سید محمود حسین شاہ جنت مقام"

۱۳۵۸ھ

وفاتِ شاہ محمود حسین ایسی قیامت ہے ۔۔۔ نہ پہنچیں گرد کو اسکی اگر سو حشر برپا ہوں
نہ کیوں اس حادثہ سے اہل عالم ہوں فغاں بر لب ۔۔۔ نہ کیوں دل صرف شیون ہوں نہ کیوں سر وقف سودا ہوں
نہ کیوں مطلوب ہوں سب کے نہ کیوں محبوب ہوں رب کے ۔۔۔ جو صالح اور خوش خو ہوں جواں ہوں اور رعنا ہوں
نہ کیوں ایسے ہوں جو ہوں نور چشم قبلۂ عالم ۔۔۔ جو حسن خلق و حسن خلق میں بے مثل و یکتا ہوں
جو ہوں جانِ نجابت بھی ہوں شانِ سیادت بھی ۔۔۔ جو گھر میں آنکھ کی پتلی ہوں اور نیکی کا پتلا ہوں

لکھے کیا قادری دل شکستہ اب بجز اس کے
کہ تاریخ و دعا ہے "خلد میں آرام فرما ہوں"

۔۔۔۱۳۵۸ھ۔۔۔

قطعۂ دیگر

آہ! صاحبزادہ محمود حسین! ۔۔۔ داغِ فرقت ناگہاں دے جائیں یوں
دردِ قولنج ایسا کیا تھا لاعلاج ۔۔۔ جس سے حاصل ہو نہ سکتا ہو سکوں
لیکن اس کی تھی مشیت اور کچھ ۔۔۔ جس کی ذاتِ پاک بے چون و چگوں
چوں قضا آید طبیب ابلہ شود ۔۔۔ وروحی گردد ز درماں ہا فزوں

یاد آیا قول اِذا جاء اجل
ہو گئی تاریخ "لایستاخرون"

۔۔۔۱۳۵۸ھ۔۔۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

وہ چند دن کے اندر اندر کیفرِ کردار کو پہنچے گا۔"

آپ نے جلسۂ عام میں ہلاکتِ مرزا کی بددعا بڑے شدّ و مد سے کرائی جس میں ہزاروں مسلمانوں نے بیک زبان التجا کی کہ:۔

"یا اللہ! اس ابتلائے قادیانی سے اسلام کو رہائی بخش اور مسلمانوں کو راہِ راست پر قائم رکھ۔"

آمین کی صدائیں بلند ہوتی رہیں۔ آخر کار ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء بروز پیر حضرت امیرِ ملّت نے ارشاد کیا کہ مرزاجی چوبیس گھنٹے کے اندر اندر دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔ یہ بات حضرت نے رات دس بجے ارشاد فرمائی اور ۲۶ مئی کو صبح دس بجکر دس منٹ پر مرزاجی آنجہانی ہو گئے۔ مرنے سے چھ گھنٹے قبل زبان بند ہو گئی۔ خدا جانے ہیضہ تھا یا کچھ اور، نجاست منہ سے نکلتی رہی اور اسی حالت میں خاتمہ ہو گیا۔ مرزاجی کی تاریخِ وفات ہے۔ لَقَدْ دَخَلَ فِی قَعْرِ جَهَنَّم۔ ۱۳۲۶ھ

جس وقت آپ نے مرزاجی کی موت کی پیشین گوئی فرمائی تو لوگوں نے اُسے اہمیت نہ دی مگر جب پوری ہو گئی تو حد درجہ حیران ہوئے۔ اس پیشگوئی کا مرزائیوں نے آج تک ذکر نہیں کیا۔

۱۹۱۰ء میں جب خلیفۂ اسلام سلطانِ ترکی غازی عبدالحمید خاں مرحوم نے حجاز ریلوے لائن کی تعمیر کے لیے مسلمانانِ عالم سے چندہ کی اپیل کی تو اس وقت آپ نے اپنے اور اپنے متوسلین کی جانب سے چھ لاکھ روپیہ نقد کی امداد فرمائی۔ بنابریں سلطان المسلمین نے اپنے دستخطِ خاص کے ہمراہ حضرت کو پانچ تمغے خوشنودی کے اظہار کے لیے بھیجے اور شاہی فرامین میں آپ کو عمدۃ الاماثل والافاضل کے معزز القاب اور خطاب سے سرفراز فرمایا۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے لیے جب چندہ جمع کرنے کی مہم شروع ہوئی تو لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں حضرت امیرِ ملّت کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا۔ نواب وقار الملک (ف ۱۹۱۷ء) نے دورانِ تقریر اپنی ٹوپی اتار کر حضرت کے قدموں میں رکھ دی اور پُرنم آنکھوں کے ساتھ اپیل کی کہ "معاملہ مسلمانوں کی حمیت و وقار کا ہے آپ ہاتھ بٹائیں"۔ آپ نے استفسار فرمایا کہ کیا یونیورسٹی میں دینیات کی تعلیم لازمی ہوگی؟ تو نواب وقار الملک نے یقین دلایا کہ انگریزی کے ساتھ ساتھ دینیات کی تعلیم بھی لازمی ہوگی اور پھر یونیورسٹی کی مساجد میں پنج وقتہ نمازوں میں تمام طلبہ کی حاضری لازمی ہوگی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اس پر آپ نے تین لاکھ روپیہ کی گرانقدر رقم چندہ میں دی اور بعدازاں بھی معاونت فرماتے رہے چنانچہ سب جانتے ہیں کہ علی گڑھ کی ہمیشہ یہ خصوصیت رہی ہے کہ وہاں نماز کی باقاعدہ حاضری ہوتی تھی اور دینیات کی تدریس کا خصوصی اہتمام ہوتا تھا۔ حضرت سیّد سلیمان اشرف بہاری رف ۱۳۵۲ھ) جیسے علماء کرام دینیات کی تعلیم کے نگران تھے۔ یہ سب حضرت امیر ملت کا ہی فیض تھا۔ حضرت امیر ملت کے مرید خاص اور برصغیر کے نامور فلسفی ڈاکٹر سیّد ظفر الحسن رف ۱۹۴۹ء) کا علی گڑھ یونیورسٹی میں اسلامی خدمات کا سرانجام دینا بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔

سنہ ۱۹۱۴ء میں حضرت امیر ملت نے "تحریک ترک موالات" کی مخالفت کی اور اعلان فرمایا کہ:۔

"ہندو مردے کو جلا کر خاک کر دیا جاتا ہے اور خاک ہوا میں اُڑ جاتی ہے، اگر مسلمان مرے تو دو گز زمین تا قیامت اس کی ملکیت ہوتی ہے مسلمانو! ہجرت نہ کرو، آپ کا وطن آپ کا جدی ورثہ ہے، اسے ہاتھ سے نہ جانے دو۔"

مگر پھر بھی دو لاکھ کے قریب مسلمان بہک کر افغانستان اور عرب ممالک میں جا پہنچے اور پھر پریشان حال میں واپس ہندوستان آئے۔ اس مقام پر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں بریلوی رف ۱۹۲۱ء) بھی اس مسئلہ میں آپ کے ہمنوا تھے۔

تحریک خلافت میں آپ نے جان جوکھوں میں ڈال کر حصہ لیا۔ اس تحریک میں آپ نے جسقدر خدمات سرانجام دیں شاید بانیان تحریک نے بھی نہ دی ہوں گی۔ آپ نے بجلی کی سی سرعت و تیزی کے ساتھ تمام ملک کا دورہ کیا، خلافت فنڈ میں لاکھوں روپے چندہ دیا۔ دوران تحریک اُن علاقوں کا بھی دورہ کیا جہاں تک پہنچنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی تھا مثلاً ریاست کورگ (علاقہ مدراس)، مرکارا، ویرا جندر، پیٹ اسٹی، بلگنڈا اور کوہ نیلگری وغیرہ وغیرہ۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ بمبئی سے حیدرآباد دکن کیلئے روانہ ہو رہے تھے کہ مولانا شوکت علی اور احمد صدیق جنرل سیکریٹری خلافت کمیٹی آپ کو الوداع کہنے کے لیئے اسٹیشن پر آئے تو مولانا موصوف نے آپ کو ایک جھولا پہنایا جس پر لفظ "خلافت" اور ایک "تمغہ" جس پر نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ کندہ تھا، پیش کیا اور کہا کہ میرے پاس صرف یہی چیز تھی جسے پیش کرتا ہوں۔ ع برگ سبز است تحفہ درویش اس کے ساتھ خلافت کمیٹی کی طرف سے پانچ سو روپے کی رسیدیں بھی دیں۔ آپ نے رسیدوں کو حیدرآباد

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

دہلی، میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ، نواب زادہ لیاقت علی خاں، سردار عبدالرب نشتر، نواب افتخار حسین ممدوٹ اور ابوالاثر حفیظ جالندھری جیسے معتقد او عبقری عصر حضرات آپکی عقیدت کا دم بھرتے رہے۔

علوم ظاہری و باطنی کے حصول کے بعد آپ نے سب سے پہلے علی پور شریف کی مسجد ہی کو وعظ و نصیحت کا مرکز بنایا۔ بعد ازاں پشاور، کوئٹہ، بمبئی، کلکتہ، کراچی، میسور، حیدرآباد دکن، دہلی، بھوپال، کوہ نیلگرہ ھی، کشمیر، کابل وغیرہ دور دراز علاقوں کے تبلیغی دورے فرمائے۔ ہزار ہا مشکلات و مصائب کو برداشت کر کے لاکھوں گمگشتگان راہ کو صراط مستقیم پر گامزن کیا۔ ہزاروں غیر مسلموں نے آپکے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔ کئی جگہوں پر آپ نے تبلیغی انجمنیں، مدرسے، مسجدیں اور کنوئیں بنوائے۔ آپ کی ان تبلیغی کوششوں اور سرگرمیوں سے اسلام کے خزاں دیدہ چمن میں بہار آگئی، اس لحاظ سے آپ بلاشبہ 'محی الدین ثانی' اور 'مجدد دوراں' کہلانے کے مستحق ہیں۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو آپکے قلب و روح میں سمایا ہوا تھا۔ سرکار مدینہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی سن کر آپ کی پلکیں بھیگ جاتیں، رنگ زرد ہو جاتا۔ سرد آہوں اور سسکیوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا۔ آپ مولانا رومی ؒ کے ان اشعار کی عملی تفسیر تھے۔

عاشقاں را شش نشان ست اے پسر! ۔۔۔ آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر
گر ترا پرسند پس دیگر کدام ۔۔۔ گفتن و خوردن کم و خفتن حرام

مندرجہ ذیل اشعار تو ہر وقت آپ کی زبان پر رہتے تھے اور آنکھیں اشکوں کا ہار پروتی رہتی تھیں۔

قابل تھا میں نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب ۔۔۔ اس در کی حاضری سے مری قسمت بدل گئی
سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری ۔۔۔ گو ملک و مال و خویش و وطن سے جدا ہوا

آپکے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتراف مخالفوں نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ مولانا حسین احمد دیوبندی سابق صدر جمعیت علماء ہند و سابق پرنسپل دارالعلوم دیوبند آپکے نکتہ چینوں کے جواب میں کہا کرتے تھے کہ:-

"عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شاہ صاحب (امیر ملت) کے مقام کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔"

ذیل میں چند واقعات پیش خدمت ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ واقعی فنافی الرسول تھے۔ سنہ ۱۹۱۶ء کی بات ہے کہ آپ ایک طویل دورے کے بعد لاہور مسجد ٹولیاں واندرون لوہاری

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

دروازہ) میں فروکش تھے۔ سردی کا موسم تھا اور آپ کو شدید بخار تھا۔ اتنے میں برصغیر کے نامور نعت گو شاعر حافظ پیلی بھیتی کی آمد کی اطلاع ملی۔ آپ نے حکم دیا کہ فوراً بلاؤ۔ حالانکہ آپ لحاف اوڑھے ہوئے تھے اور کپکپی طاری تھی۔

بابائے لاہور شیخ عبدالشکور لاہوری کا بیان ہے کہ میں بھی اس وقت آپ کے قدموں میں حاضر تھا۔ آپ نے حافظ صاحب سے فرمایا۔

"آپ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس و اطہر میں نعتیں لکھتے ہیں، افسوس کہ بیماری کی وجہ سے آپ کا استقبال نہ کر سکا۔"

پھر دریافت فرمایا: "حافظ صاحب! کوئی تازہ نعت لکھی ہے؟" حافظ صاحب فوراً دو زانو ہو بیٹھے، بیاض کھولی اور نعت شروع کی مطلع تھا۔

زائروں کی بھیڑ ہو روضہ ترا ہو میں نہ ہوں
وائے ناکامی کہ اک خلقِ خدا ہو میں نہ ہوں

مطلع بے پناہ پُرسوز تھا سب محظوظ ہوئے۔ حضرت نے فرمایا "مکرر پڑھو" دو تین بار سماعت فرمایا اور لحاف چہرۂ مبارک سے دور کر دیا۔ حافظ صاحب نے دوسرا شعر پڑھا۔

صدقے اُس روضے کے جس پر سر سے دل سے جان سے
اک جہاں، اک خلق، اک عالم، فدا ہو میں نہ ہوں

اب تو آپ نے بے ساختہ لحاف جسم پر سے اتار دیا۔ ہم سب ڈر رہے تھے کہ کہیں سردی نہ لگ جائے۔ حافظ صاحب نے تیسرا شعر پڑھا۔

مَیں وہ ردِّ خلق ٹھہرا ہوں کہ بزمِ شاہ میں
انس ہو، جن ہو، فرشتہ ہو، ہوا ہو، میں نہ ہوں

اب تو آپ اُٹھ کر بیٹھ چکے تھے گویا بخار تھا ہی نہیں، جسم سے پسینہ جاری تھا بے اختیار داد دے رہے تھے اور کیف طاری تھا جب حافظ صاحب نے یہ شعر پڑھا۔

میں وہاں ہوں، وہ وہاں ہوں یا نہ ہوں پر یہ نہ ہو
شاہ کے دربار میں چرچا مرا ہو میں نہ ہوں!

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تو حضرت صاحب بیتاب ہو گئے اور اک دم حجرہ سے مسجد میں تشریف لے گئے اور حاجی کوٹانا خادم خاص) کو حکم دیا :-

"جلد اسباب باندھو اور مدینہ شریف چلو"

جہاز پر سوار ہوتے وقت بھی یہ مصرع زبان پر جاری تھا ۔ ؏

شاہ کے دربار میں چپڑاسی ہوں میں نہ ہوں

مشہور احراری لیڈر سید عطاء اللہ شاہ بخاری (ف ۱۹۶۱ء) باوجود آپ سے اختلافات کے آپ کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ اکثر و بیشتر بیان کر کے اپنی تقاریر کو مزین کیا کرتے تھے اور مشہور اہلحدیث عالم مولانا محمد داؤد غزنوی (ف ۱۹۶۳ء) کا بیان ہے کہ میں نے یہ واقعہ بچشم خود دیکھا ہے کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں باب السلام کے قریب چند کتے لیٹے ہوئے تھے ۔ ایک ناسمجھ نے جاتے جاتے ایک کتے کو زور سے لاٹھی ماری ۔ کتا لنگڑاتا اور چیختا چلاتا ہوا جا رہا تھا کہ اچانک آپ وہاں تشریف لے آئے ۔ جب حقیقت حال معلوم ہوئی تو کتے کو پاس بٹھا لیا اور اس شخص سے کہا "ظالم! تو نے یہ نہ دیکھا کہ مدینہ شریف کا کتا ہے ۔ پھر عمامہ پھاڑ کر کتے کی زخمی ٹانگ پر پٹی باندھی اور بازار سے کھانا منگوا کر اسے کھلایا"

ایک دفعہ سرزمین حجاز میں قحط نمودار ہوا تو آپ یہ سن کر تڑپ اٹھے کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ملک میں قحط پڑ گیا ہے ۔ چنانچہ آپ نے ایک لاکھ روپیہ کی گرانقدر رقم بھجوائی ۔ ابوالمعانی مومنِ ثانی حضرت علامہ تاج الدین احمد تاج عرفانی (ف ۱۹۵۹ء) نے اس واقعہ کی طرف یوں اشارہ کیا ہے ۔۔

کی آپ نے امداد مصیبت زدگان کی ۔۔۔ وا اُن کے لیے کیسہ زر دیکھ رہا ہوں
احساس ہوا آپ ہی کو سب سے مقدم ۔۔۔ امداد کو مضبوط کمر دیکھ رہا ہوں

تا دیر انہیں تاج خدا رکھے سلامت
میں اُن کی نظر اُن کا جگر دیکھ رہا ہوں

آپ کو مدینہ منورہ کے چرند پرند اور گرد و غبار تک سے بے پناہ محبت تھی ۔ آپ مدینہ شریف کی ہر چیز کا احترام کرتے تھے ۔ جب تک مدینہ شریف رہتے نعت خوانی کی مجلسیں ہوتی رہتیں ۔ ایک ایسی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہی مجلس میں حضرت حفیظ جالندھری (ف ۱۹۸۲) نے یہ شعر سنایا۔

کہاں مجھے یہ نصیب اللہ اکبر حجر اسود کے
یہاں کے پتھروں نے پاؤں چومے ہیں محمدؐ کے

آپؒ نے یہ شعر سنتے ہی فوراً اپنی گرم واسکٹ بمعہ نقدی حفیظ صاحب کی نذر کر دی۔

آپؒ جب بھی مدینہ شریف حاضر ہوتے تو سب سے پہلے غسل فرماتے پھر نہایت عجز و انکسار کے ساتھ دربارِ رسالت مآبؐ میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتے حضوری کے وقت آپؒ کا جسم کانپتا رہتا اور سردیوں میں بھی کپڑے پسینے سے تر ہو جاتے، چہرہ مبارک کی رنگت کبھی سرخ ہو جاتی کبھی زرد۔ مواجہ شریف میں سلام عرض کرنے کے بعد دوسری طرف جا بیٹھتے تو سردی ہوتے ہوئے بھی دیر تک پنکھا جھلنا پڑتا محسوس ہوتا تھا کہ آپؒ پر کامل رعب طاری ہے یہ شہنشاہوں کے شہنشاہِ اعظم کا دربار ہے یہاں کی حاضری کوئی آسان بات نہیں، بے خبروں کو کیا معلوم کہ وہ کس عظیم الشان بارگاہ میں حاضر ہیں۔

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا (عزتؔ بخاری)

اس قسم کے ایک دو نہیں بلکہ بیسیوں واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں مگر طوالت کے خوف سے انہیں پر ہی اکتفا کرتا ہوں، شائقین حضرات "سیرتِ امیرِ ملتؒ" کا مطالعہ فرما کر مستفید و مستفیض ہو سکتے ہیں ؎

سفینہ چاہیئے اس بحرِ بیکراں کے لیے

حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ کو آپؒ سے بہت عقیدت و محبت تھی اکثر و بیشتر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر روحانی استفادہ کرتے رہتے تھے، چند ایک واقعات درج ذیل ہیں:۔

ایک دفعہ آپؒ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس کی صدارت فرما رہے تھے، تمام کرسیاں بھری ہوئی تھیں فرش پر بھی لوگ بیٹھے ہوئے تھے، علامہ اقبالؒ ذرا دیر سے پہنچے تو جگہ نہ پا کر آپؒ کے قدموں میں بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ "اولیاء اللہ کے قدموں میں جگہ پانا موجبِ فخر ہے" آپؒ نے تبسم فرمایا اور کہا "اقبال جس کے قدموں میں آجائے اُس کے فخر کا کیا ٹھکانا"

۱۹۳۷ء کا واقعہ ہے کہ ایک صحبت میں حضرت امیرِ ملتؒ نے حکیم الامتؒ سے کہا کہ آپ کا ایک شعر تو ہمیں بھی یاد ہے" پھر یہ شعر پڑھا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

حکیم الامت یہ سن کر بیحد مسرور ہوئے اور کہنے لگے ”میری نجات کے لیے اتنا ہی کافی ہے“۔

حضرت امیرِ ملت سے حکیم الامت کی عقیدت اسقدر گہری تھی کہ حکیم الامت نے سوائے آپ کے کسی کو بھی نہیں بتایا تھا کہ انہوں نے بیعت کہاں کی ہے؛ چنانچہ اس راز کی عقدہ کشائی سب سے پہلے آپ نے ہی ۱۹۳۵ء میں فرمائی تھی۔ آپ نے ارشاد کیا کہ :-

”اقبال نے رازداری کے طور پر مجھ سے کہا تھا کہ میں اپنے والدِ مرحوم سے بیعت ہوں“

آپ نے مزید فرمایا کہ :-

”اقبال کے والد ماجد کے پاس ایک مجذوب صفت درویش آیا کرتے تھے وہ انہی سے سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے“۔

علامہ اقبال کے دل میں حضرت امیرِ ملت کی جو قدر و منزلت تھی، اُس کا اظہار ضربِ کلیم ”یک مردِ بزرگ“ کے عنوان والے مندرجہ ذیل قطعہ سے ہوتا ہے :-

اُس کی نفرت بھی عمیق اُس کی محبت بھی عمیق
قہر بھی ہے اُس کا اللہ کے بندوں پہ شفیق!
انجمن میں بھی میسر رہی خلوت اس کو
شمعِ محفل کی طرح سب سے جدا سب کا رفیق!
مثلِ خورشیدِ سحر فکر کی تابانی میں!!
بات میں سادہ و آزاد معانی میں دقیق!
اُس کا اندازِ نظر اپنے زمانے سے جدا
اُس کے احوال سے محرم نہیں پیرانِ طریق

حضرت امیرِ ملت کو بھی علامہ مرحوم سے بہت محبت و شفقت تھی، چنانچہ وصال سے قبل اکثر علامہ کا یہ شعر زبان پر رہتا تھا :-

تری بندہ پروری سے مرے دن گزر رہے ہیں
نہ گلہ ہے دوستوں کا، نہ شکایتِ زمانہ

گزشتہ سطور میں علامہ اقبال کے ذکر کے ضمن میں انجمن حمایتِ اسلام لاہور کا ذکر بھی آیا ہے کہ اس کے سالانہ اجلاس کی صدارت حضرت امیرِ ملت نے فرمائی تھی، اس موقع پر ایک ایسی ہی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

صدارت کی تفصیل بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں جس سے حضرت کی جرأت و استقلال، حاضر جوابی، مضبوطیٔ اعصاب اور داد و دہش کا اظہار ہوتا ہے۔ مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی رف ۱۹۸۲ء کراچی کے الفاظ میں واقعہ کچھ یوں ہے:-

"ایک سال انجمن حمایت اسلام لاہور کے اجلاس کا صدر حضرت پیر صاحب کو بنایا گیا۔ چندے کی اپیل کے لیے مولانا ظفر علی خاں کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہمارے محترم صدر صاحب ہماری انجمن کو کیا تبرک عطا فرماتے ہیں۔ مولانا ظفر علی خاں نے یہ آغاز اس لیے کیا تھا کہ صدر صاحب زیادہ سے زیادہ ہزار پانچ سو دیں گے، ان کے مقابلے میں دوسرے امیر لوگ اُن سے کہیں بڑھ کر رقم کا اعلان کریں گے تو صاحب صدر خود اپنی خفت محسوس کریں گے اور تمام لوگ بھی انہیں کچھ حقیر سمجھنے لگیں گے۔ مگر واہ رے درویش دانا، جونہی مولانا ظفر علی خاں نے کہا کہ چندے کا آغاز صدر صاحب کے اعلان سے ہونا چاہیئے، اُسی وقت پیر صاحب کھڑے ہوئے اور فرمایا:-

"ارے بھئی! فقیر کے پاس کیا ہے اور یہ کیا دے سکتا ہے۔ یہاں بڑے بڑے دولت مند چندہ دینے والے بیٹھے ہیں۔ اُن کے سامنے میں اپنی خالی جھولی میں سے کیا نکال کر پیش کر سکتا ہوں، میں صرف یہ کر سکتا ہوں کہ اس وقت آپ سب حضرات اپنے اپنے چندوں کا اعلان کریں یہ سب چندے مل کر جتنی رقم بنے اُتنی رقم تنہا اس فقیر کی طرف سے ہوگی"

یہ اعلان ہونا تھا کہ مجمع اچھل پڑا اور حضرت صاحب کو خفیف کرنے کی جتنی اسکیم تھی وہ فیل ہو گئی"

حضرت امیر ملت کی داد و دہش کا ذکر چلا تو یہاں ایک اور دلچسپ واقعہ بھی سُن لیجیے جو استاذ گرامی حکیم اہلسنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ثم لاہوری مدظلہ نے مولوی ضیا احمد کے حوالے سے سنایا۔ مولوی صاحب راوی ہیں کہ:-

"ایک دفعہ مشہور مزاح نگار سید احمد شاہ پطرس بخاری لاہور ریلوے اسٹیشن پر گئے تو خلاف

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

معمول لوگوں کا انبوہِ کثیر دیکھا۔ کسی سے پوچھا کہ آج کیا بات ہے کہ کثیر التعداد لوگ جمع ہیں۔ اُس نے بتایا کہ آج حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ علی پوری تشریف لا رہے ہیں۔ یہ سب لوگ اُن کے عقیدتمند ہیں اور استقبال کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ اس پر پطرس بخاری کہنے لگے کہ "بڑا پیر بنا پھرتا ہے۔ آج دیکھتا ہوں کہ واقعی پیر ہے یا سب کچھ نام و نمود ہی ہے۔" دریں اثنا گاڑی آ گئی۔ حضرت صاحب ایک ڈبے سے نمودار ہوئے تو لوگ دیوانہ وار دست بوسی اور استقبال کے لیے بڑھے۔ پطرس بخاری بھی آگے بڑھے۔ حضرت صاحب ایک قیمتی دوشالہ اوڑھے ہوئے تھے۔ پطرس صاحب نے جاتے ہی دوشالہ پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ یہ دوشالہ مجھے دے دیجئے۔ آپؒ نے فوراً عنایت کر دیا۔ اس پر پطرس صاحب کہنے لگے:۔

"واقعی جیسا سُنا تھا ویسا ہی پایا۔"

۱۹۰۱ء میں آپؒ نے منظم طریقے سے دینِ متین کی تبلیغ اور سلسلہ عالیہ کی ترویج کے لیے **انجمن خدّام الصوفیہ** قائم کی جس کے مقاصد کی تشریح یوں کی گئی۔

(۱) اتحادِ جمیع سلاسلِ تصوّف
(۲) اشاعتِ اسلام و تصوّف
(۳) تردیدِ الزاماتِ خلافِ اسلام و تصوّف
(۴) تردیدِ مذاہبِ باطلہ

اس انجمن کا پہلا جلسہ اُسی سال بادشاہی مسجد لاہور میں ہوا اور متواتر تین سال تک اجتماعات کا مرکز حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر شہنشاہِ ہند رحمۃ اللہ علیہ کی بناکردہ مسجد میں رہنے کے بعد ۱۹۰۴ء سے یہ سلسلہ علی پور سیّداں میں شروع ہو گیا۔ انجمن کے اجلاسوں میں برصغیر کے ممتاز علماءِ کرام اپنے مواعظِ حسنہ سے مستفید و مستفیض فرماتے اور اکناف و اطراف سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ شریک ہو کر ایمان تازہ کرتے تھے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس انجمن نے فتنۂ ارتداد، تحریکِ خلافت، سارداایکٹ، تحریکِ شہید گنج، غازی علم الدین کیس، تحریکِ پاکستان و دیگر تحریکوں میں جو کردار ادا کیا وہ اسی کا حصّہ ہے۔ اس انجمن کی شاخیں برصغیر کے طول و عرض میں پھیل گئی تھیں۔ اس کے علاوہ آپؒ نے ۱۹۰۴ء میں ماہنامہ "انوار الصوفیہ" جاری کیا تھا تاکہ تحریری میدان میں بھی مذہب و ملّت کی خدمت کی جا سکے۔ یہ رسالہ پہلے لاہور اور پھر سیالکوٹ سے شائع ہو کر اکناف و اطرافِ عالم کو اپنی ضیا پاشیوں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سے منوّر کرتا رہا۔ بعد ازاں ستمبر ۱۹۶۰ء سے دسمبر ۱۹۸۴ء تک فصول سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتا رہا۔ رسالہ کے علاوہ انجمن نے بے شمار کتابیں چھاپ کر دنیائے تصوف میں ایک تاریخ ساز انقلاب برپا کیا۔

آپؒ دین کے کاموں کو بڑی تن دہی اور فرض شناسی سے انجام دیا کرتے تھے خود فرمایا کرتے تھے کہ "جب تک میں دین کا کام نہ کرلوں، ایک لقمہ کھانا بھی حرام سمجھتا ہوں" چنانچہ مرزا قادیانی کی سرکوبی کے لیے آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ مرزا قادیانی کا مقابلہ ہر وقت علماء ظواہر کے ساتھ رہتا تھا۔ اگرچہ وہ اُن سے بھی ہر وقت شکست کھاتا اور ذلیل و خوار ہوتا رہتا تھا۔ مگر ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو جب مرزا نے سیال کوٹ میں حضرت امیر ملتؒ سے مناظرہ کا ارادہ کیا تو تاب نہ لا کر میدان سے بھاگ کھڑا ہوا اور جس قدر لوگ اُس کی بیعت کے لیے تیار تھے اُس کی یہ ذلت و رسوائی دیکھ کر بد ظن ہو گئے اور آپؒ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے۔

۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی اپنی بیوی کے علاج کے لیے لاہور میں خواجہ کمال الدین کے مکان پر وارد ہوا تو اپنا دام دجل و فریب پھیلانا شروع کر دیا۔ مسلمانانِ لاہور نے حضرت امیر ملتؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر صورت حال بیان کر کے لاہور تشریف لانے کی درخواست کی۔ آپؒ لاہور تشریف لائے اور آتے ہی بادشاہی مسجد میں ۲۲ مئی کو ایک شاندار جلسہ منعقد کیا۔ جس میں کثیر التعداد علمائے اہلسنت بھی موجود تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ بھی آپؒ سے تعاون کیلئے موجود تھے۔ آپؒ نے اس تاریخی اور عدیم النظیر جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:-

"اگر مرزا اپنے دعویٔ نبوّت میں سچّا ہے تو سامنے
آ کر ثابت کرے اگر مباحثہ نہ کر سکے تو مباہلہ ہی سہی۔"

مگر چونکہ مرزا اپنے میکاؤ سمیت حضرتؒ کے ہاتھوں ۱۹۰۴ء میں ذلیل و خوار ہو چکا تھا۔ اس لیے آپؒ کے سامنے آنے کی جرأت نہ کر سکا۔ آپؒ نے فرمایا کہ:-

"ہم نے اس کا بہت انتظار کیا ہے لیکن وہ سامنے
نہیں آیا۔ پیشگوئی کرنا میری عادت نہیں لیکن یہ بتا دینا
چاہتا ہوں کہ مرزا جی کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے لہٰذا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ علی پوری قدس سرّہٗ

سنوسی ہند امیر ملت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ قدس سرّہٗ کی ولادت باسعادت ۱۸۴۱ء/ ۱۲۵۷ھ میں علی پور سیّداں تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ (پنجاب) میں قطب وقت حضرت پیر سیّد کریم شاہ (ف ۴ر صفر ۱۳۲۰ھ/ ۱۳ر مئی ۱۹۰۲ء بروز منگل) کے ہاں ہوئی۔ سلسلۂ نسب طرفین سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے اپنے ہی گاؤں میں حافظ قاری شہاب الدین کشمیریؒ سے قرآن پاک حفظ کیا۔ عربی اور فارسی کی ابتدائی کتب میاں عبدالرشید علی پوریؒ سے پڑھ کر مولانا عبدالوہاب امرتسریؒ سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ بعدازاں لاہور جاکر مولانا غلام قادر بھیرویؒ اور مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکیؒ (پروفیسر اورینٹل کالج لاہور) سے مولوی عالم اور مولوی فاضل کے درسیات پڑھے۔ اس کے بعد سہارنپور جاکر مولانا محمد مظہر سہارنپوریؒ اور مولانا فیض الحسن سہارنپوریؒ سے استفادہ کیا۔ مگر تشنگی علم ہنوز باقی تھی۔ چنانچہ یہ تشنگی کشاں کشاں آپ کو مولانا سیّد محمد علی مونگیریؒ ناظم دارالعلوم ندوہ، مولانا احمد حسن کانپوریؒ مولانا ارشاد حسین رامپوریؒ، مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی، مولانا شاہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکیؒ، مولانا قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتی اور حضرت علامہ محمد عمر ضیاء الدین استانبولی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی خدمت میں لے گئی اور تمام علوم متداولہ عقلیہ و نقلیہ پر دسترس اور مہارت تامہ حاصل کرکے اسناد حاصل کیں۔ حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنی کلاہ مبارک اتار کر آپ کے سر اقدس پر رکھ دی اور اپنا پس خوردہ پانی پلاکر بہت سے اوراد و وظائف اور سند حدیث کی اجازت عنایت فرماکر رخصت کیا۔

علوم ظاہری میں ید طولیٰ حاصل کرنے کے بعد آپ غوث وقت حضرت باباجی فقیر محمد فاروقی نقشبندی مجددیؒ (ف ۱۳۱۵ھ) چورہ شریف ضلع اٹک کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے باباجی آپ کی آمد سے ازحد مسرور ہوئے اور بے ساختہ پکار اٹھے۔

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

چند روزہ صحبت کے بعد آپ اجازت و خلافت سے نوازے گئے تو دوسرے مریدوں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نے اعتراض کیا کہ ہم عرصے سے حاضر خدمت ہیں مگر ہمیں آج تک خلافت نہیں ملی اور جماعت علی شاہ کو آپ نے آتے ہی سب کچھ عطا فرما دیا ہے۔ اس پر باباجی نے ارشاد کیا کہ :-

'جماعت علی شاہ کے پاس چراغ بھی تھا، تیل بھی تھا اور بتی بھی، ہم نے تو صرف آگ ہی لگائی ہے۔'

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

مرشد کامل نے آپ کے حق میں یہ دعا فرما کر رخصت کیا کہ :-

خداوندا! اس دور میں میرے جماعت علی شاہ کو لاثانی بنا دے۔"

چنانچہ مرشد کامل کی دعا رنگ لائی اور جو شہرت عام بقائے دوام آپ کو ملی، دوسرے ہم عصروں کو اس کا عشر عشیر بھی نصیب نہ ہوا۔ پشاور سے راس کماری اور کشمیر سے مدراس تک آپ کی دھوم مچی۔ دس لاکھ سے زائد لوگ حلقہ غلامی میں داخل ہوئے۔ برصغیر کے علاوہ کابل، برما، سعودی عرب، روس اور دیگر ممالک میں بھی مسلمانوں کی کثیر تعداد نے آپ کی غلامی کا طوق پہنا۔ آغا خلیل کلید بردار روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، نادر شاہ والیٔ افغانستان (ف ۱۹۳۴ء)، میر عثمان علی خاں نظام حیدرآباد دکن، قائد اعظم محمد علی جناح، قائد ملت بابائے کشمیر چوہدری غلام عباس، ڈاکٹر سید ظفر الحسن صدر شعبہ فلسفہ علی گڑھ یونیورسٹی، مولانا غلام محمد ترنم امرتسری ثم لاہوری، بیرسٹر عبدالرب مرزا، والد گرامی قدر جناب غلام مجدد مرزا سابق چیف جسٹس پنجاب ہائی کورٹ لاہور، حکیم فیروز طغرائی امرتسری، علامہ ابوالمعانی تاج الدین احمد تاج عرفانی لاہوری جیسے نابغۂ روزگار اور مشاہیر نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے آپ کی عظمت کا لوہا مانا۔ اور حکیم الامت علامہ اقبالؒ، نواب مشتاق حسین المعروف نواب وقار الملکؒ، نواب بہادر یار جنگؒ، سر آغا خان، نواب شاہ نواز ممدوٹ، نواب احمد یار خاں دولتانہ، نواب محمد اسمٰعیل خاں آف میرٹھ، علی برادران مولانا شوکت علیؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ، حکیم اجمل خانؒ، مولانا ظفر علی خاں، علامہ عنایت اللہ المشرقی، میر غلام بھیک نیرنگؒ، مخدوم سید صدرالدین گیلانی ملتانیؒ، شاہ محمد علی حسین کچھوچھویؒ، شاہ محمد سلیمان پھلواریؒ، شاہ سید محمد محدث کچھوچھویؒ، مولانا حامد رضا خاں بریلویؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، پیر محمد امین الحسنات آف مانکی شریفؒ، پیر محمد فضل شاہ جلال پوریؒ، مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادیؒ، مولانا مظہر الدین شیر کوٹی، ایڈیٹر "الامان"

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

میں فروخت کر دیا اور پانچ سو کے بجائے پانچ سو بیس روپیہ خلافت کمیٹی حیدر آباد کی وساطت سے بمبئی روانہ فرمادیئے۔ جس پر مولانا شوکت علی نے کہا کہ "مجھے اصل بھی مل گیا ہے اور سود بھی"۔

ایک بار مولانا شوکت علی نے یہ تحریک پیش کی کہ ہندوستان کے ہر مسلمان سے ایک روپیہ فی کس کے حساب سے خلافت فنڈ وصول کیا جائے تو آپ نے نیل گڑھی (علاقہ میسور کا ایک دور افتادہ مقام) سے اپنا اور اپنے تمام متعلقین کا چندہ بحساب ایک روپیہ فی کس بمبئی بھیجدیا اور ساتھ ہی یہ اعلان جاری فرمایا کہ :-

"فقیر کے سب محبت والے ایک ایک روپیہ فی کس اپنا اور اپنے متعلقین کا چندہ خلافت فنڈ میں داخل کریں"۔

مولانا شوکت علی نے اس اعلان کو تمام ملک میں مشتہر کر دیا جس کے نتیجے کے طور پر ہندوستان کے گوشے گوشے سے زر کثیر موصول ہوا۔ اس کے علاوہ آپ کے اکثر معتقدین نے تن تنہا ہزاروں روپے خلافت فنڈ میں دیئے چنانچہ نورانی سیٹھ آف بمبئی نے آپ کے ارشاد پر پچیس ہزار روپے اور اہالیان کوہاٹ نے ستائیس ہزار روپیہ کی گرانقدر رقومات خلافت فنڈ میں پیش کیں لیکن آپ نے ہرگز ہرگز یہ گوارا نہ فرمایا کہ آپ کے ارشاد پر عامۃ المسلمین تو عمل کریں اور خود اس کار خیر کے ثواب میں شامل نہ ہوں۔ چنانچہ سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ ہند منعقدہ علی پور سیداں شریف کے موقع پر ایک دفعہ تیرہ سو روپے ملک لال دین سیکرٹری خلافت کمیٹی لاہور کی وساطت سے اور دوسری دفعہ اٹھارہ سو روپے کی گرانقدر رقم جیب خاص سے خلافت فنڈ میں دی۔

۳۔۴ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء کو لائل پور (حال فیصل آباد) میں ڈسٹرکٹ خلافت کانفرنس منعقد ہوئی تو حضرت امیر ملت نے اس کی صدارت قبول فرمائی اور اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا کہ :-

"جس کو خلافت سے محبت نہیں ہے، اسے اسلام سے کوئی سروکار نہیں ہے، جو لوگ مجھ پر بہتان باندھتے ہیں کہ میں خلافت میں دلچسپی نہیں لیتا وہ کذاب اور مفتری ہیں، پڑھو لوگو، لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ"۔

چنانچہ سب مسلمانوں نے پڑھا اور آپ نے اپنے فی البدیہہ خطبہ صدارت میں پرجوش اور ولولہ انگیز کلمات سے عوام و خواص کے دلوں کو مسخر کر لیا۔ عوام خدمت خلافت کے لئے ایسے کمربستہ ہوئے کہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہزاروں کے خلافت نوٹ آن کی آن میں فروخت ہو گئے۔

مولانا ظفر علی خاں نے آپ سے بھرپور مخالفت: مولانا ظفر علی خاں چونکہ اہلحدیث مسلک سے تعلق رکھتے تھے بدیں وجہ وہ آپ کے شدید مخالف تھے۔ (قصوری) کے باوجود اپنے اخبار "زمیندار" مورخہ ۱۰ر مارچ ۱۹۲۱ء میں آپ کو یوں ہدیہ تبریک پیش کیا۔ انہوں نے لکھا کہ:-

۴ ہم ر مارچ ۱۹۲۱ء کو لائل پور میں جو عظیم الشان جلسہ خلافت منعقد ہوا، اس میں پنجاب کے مشہور و معروف صوفی، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ صدر تھے۔ آپ نے اپنے فی البدیہہ خطبہ صدارت میں جس بے نظیر جرأت ایمانی اور جوش اسلامی سے مسلمانان عالم کی صحیح رہنمائی فرمائی ہے وہ اس قابل ہے کہ ہمارے تمام مشائخ اور پیرزادگان اس سے سبق حاصل کریں، آپ نے اپنے خطبہ صدارت میں ان تمام غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیا ہے جو بعض سیاہ باطن لوگ حضرت ممدوح کے متعلق پھیلاتے تھے اور صاف صاف کہہ دیا ہے کہ جو مسلمان خلافت سے محبت نہیں رکھتا وہ بے ایمان ہے۔ اور ہرگز "مسلمان" کہلانے کا مستحق نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں "خلافت اسلامیہ" اور مقامات مقدسہ کے لیے اپنی جان تک نثار کرنے کو تیار ہوں اور میرا جو مرید تحریک خلافت میں حصہ نہیں لیتا اس کو میں یاران طریقت میں سے نہیں سمجھتا کیونکہ "خلافت"، خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو مسلمان، خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت سے بیزار ہے یا بعض دنیاوی مصلحتوں کے پیش نظر صداقت سے خوف کھاتا ہے، وہ میرے نزدیک مسلمان نہیں ہے۔

ہم حضرت قبلہ شاہ صاحب کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں کہ خدائے بزرگ و برتر نے حضرت ممدوح کو کلمۃ الحق اور صداقت کی وہی جرأت عطا کی ہے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا طرۂ امتیاز تھی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہمیں یقین ہے کہ آپ جیسی متقی شخصیت، متشرع عالم اور پیشوا کی رہنمائی سے تحریک خلافت کو عظیم الشان تقویت پہنچے گی اور دیگر مشائخ عظام بھی اپنی سنہری اور رپہلی مصلحتوں اور طواغیت باطلہ کے خوف کو بالائے طاق رکھ کر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آجائیں گے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ پنجاب خلافت کانفرنس عنقریب راولپنڈی میں منعقد ہونے والی ہے۔ اس کی صدارت بھی کسی روشن ضمیر بزرگ کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔ اگر انہوں نے منظور کی تو یقیناً مسلمانانِ پنجاب کی خوش قسمتی ہوگی۔ (یاد رہے کہ راولپنڈی کانفرنس کی صدارت بھی حضرت امیر ملت ہی نے فرمائی تھی۔ قصوری)

اگر ملک کے تمام مشائخ عظام اور پیرزادگان حضرت حافظ حاجی پیر جماعت علی شاہ علی پوری کی تقلید کریں اور خلافت اسلامیہ کی حمایت و اعانت پر کمربستہ ہو جائیں تو خلافت اور آزادی وطن کے تمام مسائل کا حل بہت جلد ہو سکتا ہے۔ ہم حضرت ممدوح کا پورا خطبہ صدارت عنقریب ہی کسی آئندہ اشاعت میں شائع کریں گے۔"

مولانا شوکت علی نے اس خطبہ کی پچیس ہزار کاپیاں انگریزی میں ترجمہ کر کے یورپ بھیجنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا مگر معلوم نہیں کہ بعد میں کیا ہوا۔ دورانِ تقریر جب مولانا شوکت علی نے دریافت کیا کہ:-

"کوئی ہے جو راہِ خدا میں اپنی جان فدا کرے"

تو اس وقت بارہ ہزار کے مجمع میں سے صرف حضرت قبلہ ہی کھڑے ہوئے تھے اور آپ نے نہایت جاہ و استقلال سے فرمایا تھا کہ:-

"میں حاضر ہوں اور راہِ خدا میں اپنی جان فدا کرنے کو تیار ہوں"

مولانا شوکت علی نے آپ کے ایثار کی بے حد تحسین کی اور آپ کو "مسولینیِ ہند" کے لقب سے یاد کیا۔ آپ کی اس اولوالعزمی اور سرفروشی کا حال معلوم کر کے شملہ میں ایک بزرگ نے کہا کہ:-

"واقعی آپ کو مسولینیِ ہند کا لقب زیب دیتا ہے"

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تحریکِ خلافت میں آپ کی روز افزوں سرگرمیوں سے حکومت کے اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" لاہور نے بڑی بوکھلاہٹ کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ:-

"حکومت کو گاندھی جی کا اس قدر خطرہ نہیں ہے
جس قدر پیر جماعت علی شاہ صاحب کا ہے۔"

اُن دنوں آپ حیدرآباد دکن میں جلوہ افروز تھے۔ مرزا محمد اصغر بیگ المخاطب بہ اصغر یار جنگ بیرسٹر و دیگر ارکانِ خلافت آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور جلسہ خلافت کی صدارت کے لیئے درخواست کی جسے آپنے قبول فرمایا حالانکہ اُسی روز واپسی کا ٹکٹ خرید اجا چکا تھا۔ حضرت نے ٹکٹ واپس کر دیا اور بڑی جرات اور عزم و ہمت سے کام لیتے ہوئے صدارت فرمائی۔ اس جلسہ میں نامور لیڈروں نے شرکت کی۔ آپنے جس انداز سے صداقتی تقریر کی، اس کی مثال ناپید ہے۔ آپ کی تحریک پر تیس ہزار روپے چندہ جمع ہوا۔

گوجرہ ضلع لائل پور میں سید مہدی شاہ سرکاری درباری آدمی تھے۔ اُن کے رُعب، اثر و رسوخ اور دبدبے کی وجہ سے ارکانِ خلافت شہر میں داخل نہیں ہوتے تھے۔ آپ کو صورتِ حال کا علم ہوا تو خود بنفسِ نفیس تشریف لے گئے اور اپنے ہمراہ غازی عبدالرحمن سیکرٹری خلافت کمیٹی لائل پور (حال فیصل آباد) کو لے جا کر خلافت کمیٹی قائم کر کے عہدیدار مقرر کیئے۔ اسی طرح کوہاٹ میں آپ کی تحریک پر ستائیس ہزار روپیہ جمع ہوا۔ جب حکومت نے محسوس کیا کہ آپ کی شبانہ روز کوششوں سے خلافت کانفرنس کا شجر بار آور ہو رہا ہے تو آپ کو صوبہ سرحد سے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر نکل جانے کا حکم دیا گیا بلوچستان میں داخلہ بند کر دیا گیا اور کشمیر میں دو سال تک داخلہ کی اجازت نہ دی گئی۔ ذرا اندازہ فرمائیے کہ حکومت اس مردِ حق سے کس قدر خائف تھی۔ ؎

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

۱۹۲۱ء میں سارڈا ایکٹ کا نفاذ ہوا جس کی رُو سے نابالغ بچوں کی شادی ممنوع قرار پائی جس دن اس ایکٹ کا نفاذ ہوا حضرت امیرِ ملت میسور میں جلوہ افروز تھے۔ آپ کو یہ غیر ضروری قدغن ناگوار گزری۔ آپنے اس ایکٹ کی پابندی کو قبول نہ کرتے ہوئے متعدد نکاح پڑھلئے اور ٹیلی فون پر پولیس کو اطلاع دے دی کہ میں نے اتنے نکاح پڑھا کر قانون توڑ دیا ہے۔ حضرت کے اس ارشاد

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پر ہندوستان میں ہزاروں نکاح پڑھائے گئے اور فرنگی حکومت کے اس دل آزار اور اسلام دشمن قانون کی دھجیاں بکھر گئیں۔ مجبور ہو کر حکومت کو اس ایکٹ میں ترمیم کرنا پڑی۔ حضرتؒ کے اس طرح فولادی چٹان بن کر مقابلہ کرنے سے یہ غیر شرعی اور مذموم قانون جاری نہ رہ سکا۔ حکیم الامت اقبالؒ نے یوں ہی تو نہیں کہہ دیا تھا کہ ؎

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم　　رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

۱۹۲۳ء میں جب صوبہ یوپی (انڈیا) میں شدھی تحریک کا آغاز ہوا تو چند ہندو سرمایہ داروں نے اور بالخصوص سوامی شردھانند نے انگریز حکمرانوں کی سازش سے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی اسکیم بنائی اس صورتِ حال سے حضرت امیر ملتؒ کو سخت صدمہ پہنچا۔ آپ نے اس فتنہ کے انسداد و استیصال کا مصمم ارادہ کر لیا اور ۱۰ اپریل ۱۹۲۳ء کے سالانہ اجلاس انجمن خدام الصوفیہ ہند منعقدہ علی پور سیداں میں اپنے تاثرات، عزائم اور پروگرام کا یوں اظہار فرمایا کہ:۔

"یہ ایک ایسا نازک موقع ہے کہ اس کی نظیر تاریخ اسلام میں نہ ملے گی۔ اسلام کی دنیاوی وجاہت کو نہیں تاکا جاتا بلکہ سرے سے اسلام کی ہستی پر زد لگائی جاتی ہے۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جس کا دل اس صدمے سے متاثر نہ ہوا ہو۔ بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہ حکم ہے کہ اپنے مُردے بھی اغیار کے ہاتھوں میں نہ جانے دو اور یہاں یہ حالت ہے کہ ہمارے زندوں کو اغیار لیے جائیں اور ہم دیکھا کریں۔

ع　ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

اس وقت حمیت تو یہ ہے کہ جب تک اس فتنہ کا انسداد نہ ہو ہر مسلمان اپنے اوپر خواب و خور حرام سمجھے اور دامے، درمے، قلمے، قدمے، سخنے الغرض ہر ذریعہ سے جو خدمت اسلام کی اُس سے ممکن ہو اُس سے دریغ نہ کرے اور جب تک یہ فتنہ فرو نہ ہو جائے اپنی سعی کو مسلسل جاری رکھے۔ میں نے عزم بالجزم کر لیا ہے کہ اس اہم مقصد کی خاطر سینکڑوں مبلغ میدانِ ارتداد میں بھیجوں گا اور خود بھی موقع پر پہنچ کر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حصہ لوں گا، اور جب تک گمگشتگان دینِ متین کو حلقۂ اسلام میں واپس
نہ لے آؤں، چین سے نہ بیٹھوں گا۔ سرِ دست مبلغ گیارہ سو روپے
نقد دیتا ہوں اور سو روپیہ ماہوار اس کارِ خیر میں دیتا رہوں گا اور اپنے
تمام ذرائع و وسائل کو انسداد فتنۂ ارتداد کے لیے وقف کر دوں گا۔"

اس اعلان کے فوراً بعد آپ نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے مہم شروع کر دی۔ آپ کے صاحبزادگان و دیگر اہلِ خاندان نے بھرپور کردار ادا کیا۔ آپ نے پہلا وفد ۲۱ مئی ۱۹۲۳ء کو روانہ کیا اور خود رہتک شہر تک اس کے ساتھ تشریف لے گئے۔ تین ماہ میں آپ نے ۸۶ وفد بھیجے جن میں خلفِ اکبر سراج الملّت حضرت صاحبزادہ پیر سیّد محمد حسین شاہ صاحب (ف ۱۹۶۱ء) خلفِ اصغر شمس الملّت صاحبزادہ سیّد نور حسین شاہ صاحب (ف ۱۹۷۸ء) مولانا غلام احمد اخگر امرتسری (ف ۱۹۲۷ء) مولانا قاضی حفیظ الدین رہتکی (ف ۱۹۴۴ء) مولانا محمد حسین قصوری بی اے (ف ۱۹۲۷ء) مولانا امام الدین رائے پوری (ف ۱۹۵۲ء) مولانا قاضی عبدالمجید قصوری (ف ۱۹۵۶ء) جیسے علماء و فضلاء اور مناظر سبھی لوگ شامل تھے۔

اللہ کے فضل و کرم سے آپ کی کوششیں بارآور ثابت ہوئیں اور ہزاروں مرتد دوبارہ داخلِ اسلام ہو گئے۔ آپ نے باری باری تمام متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا۔ آگرہ، متھرا، ریاست بھرت پور، ریاست بڑودہ، گڑگانواں، فرخ آباد اور رہتک میں وفود کے ساتھ شب و روز کام کیا۔

دوآبہ گنگ و جمن علاقہ برج میں آگرہ شہر سے ایک ہزار با اثر ہندو وکلاء، بیرسٹر، بڑے بڑے تاجر اور زمیندار، موٹروں اور تانگوں کے ذریعے سکندر پورہ پہنچے اور مسلمانوں کو مرتد بنانے کی پوری پوری کوشش کی۔ آپ نے مردانہ وار مقابلہ کر کے ان کو میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اس طرح علاقہ مذکور اس عظیم فتنہ سے محفوظ رہا۔ اس تحریک کے دوران آگرہ آپ کا ہیڈکوارٹر تھا۔ آپ نے اکیس جلسوں کی صدارت خود فرما کر فتنہ مذکور کو کچل دیا۔ کئی دینی مدارس، مسجدیں اور کنوئیں بنوائے۔ لاکھوں روپیہ غرباء میں تقسیم کر کے انہیں دولتِ اسلام سے محروم ہونے سے بچا لیا۔ بڑی زیادتی ہو گی کہ اگر اس مقام پر اس تحریک کے دوران آپ کے سرفروش اور جانثار ساتھیوں کا ذکر نہ کیا جائے۔ حضرت صدر الافاضل مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی (ف ۱۹۴۸ء) میر غلام بھیک نیرنگ (ف ۱۹۵۲ء) و دیگر حضرات نے بھی آپ کے ساتھ پورا پورا تعاون کیا۔

۱۹۲۵ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد (انڈیا) کا انعقاد ہوا جس میں برصغیر کے طول و عرض

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سے ہزاروں علماء مشائخ اور لاتعداد عوام اہلسنت نے شرکت کر کے دہر میں اسم محمد سے اجالا کرنے کا عہد کیا اور پروگرام کی تشکیل ہوئی۔ آپ کو باتفاق رائے صدر منتخب کیا گیا۔ آپ نے اپنے معرکۃ الآراء خطبہ صدارت میں اسلام کی حقانیت، تبلیغ، عیسائی مشنریوں کا مقابلہ کرنے، اہلسنت کے حقوق کی حفاظت اور دیگر ضروری امور کا تفصیل سے ذکر کیا اور عوام اہلسنت کو متحرک، فعال اور منظم کرنے کے لیے تجاویز پیش کیں۔

۱۹۳۵ء میں مسجد شہید گنج کی تحریک چلی تو آپ تن من دھن کی بازی لگا کر میدان میں آئے مسجد کی واگزاری کے لیے یکم ستمبر کو راولپنڈی میں ایک کانفرنس ہوئی جس میں آپ کو امیر ملت اور محمد اسحاق مانسہروی کو نائب امیر ملت منتخب کیا گیا۔ بیعت امارت سب سے پہلے علامہ عنایت اللہ مشرقی (ف ۱۹۶۲ء) نے کی۔

امیر ملت منتخب ہونے کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل اعلان جاری فرمایا:-

(۱) مجھے ایک لاکھ سر فروش جانباز درکار ہیں۔

(۲) ایک روپیہ فی کس کے حساب سے ایک لاکھ روپیہ بیت المال کے لیے درکار ہے۔

(۳) تمام بازاری عورتیں پیشہ ترک کر دیں اور شرعی نکاح کر کے رمضان المبارک سے پہلے پہلے گھروں میں بیٹھ جائیں۔

(۴) مسلمان تجارت اپنے ہاتھ میں لے لیں۔

رات کو مسجد انگورا محلہ امام باڑہ راولپنڈی میں آپ کی صدارت میں ایک سو سے زائد نمائندگان قوم کا اجتماع ہوا اور آپ کی باوقار قیادت میں انگریز حکمرانوں سے ٹکر لینے کا باتفاق رائے فیصلہ ہوا۔ تمام پولیس کو اجلاس سے باہر نکال دیا گیا تو ڈی سی (D.C.) کا حکم آیا کہ ہمارا ڈی ایس پی (D.S.P.) لازماً اجلاس میں شریک رہیگا ورنہ ہم طاقت استعمال کریں گے۔ اس موقع پر حضرت امیر ملت نے جس قدر جرأت و پامردی کا ثبوت دیا، اس کی مثال شاذ ہی ملتی ہے۔ تحریک پاکستان کے نامور سپاہی سید غلام مصطفےٰ خالد گیلانی آف راولپنڈی اپنے ایک مضمون مطبوعہ ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور بابت اگست ۱۹۷۵ء صفحہ ۳۰ پر لکھتے ہیں کہ:-

"یہ مرحلہ امیر ملت بننے کے چند گھنٹے بعد پیش آیا۔ اس آزمائش میں تمام ذمہ داری حضرت امیر ملت پر ڈال دی گئی اور حضرت نے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ایک عظیم مجاہد کی طرح اپنے نیلی پوش کفن بردوش رضاکاروں کو حکم دیا کہ اجلاس میں موجود ڈی ایس پی خفیہ پولیس کو مسجد انگورا کی حدود سے خارج کر دیا جائے۔ پھر دیکھا جائے گا کہ انگریز کیا کرتا ہے۔ الغرض حکم کی تعمیل کی گئی اور ڈی ایس پی کو مسجد کی حدود سے نکال باہر کیا۔ اس جرأت مندانہ اقدام سے اجلاس میں غیر معمولی جوش و خروش پیدا ہو گیا اور تمام لیڈروں نے امیرِ ملت کے حکم پر کٹ مرنے کی بیعت کی۔"

اس کے چند روز بعد لاہور میں گولی چلنے کی خبر پہنچی تو آپ بے چین ہو گئے کیونکہ ؎

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے
(امیر مینائی)

؎ اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں
تو ہندوستان کا ہر پیر و جواں بیتاب ہو جائے
(اقبالؔ)

آپ فوراً عازم لاہور ہوئے جب راولپنڈی اسٹیشن پر پہنچے تو مسلمانوں میں بہت جوش و خروش پیدا ہوا۔ فضا نعرۂ تکبیر و رسالت سے گونج اٹھی۔ ڈپٹی کمشنر راولپنڈی نے آپ کو روکنا چاہا مگر ایس پی نے اُسے سمجھایا کہ راولپنڈی کو لاہور نہ بناؤ اور حضرت کو لاہور جانے دو۔ لاہور والے جانیں اور اُن کا کام۔ حضرت اقدس ٹرین پر سوار ہو کر بادامی باغ لاہور کے اسٹیشن پر اترے اور سیدھے کوچہ فقیر خانہ پہنچ گئے۔ باقی ہمراہی لاہور ریلوے اسٹیشن پر جا اترے۔

۸ نومبر ۱۹۳۵ء کو بادشاہی مسجد لاہور سے آپ کی قیادت میں پانچ لاکھ جانبازوں کا ننگی تلواروں کے ساتھ شاندار اور عدیم النظیر جلوس نکلا جس کا نظارہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ جب آپ صحن مسجد سے جلوس کی قیادت کے لیے اترے تو مسلمان دیوانہ وار خیر مقدم کے لیے آپ کی طرف لپکے۔ حکومت اور غیر مسلموں کو خدشہ تھا کہ کہیں فساد نہ ہو جائے لیکن نظام ایک مردِ حقیقت آگاہ کے ہاتھ میں تھا لہٰذا فساد کیسے ہو سکتا تھا۔ یہ جلوس بخیر و خوبی دہلی دروازہ پہنچ کر ختم ہو گیا۔ اس عدیم المثال جلوس میں حضرت اقدس کے صاحبزادگان اور متوسلین کے علاوہ برصغیر کی مشہور شخصیتوں مثلاً مولانا حامد رضا خاں بریلوی (ف ۱۹۴۳ء)، حضرت شاہ عبدالقدیر بدایونی (ف ۱۳۰۹ھ)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت مخدوم سید صدر الدین گیلانی ملتانی (ف ۱۹۴۶ء) مولانا شوکت علی (ف ۱۹۳۸ء) ڈاکٹر خان صاحب (ف ۱۹۵۸ء) ڈاکٹر محمد عالم بیرسٹر (ف ۱۹۴۷ء) ملک لال خان (ف ۱۹۷۶ء) میر غلام بھیک نیرنگ (ف ۱۹۵۲ء) مولانا مظہر الدین شیر کوٹی ایڈیٹر "الامان" دہلی (ف ۱۹۳۹ء) خالد لطیف گابا (ف ۱۹۸۱ء) میاں محمد صادق ایم ایل سی (ف ۱۹ء) حاجی رب نواز خان میونسپل کمشنر قصور (ف ۱۹۶۳ء) نے شرکت کی۔

دہلی دروازہ کے باہر رات کو ایک عظیم الشان جلسہ عام منعقد ہوا جس میں مختلف مقررین کے بعد آپ نے عدیم المثال خطبہ صدارت ارشاد فرمایا جو درج ذیل ہے:۔

"میرے عزیزو! میں جانتا ہوں کہ تمہارے دل مسجد شہید گنج کی شہادت کی وجہ سے مجروح ہیں اور آپ اس کی واگزاری کے لیے مضطرب ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہاں دوبارہ نعرہ تکبیر بلند ہو۔ اگر آپ اتفاق اور یک جہتی سے کام کریں گے تو کامیابی آپکے قدم چومے گی۔ میں نے اجمیر شریف اور دیگر مقامات کا سفر کر کے اپنے خیالات پیش کیے۔ کانپور کی جمعیت علماء کے اجلاس میں شرکت کی جہاں تمام اکابر قوم جمع ہوئے۔ فقیر نے دوسرے شہروں میں دورے کیے اور وہاں کے مقتدر مسلمانوں پر پنجاب کے مسلمانوں کا نقطہ نظر پیش کیا۔ مقام شکر ہے کہ فقیر نے ہر مسلمان کو اپنا ہمنوا پایا۔ فقیر کو امید ہے کہ مسلمان اپنے مدعا میں کامیاب ہوں گے۔ فقیر نے حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ مسلم اخبارات کی ضبط شدہ ضمانت کی واپسی، نظر بندان اسلام کی غیر مشروط رہائی اور مسجد شہید گنج کی واگزاری منظور کرے۔ فقیر کو اس امر کا سخت صدمہ ہے کہ حکومت نے ابھی تک مسلمانوں کے مطالبات پر توجہ نہیں دی۔ یہ مسلمانوں کا مذہبی معاملہ ہے جس میں صوفیائے کرام اور گوشہ نشین آگئے ہیں اور یہ تحریک کبھی ختم نہ ہوگی۔ مسلمانوں کے دلوں میں جو ناسور پیدا ہو چکا ہے اُس کا اندمال مسجد کی واگزاری سے ہی ہو سکتا ہے۔ ہم نے حکومت کے ایما پر قانونی کارروائی بھی شروع کر دی ہے اور دیوانی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

دعوے شروع کر دیئے ہیں جن کی پیروی ڈاکٹر محمد عالم صاحب کر رہے ہیں۔ اب ہمیں دیکھنا ہے کہ حکومت اپنا وعدہ کس شکل میں پورا کرتی ہے اور اس سلسلہ میں وہ کیا کچھ کر رہی ہے۔

عزیزو! فقیر نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ دس لاکھ والنیٹر بھرتی کرو، بیت المال کا قیام عمل میں لاؤ اور دار القضاۃ کی تکمیل کرو۔ میں خوش ہوں کہ میری صدا پر تم لبیک کہہ کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو رہے ہو، یہ کام جاری ہے مگر ارکانِ حکومت کی طفل تسلیاں تساہل برتنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ میں تمہارا فرض یاد دلاتا ہوں کہ میرے حکم کی تعمیل کرو، جو کچھ ہو رہا ہے، ہونے دو اور جو ہوگا تمہارے سامنے آ جائے گا۔ کسی اُمیدِ موہوم پر نہ بیٹھے رہو، اپنا کام کئے جاؤ، اللہ تمہارے ساتھ ہے۔"

حضرت اقدس کے اس ایمان افروز اور باطل سوز خطاب کے بعد قرار دادیں منظور کی گئیں اور پھر دعائے خیر کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

تحریک شہید گنج میں آپ کی سرفروشانہ خدمات سے متاثر ہو کر مولانا عبد المجید سالک (ف ۱۹۵۹ء) مدیر "انقلاب" لاہور نے یہ شعر کہا تھا:۔

چلے پیرِ طریقت بھی کفن باندھے ہوئے سر سے
جنودِ کفر سے اسلام کی پیکار ہے ساقی

تحریک پاکستان میں قائدِ اعظم اور مسلم لیگ کو آپ کا پورا پورا تعاون حاصل رہا۔ ۱۹۳۸ء میں جب بڑے بڑے جبہ و دستار پوش علماء، انگریز حکومت اور کانگریس کے حاشیہ بردار بن کر "ملت از وطن است"، کا نعرہ لگا رہے تھے تو آپ نے ببانگِ دہل مسلم لیگ اور نظریۂ پاکستان کی حمایت کی اور قائدِ اعظم کو مکمل تعاون کا یقین دلایا جس کی پاداش میں آپ کو گوناگوں مخالفتوں، تکلیفوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

۱۹۳۹ء میں جب کانگریس کے سیاسی مقابلے میں مسلم لیگ کو فتح نصیب ہوئی اور کانگریس وزارت سے مستعفی ہو گئی تو حضرت قائدِ اعظم نے جمعۃ المبارک ۲۲ ستمبر ۱۹۳۹ء کو "یوم نجات" قرار دیکر اسلامیانِ ہند

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سے بعد نمازِ جمعہ بارگاہِ عزوجل میں نفل شکرانہ پیش کرنے کی اپیل کی تو آپ نے علی پور سیّداں (سیالکوٹ) میں شایانِ شان "یومِ نجات" منانے کا اہتمام فرمایا اور مسجد میں کثیر جماعت کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کرنے کے بعد دوگانہ شکرانہ ادا فرمایا اور اپنے مخصوص دلپذیر انداز میں حاضرین سے خطاب کیا اور یومِ نجات کی اہمیّت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

"دو جھنڈے ہیں ، ایک اسلام کا ، دوسرا کفر کا ۔ مسلمانو ! تم کس جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو گے ؟ حاضرین نے بآوازِ بلند جواب دیا کہ اسلام کے ! پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ جو کفر کے جھنڈے تلے کھڑا ہوا کیا تم اس کے جنازے کی نماز پڑھو گے ؟ حاضرین نے انکار کیا ۔ پھر آپ نے استفسار فرمایا کہ تم اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرو گے ؟ حاضرین نے بالاتفاق کہا ، نہیں ! ہرگز نہیں ! اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس وقت اسلامی جھنڈا مسلم لیگ کا ہے ۔ ہم بھی مسلم لیگ کے ساتھ ہیں اور سب مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہونا چاہیئے ۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قراردادِ پاکستان منظور ہوئی تو آپ نے علی الاعلان مسلم لیگ کی حمایت اور استحکام کے کیلئے کام شروع کر دیا اور سفر و حضر میں تلقین فرمانے لگے کہ سب مسلمانوں کو مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع ہو جانا چاہیئے ۔

۱۹۴۳ء میں جب قائدِ اعظم پر قاتلانہ حملہ ہوا تو آپ اس وقت حیدرآباد دکن میں فروکش تھے ۔ وہاں سے آپ نے اپنے خلیفۂ خاص حضرت بخشی مصطفٰے علی خان (ڈی ایس پی بنگلور ر ف ۱۹۷۰ء) کے ہاتھ مزاج پرسی کا خط لکھا اور مندرجہ ذیل تحائف بھی ارسال فرمائے ۔

(۱) نادر قلمی نسخہ قرآن مجید (۲) تسبیح (۳) مخملی جانماز
(۴) شال (۵) آبِ زمزم کی زمزمی (۶) متفرق اشیاء

اپنے مکتوبِ گرامی میں حضرت اقدس نے سلام دوعا کے بعد قائدِ اعظم کو یہ تحریر فرمایا :-

"قوم نے مجھے امیرِ ملّت مقرر کیا ہے اور پاکستان کے لیے جو کوشش آپ کر رہے ہیں ، وہ میرا کام ہے لیکن میں اب سو سال سے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

زیادہ عمر کا ضعیف و ناتواں شخص ہوں۔ میرا بوجھ جو آپ پر پڑا ہے اس میں آپ کی امداد کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، آپ مطمئن رہیں۔ نمرود کی دشمنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی، فرعون کی دشمنی حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے دین کی، ابوجہل کی دشمنی ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی ترقی کا باعث ہوئی ہے۔

اب جو یہ حملہ آپ پر ہوا ہے، آپ کی کامیابی کے لیے نیک فال ہے۔ آپ کو حصولِ مقصد میں خواہ کتنی ہی دشواری کا سامنا ہو آپ بالکل پرواہ نہ کریں اور پیچھے نہ ہٹیں، جس شخص کو اللہ کامیاب فرمانا چاہتا ہے اُس کے دشمن پیدا کر دیتا ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کو ذلیل و خوار کرے میں اور میرے تمام یارانِ طریقت آپ کے معاون و مددگار رہیں گے۔ آپ بھی عہد کریں کہ آپ اپنے مقصد سے ذرہ بھر نہیں ہٹیں گے۔"

بخشی صاحب خط اور تحائف لے کر بمبئی گئے، مالابار ہل پر قائدِ اعظمؒ کی فرودگاہ پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹروں نے ملاقات پر قدغن لگا رکھی ہے۔ وہ محترمہ فاطمہ جناح سے مل کر خط اور تحائف اُن کو دے آئے اور واپس آکر تفصیل اور خیریتِ مزاج سے حضرت امیرِ ملت کو مطلع کیا۔ چند روز بعد قائدِ اعظمؒ کا خط آیا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ:-

"جب آپ جیسے بزرگوں کی دعا میرے شاملِ حال ہے تو میں اپنے مقصد میں ابھی سے کامیاب ہوں اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میری راہ میں کتنی ہی تکلیفیں کیوں نہ آئیں میں اپنے مقصد سے کبھی پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ آپ نے قرآن شریف اس لیے عنایت فرمایا ہے کہ مسلمانوں کا لیڈر رہوں۔ جب تک قرآن اور دین کا علم نہ ہو، کیا لیڈری کر سکتا ہوں! میں وعدہ کرتا ہوں کہ قرآن شریف پڑھوں گا، انگریزی ترجمے میں نے منگوا لیے ہیں۔ ایسے عالم کی تلاش میں ہوں جو مجھے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com
www.marfat.com

انگریزی میں قرآن کی تعلیم دے سکے۔ جانماز آپ نے اس لیے عطا کی ہے
کہ جب میں اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں مانتا تو مخلوق میرا حکم کیوں مانے گی
گی ؛ میں وعدہ کرتا ہوں کہ نماز پڑھوں گا۔ تسبیح آپ نے اس لیئے ارسال
کی ہے کہ میں اس پر درود شریف پڑھا کروں، جو شخص اپنے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت طلب نہیں کرتا، اس پر اللہ کی رحمت کیسے
نازل ہو سکتی ہے، میں اس اشارے کی تعمیل بھی کروں گا۔"

۱۹۴۴ء میں آپ سری نگر (کشمیر) تشریف لے گئے تو قائدِ ملت چوہدری غلام عباس (ف ۱۹۶۷ء) جو آپ کے مرید صادق تھے، قائدِ اعظمؒ کو ساتھ لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے قائدِ اعظمؒ کی پر تکلف دعوت کی اور انواع واقسام کے ۴۵ کھانے دستر خوان پر چنے گئے، کشمیری رواج کے مطابق آخر میں گشتابہ نامی کھانا بھی پیش کیا گیا، اس کے لیے گوشت کو میٹھے میں پکایا جاتا ہے۔

دعوت سے فارغ ہوئے تو آپ نے قائدِ اعظمؒ کی کامیابی کی پیش گوئی فرمائی اور دو جھنڈے عطا فرمائے۔ ان میں ایک جھنڈا سبز تھا اور دوسرا سیاہ، نقد روپیہ بھی۔ پھر فرمایا کہ سبز جھنڈا اسلم لیگ کا ہے اور دوسرا کفر کا۔ بعد ازاں قدآور اشتہارات کے ذریعے مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان فرمایا، چنانچہ آپ کی اس پیشگوئی پر کامل یقین کرتے ہوئے قائدِ اعظمؒ نے لاہور کے ایک عظیم الشان اجتماع میں کہا تھا کہ :۔

"میرا ایمان ہے کہ پاکستان ضرور بنے گا کیونکہ امیر ملت مجھ سے
فرما چکے ہیں کہ پاکستان ضرور بنے گا اور مجھے یقین واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ
آپ کی زبان مبارک کو ضرور سچا کریں گے۔"

۱۹۴۵ء میں جب کانگرسی علماء نے پاکستان کی مخالفت میں سر دھڑ کی بازی لگا رکھی تھی تو حضرت امیر ملت نے قیام پاکستان کی حمایت میں ملک کے کونے کونے کے دورے کیے اور قائدِ اعظمؒ کے حق میں فضا سازگار بنائی۔ جامع اور مدلل تقاریر سے متاثر ہو کر لوگ کانگرس سے الگ ہو کر مسلم لیگ میں شامل ہونے لگے تو بمصداق کھسیانی بلی کھمبا نوچے، جمعیت علماء ہند، مجلس احرار اور جماعت اسلامی نے قائدِ اعظمؒ کی ذاتِ والا صفات پر گھناؤنے اور رکیک حملے شروع کر دیئے، تب آپ نے پنجاب مسلم لیگ کے اجلاسِ عام کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا :۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

دو قومی نظریہ سب سے پہلے سر سیّد رحمۃ اللہ علیہ نے پیش کیا تھا اور اقبال مرحوم نے اپنے کلام کے ذریعے قوم کو متاثر کیا۔ اب قائدِ اعظم نے اسی دو قومی نظریئے کے بار آور ہونے کے لیئے مسلمانوں کا علیحدہ وطن قائم کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ ہر شخص اپنے مقدمے کی پیروی کے لیئے قابل و تجربہ کار وکیل تلاش کرتا ہے، بلا تمیز غیرے کہ وہ وکیل ہندو ہے یا مسلمان یا عیسائی۔ اب ہمارا مقدمہ انگریز اور ہندو کے ساتھ ہے مسلمانوں نے قائدِ اعظم کو اس مقدمے کا وکیل بنا لیا ہے اور پھر اُن کی ذات پر کیچڑ اچھالنا اور رکیک و سوقیانہ حملے کرنا کیا معنی، ماسوائے ذاتی کدورت و حسد کے، یہ تو ایک اصول کی بات تھی، اب رہی میری عقیدت، اگر چراغ لیکر ڈھونڈوں تو مجھے ہندوستان میں ایک بھی جناح صاحب ایسا ایمان والا مسلمان نظر نہیں آتا جو ایسی خدمتِ اسلام بجالا رہا ہو۔"

جنوری ۱۹۴۶ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں جمعیتِ علماء اسلام پنجاب کا ایک اجلاس آپؒ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ آپؒ نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"حکومت اور کانگرس دونوں کان کھول کر سُن لیں کہ اب مسلمان بیدار ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اپنی منزلِ مقصود متعین کر لی ہے۔ اب دنیا کی کوئی طاقت اُن کے مطالبہ پاکستان کو ٹال نہیں سکتی۔ بعض دین فروش نام نہاد لیڈر مسٹر جناح کو گالیاں دیتے ہیں لیکن انہوں نے آج تک کسی کو برا نہیں کہا۔ یہ اُن کے سچا رہنما ہونے کا ثبوت ہے خاکساروں نے مجھے قتل کی دھمکیاں دی ہیں، میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں سیّد ہوں اور سیّد کبھی موت سے نہیں ڈرتا۔"

اس کے بعد آپؒ نے اپنے مریدوں اور حلقہ بگوشوں سے ارشاد فرمایا کہ وہ مسلم لیگ کے امیدوار کو ووٹ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

دیں۔

حضرت امیرِ ملت رح کی اس تقریر دلپذیر کے بارے میں زبدۃ الحکماء حکیم آفتاب احمد قرشی (ف ۱۹۸۱ء)
اپنی کتاب "کاروانِ شوق" کے صفحہ ۲۲۴ پر اپنے تاثرات یوں بیان کرتے ہیں :-

"حضرت امیرِ ملت نے تقریر کی ابتدا کی تو ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے شبنم غنچوں پر گر رہی ہے۔ چند منٹ بعد حضرت جوش و خروش سے خطاب کر رہے تھے۔ ان کی تقریر نے نوجوانوں کے سینوں کو جذبہ و جوش سے بھر دیا۔ حضرت امیرِ ملت نے برطانوی سامراج اور ان کے حاشیہ برداروں کو دعوتِ مبارزت دی۔ حضرت نے اعلان فرمایا کہ پاکستان کی جنگ کفر و اسلام کی جنگ ہے، حق و باطل کی آویزش ہے اور نور و ظلمت کی معرکہ آرائی ہے۔ کانفرنس سے حضرت کے تاریخی اور ولولہ انگیز خطاب سے پنجاب میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا، ظلمت کے بادل چھٹ گئے اور امید کا آفتاب طلوع ہوا۔ جنگِ پاکستان کا پہلا مورچہ مسلمانوں نے جیت لیا۔"

۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء کو آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کا فقید المثال اجلاس شروع ہوا تو کانگرسی علماء نے اپنے ایجنٹ بھیج کر اجلاس کو درہم برہم کرنے کی سازش تیار کی، ایک قرارداد مرتب کی جس میں قائدِ اعظم کو کافر، ملعون اور مرتد قرار دیا گیا۔ جب آپ جلسہ گاہ میں تشریف لا رہے تھے تو کسی نے راستہ میں اس کی خبر دے دی۔ آپ جلسہ گاہ پہنچے تو آپ رح کی صدارت کے اعلان کے بعد جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت کلامِ مجید کے بعد آپ یک لخت پورے جوش کے ساتھ جلسے مخاطب ہوئے اور فرمایا :-

"جناح کو کوئی کافر کہتا ہے، کوئی مرتد بتاتا ہے، کوئی ملعون ٹھہراتا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ ولی اللہ ہے! آپ لوگ اپنی رائے سے کہتے ہیں لیکن میں قرآن و حدیث کی رو سے کہتا ہوں۔"

اس موقعہ پر آپ نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی :-

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

"اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا" (سورۂ مریم آیت ۹۶)

"جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیئے، اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے محبت اُن کی۔"

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ :-

"تم بتلاؤ، ہے کوئی مائی کا لال مسلمان جس کے ساتھ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان قائدِ اعظم جیسی والہانہ محبت رکھتے ہوں! یہ تو قرآن کا فیصلہ ہے، اب رہی میری عقیدت، تم اُس کو کافر کہو، میں اس کو ولی اللہ کہتا ہوں۔"

آپ کے ان دندان شکن دلائل کے سامنے کسی کو بولنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

۱۹۴۶ء کے انتخابات کا مرحلہ آیا تو آپ نے جس قدر سرگرمی دکھائی، عقل وخرد اُس کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ آپ نے بنفس نفیس ہندوستان بھر کے دورے فرمائے، اشتہارات چھپوائے اور اخبارات میں فتویٰ شائع کروایا کہ :-

"جو شخص مسلم لیگ کو ووٹ نہیں دے گا، اُس کا جنازہ مت پڑھو اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں مت دفن ہونے دو۔"

بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور نبی رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ عنایت کے طفیل آپ کی پُرخلوص مساعی رنگ لائیں اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ہمیں سورج سے بھی روشن منزل پاکستان کی شکل میں مل گئی۔

آپ کی حق گوئی و بے باکی ایک مسلّم امر ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ :-

"سیّد کے معنی یہ ہیں کہ جو سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرے۔"

چنانچہ حضرت اقدس کی ساری زندگی حق گوئی و بیباکی کی آئینہ دار ہے۔ آپ باطل کے لیئے برہنہ تلوار تھے۔ ذیل میں اسی نوع کے چند واقعات پیش خدمت ہیں :-

(۱) حیدر آباد دکن میں مجلس میلاد بمقام بنی خانہ خیر المبین منعقد تھی۔ ہزارہا لوگ شریکِ محفل تھے۔ آپ اپنے مخصوص انداز میں تقریر فرما رہے تھے کہ میر عثمان علی خاں والیٔ دکن (ف ۱۹۶۷ء)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اپنی جواں سال شہزادیوں کو لیکر مجلس میں داخل ہو گئے۔ آپ نے موضوع بدل کر پردہ کے متعلق شرعی احکام سنانا شروع کر دیئے تو کسی نے عرض کیا کہ حضور نظام تشریف فرما ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ "یہاں نظام ہو یا غلام سب برابر ہیں" آپ نے ایسی مؤثر تقریر فرمائی کہ شہزادیاں تا زیست با پردہ رہیں۔

(۲) حضرت مولانا مولوی خیر المبین رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال ہوا تو ان کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ حضرت امیر ملت نے پڑھائی۔ تدفین کے وقت مہاراجہ کشن پرشاد وزیر اعظم حیدر آباد دکن بھی مسلمانوں کے ساتھ مل کر قبر پر مٹی ڈالنے کے لیئے بڑھا تو آپ نے ناراض ہو کر کہا:۔

"اوہ مردود! دور ہو، کیا مسلمان مر گئے ہیں کہ ایک کافر، مسلمان کی میت کو مٹی دے رہا ہے"

ہزاروں کے اجتماع میں وزیر اعظم نہایت شرمندہ ہوا اور مسلمانوں کی صف سے باہر نکل گیا۔

(۳) سعودی حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد جب آپ حج کے لیئے تشریف لے گئے تو ابن سعود نے ایک خاص ایلچی کے ذریعے آپ کو مدعو کیا۔ چونکہ آپ کو ابن سعود (۱۹۵۳ء) سے اختلاف مسلک و عقائد تھا لہذا آپ نے یہ دعوت سختی سے رد فرما دی۔

(۴) ۱۹۱۹ء میں جنرل ڈائر نے جلیانوالا باغ امرتسر کے اجلاس میں مشین گن سے فائرنگ کر کے ہزاروں انسانوں کو ہلاک کر دیا تو عیار انگریزی حکومت نے مسلمانوں کی اشک شوئی کے لیئے ایک محضر نامہ تیار کر کے پنجاب کے مشہور سجادہ نشینوں سے دستخط کروائے۔ لیکن حضرت امیر ملت نے یہ کہہ کر دستخط کرنے سے انکار کر دیا کہ:۔

"وہ باطل کی حمایت کسی قیمت پر نہیں کر سکتے"

(۵) مارچ ۱۹۲۳ء میں حضرت امیر ملت، دہلی میں حضرت شاہ ابوالخیر نقشبندی مجددی کے چہلم پر تشریف لے گئے۔ اس مبارک تقریب میں ہندوستان کے مشاہیر نقشبندی سجادگان رونق افروز تھے۔ شاہ کابل امیر امان اللہ خاں، حضرت شاہ ابوالخیر کے حلقہ ارادت میں شامل تھا، بدیں وجہ تقریب کا اہتمام و انتظام سفیر کابل سردار غلام حیدر خاں کے ہاتھ میں تھا جو صاحبزادگان (حضرت شاہ ابوالخیر کے صاحبزادگان) کی مجوزہ مسند پر جوتوں سمیت پھرتا تھا حضرت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

امیرِ ملتؒ مسند کے دائیں طرف جلوہ افروز تھے۔ آپؒ نے جب اس گستاخ سفیر کو جوتوں سمیت پھرتا دیکھا تو نہایت جلال سے فرمایا "یہ کون ہے"؟ کسی نے کہا "سفیرِ کابل"۔ اس پر آپ نے فرمایا:-

"فقیر کی مسند پر دُنیا کے کتے کا جوتے سمیت پھرنا میں برداشت نہیں کر سکتا۔ ایسا بے ادب میری آنکھوں کے سامنے نہ آئے ورنہ میں یہاں سے اُٹھ کر چلا جاؤں گا۔"

چنانچہ سفیرِ کابل باقی تقریب میں سامنے نہ آیا اور حضور امیرِ ملتؒ نے اپنے دستِ مبارک سے صاحبزادگان کی دستار بندی فرمائی۔

اُن کی نظر میں شوکت جچتی نہیں کسی کی
آنکھوں میں بس رہا ہے جس کی جلال تیرا

(۶) ۱۹۲۴ء میں آپ بمبئی سے بذریعہ ٹرین پنجاب واپس آ رہے تھے کہ راستہ میں مسیح الملک حکیم اجمل خاں (ف ۱۹۲۷ء) نے آپ سے مولانا ابوالکلام آزاد (ف ۱۹۵۸ء) کا تعارف کرایا۔ آپ نے ابوالکلام آزاد سے فرمایا کہ:-

"آپ ہندو مسلم اتحاد کا نعرہ بلند کر رہے ہیں۔ ہندو شردھانند مسلمانوں کو کافر بنانے کی شدھی تحریک بڑی شد و مد سے شروع کیے ہوئے ہیں۔"

یہ سن کر ابوالکلام آزاد نے نہایت طنز سے کہا کہ "شاہ صاحب! تیرہ سو برس سے آپ ہندو کو مسلمان بناتے آ رہے ہیں، اُن کا بھی حق ہے کہ وہ اپنے دھرم کا پرچار کریں۔" اس غیر متوقع جواب پر آپؒ نے فرمایا:-

"مسلمانوں کے دلوں سے متاعِ ایمان چھینی جائے اور ہم خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہیں۔ یہ دینی حمیت کے خلاف ہے اور قیامت کے روز خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجبِ رسوائی ہے۔"

یہ سن کر ابوالکلام آزاد پر سناٹا چھا گیا اور تمام راستہ میں دہلی تک کوئی کلام نہ کیا۔

آپؒ نے بے شمار مساجد تعمیر کرائیں ۱۹۲۰ء میں علی پور سیداں شریف میں مسجد نور کے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نام سے ایک عدیم المثال مسجد تعمیر کرائی جو آج بھی اپنے صوری کمالات کی بنا پر تمام ملک میں مشہور و معروف ہے۔ اُس وقت کے ارزانی کے دَور میں اس پر چھ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا۔ دروازے صندل کی لکڑی کے بنوائے گئے تھے جن پر ہاتھی دانت کا کام کیا گیا تھا۔ مسجد میں چھت پر وہیل مچھلی کا ۲۱ فٹ لمبا کانٹا خوبصورتی کے لیے لگایا گیا تھا۔ آپؒ کے خلیفۂ خاص حضرت شیخ محمد ابراہیم آزاد بیکانیریؒ (ف ۱۹۴۷ء) نے مسجد کی تیاری پر مندرجہ ذیل قطعۂ تاریخ کہا۔

خدا رکھے سلامت قبلہ شاہ جماعت کو ۔۔۔ کہ جن کی ہمت والا سے ایسی بن گئی مسجد
دعا آزادؔ کے دل سے جو نکلی ہو گئی تاریخ ۔۔۔ "رہے آباد یہ شاہ جماعت قبلہ کی مسجد"

۷ + ۱۳۳۲ھ = ۱۳۳۹ھ

آپؒ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اطاعتِ خداوندی اور غلامیِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر ہوا ہے۔ آپؒ بعد از نمازِ فجر تا اشراق اور بعد نمازِ عصر تا مغرب دنیاوی بات بالکل نہیں کرتے تھے اور بعد نمازِ عصر ختم شریف حضرت خواجہ محمد معصومؒ ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔ تہجد کی نماز کبھی قضا نہیں ہوئی۔ تمام یارانِ طریقت کو بھی تہجد پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔ طالب علموں کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ جب کوئی بزرگ آپ کے پاس آتا تو اُسے اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ جب آپ کسی بزرگ کے پاس جاتے تو دو زانو ہو کر بیٹھتے تھے۔ حق گوئی و بیباکی آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

آپؒ کا قد مبارک موزوں، قدرے بلند، جوانی میں اعضاء مضبوط، سڈول و متناسب تھے مگر ضعیفی میں لاغر و نحیف ہو گئے تھے۔ رنگ گندم گوں مائل بہ سفیدی مگر چہرۂ مبارک عالمِ شباب میں سرخ انار کی طرح چمکتا تھا۔ سر بڑا، پیشانی کشادہ و بلند اور اس پر ہلکا سا سجدوں کا نشان۔ آنکھیں بڑی اور روشن، پتلی سرخی مائل، کبھی کبھی ایک آنکھ دبا کر دیکھتے تھے۔ بینی مبارک بلند و باریک لب سرخ و پتلے، دہن مبارک متوسط و خوبصورت۔ دندان مبارک سفید و موزوں گویا موتیوں کی لڑی، مسکراتے وقت نہایت بھلے معلوم ہوتے تھے مسکراہٹ آپ کی ہنسی تھی، کھلکھلا کر کبھی نہیں ہنستے تھے۔ نوّے سال کی عمر تک تمام دانت موجود تھے اور مضبوط ایسے کہ خود گنّے چھیل کر کھاتے۔ ریش مبارک کثیر اور اُس پر حنائی رنگ۔ داڑھی اور سر پر ہمیشہ مہندی لگاتے۔ سر کے بال ہمیشہ مقصر رکھتے۔ شانے کشادہ، ہاتھ لمبے، انگلیاں پتلی و دراز، سینہ فیض گنجینہ کشادہ۔ کمر پتلی، پاؤں مضبوط مگر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

آخری عمر میں چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے۔ آواز بلند، تقریر دلپذیر جس کا ایک ایک لفظ سمجھا جا سکتا تھا تقریر میں امثال و مشاہدات زیادہ بیان فرماتے۔ آنجناب کے چہرۂ اقدس سے ایسا رعب و داب نمایاں تھا کہ حاضرین ہمیشہ اس وجہ سے باادب و خائف رہتے تھے۔ آپ کی آمد پہ بڑے بڑے آدمی تعظیم کے لیئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

گوشۂ کرامت کو یہ کہہ کر واضح کرتا ہوں کہ آپ کی سب سے بڑی کرامت سنّت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور دینِ اسلام پر قربان ہونے کا وہ لازوال جذبہ تھا جس نے عمر بھر آپ کو مجاہدانہ کردار پہ کمربستہ رکھا۔

قیامِ پاکستان کے بعد آپ نے اسلامی آئین کے نفاذ کی پوری پوری کوشش کی۔ جگہ جگہ جلسوں اور یادداشتوں کے ذریعے حکومت کو مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ اور نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کا وعدہ یاد دلایا حضرت پیر صاحب مانکی شریف امین الحسنات (ف ۱۹۶۰ء) اور ضیغم اسلام مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی مدظلہٗ نے آپ کی قیادت میں ملک بھر کا دورہ کیا مگر افسوس کہ حکومت نے وعدہ پورا نہ کیا جس کا آپ کو تا دمِ زیست صدمہ رہا۔

آپکی وفات حسرت آیات ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ / ۳۰ اگست ۱۹۵۱ء بروز جمعرات ایک سو دس برس کی عمر میں ہوئی۔ اور علی پور سیداں میں آخری آرامگاہ بنی۔

بہت سے شعراء نے قطعاتِ تاریخ وفات کہے، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:۔

(۱) از حضرت مولانا ضیاء القادری ————— کراچی

ہوئے واصل بحق وہ پیرِ طریق ——— تھا ولایت کا جن کی ذات پہ حصر

پرتو نورِ نقشبندی کی شان ——— لکھ ضیاء "ہدیٰ مشائخ عصر"

۱۳۷۰ھ

(۲) حضرت مائل بنگلوری ————— بنگلور (انڈیا)

عارفِ حق مرشدِ روشن ضمیر ——— پائے ہیں اب قربِ ربِّ ذوالجلال

"آہ شیخ عصر موجودہ گئے" ——— کہدیا مائل نے یہ سالِ وصال

۱۳۷۰ھ

(۳) حضرت صابر براری ————— کراچی

ہوئے آج راہی وہ خلد بریں کو ——— علی پور کے تھے جو معروف صوفی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اِدھر پیشوا تھے وہ دینِ ہُدیٰ کے — اُدھر رہنما بھی تھے وہ اک سپاہی
تھی ان کی بہت ہی پرستار ملّت — نہ کیوں ہوتے پھر اُن سے لرزاں فرنگی
کسی طرح چمکے مسلماں کی قسمت — اگر کوئی دھن تھی انہیں تو یہی تھی
صدا آئی باغِ جناں سے یہ صابر — "جماعت علی شاہ پیرِ حقیقی"
۱۳۷۰ھ

(۴) حضرت طارق سلطان پوری ــــــــ حسن ابدال ضلع اٹک

بہارِ بوستاں، دین و ایماں — مکرّم، شاہ جماعت شیخِ دوراں
زروئے "اوج" سالِ وصل اس کا — کہا "خورشیدِ بامِ فقر و عرفاں"
۱ + ۱۹۵۰ = ۱۹۵۱ء

(۵) خان شاہد اکبر آبادی ــــــــ کراچی

غلامانِ سرکارِ طیبہ میں شاہد — تھے کتنے مکرّم جماعت علی شاہ
تھے "مقصودِ خلقت" تو تاریخ بولی — کہو "فخرِ عالم جماعت علی شاہ"
۱۳۷۰ھ — ۱۹۵۱ء

(۶) حضرت قمر یزدانی، ــــــــ پنوانہ ضلع سیالکوٹ

صورت بھی بے مثال جماعت علی کی ہے — سیرت بھی باکمال جماعت علی کی ہے
"عالی صفات داخلِ خلد" اے قمر حزیں — تاریخِ ارتحال جماعت علی کی ہے
۱۹۵۱ء

(۷) حضرت علیم الدین علیم صدیقی ــــــــ حیدر آباد دکن

گئے دارِ دنیا سے مُلکِ عدم کو — صفا باطن و پیرِ کامل حق آگاہ
علیمِ دل افگار تاریخ لکھ دے — "جناں میں ہیں ساقی جماعت علی شاہ"
۱۳۷۰ھ

(۸) محمد صادق قصوری ناظم اعلیٰ مرکزی مجلس امیر ملت ــــــــ برج کلاں ضلع قصور

حضرت شاہِ جماعت ہم سے رخصت ہو گئے — اُن کی فرقت میں ہیں اہل سلسلہ اندوہگیں
فکر تھی تاریخِ رحلت کی تو آئی یہ صدا — کہدے صادق "افتخارِ اولیا روشن جبیں"
۱۹۵۱ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ارشاداتِ قدسیہ

(۱) ایک وقت بھی اللہ کا لفظ زبان سے نکلا تو وہ زبان کا ذکر ہوا۔ دل سے ایک مرتبہ اللہ کو یاد کیا تو تین کروڑ پچاس لاکھ مرتبہ ذکرِ زبان کے برابر ہوگا۔ یہ دل کا ذکر ہے۔

سارے جسم کی رگیں تین کروڑ پچاس لاکھ ہیں، دل سے یہ ساری رگیں لگی ہوئی ہیں۔ ایک دفعہ دل سے اللہ کا نام لیا تو ساری رگیں بھی اللہ کا نام لیتی ہیں۔

(۲) دریا میں کشتی پانی کے اُوپر رہتی ہے، جتنا پانی زیادہ ہوگا اتنا ہی کشتی کو آرام ملے گا اگر وہی پانی کشتی میں آگیا تو کشتی ڈوب جائے گی۔ دل کشتی ہے اور دنیا کے رنج وغم پانی۔ سب کی کشتی ڈوبی ہوئی ہے مگر اللہ کے بندوں کی کشتی یعنی ذاکروں کی کشتی تیرتی ہے۔

(۳) جو لوگ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں، اُن کے لیے خدا تعالیٰ نے جہنم بنائی ہے اور جو آپ کی محبت والے ہیں اُن کے لیے جنّت۔ جو لوگ یہ فکر کرتے ہیں کہ ہم مرنے کے بعد جہنّم جائیں گے یا جنّت میں۔ اُن کو سوچ لینا چاہیئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں یا اُن کے ساتھ محبت کرنے والے۔

(۴) کُلُّ جَدِیْدٍ لَذِیْذٌ، دنیا کی ہر نئی چیز کو پسند کر سکتے ہو مگر دین وہی پرانا، قدیم اختیار کرو جس کو تمہارے باپ دادا نے اختیار کیا۔

(۵) انسان بدعمل ہو تو ہو لیکن خدا کرے بدعقیدہ نہ ہو۔ حدیث شریف ہے کہ کوڑھی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے۔ بدعقیدہ لوگ دل کے کوڑھی ہوتے ہیں۔ ان سے بچو بلکہ ان کے بیٹھنے کی جگہ پر بھی مت بیٹھو۔

(۶) نماز کی فکر کا نام نماز ہے۔ یعنی کوئی شخص کسی کام میں لگا رہے مگر دل اس کا نماز میں ہے۔ کبھی کسی سے پوچھتا ہے کہ کیا وقت ہے کبھی گھڑیاں کو دیکھتا ہے، کبھی سورج کو دیکھتا ہے کہ میری نماز کا وقت تنگ نہ ہو جائے۔ جب تک ایسی فکر نہ پیدا ہو جائے تو وہ نماز ایک عادت و رسم ہے جو پوری کر دیتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ وہ فکر نصیب کرے۔

(۷) کسان عمر بھر ہل چلاتا رہے اور بیج نہ ڈالے تو کھیتی ہو سکتی ہے؟ نہیں ہو سکتی۔ ہل چلانا، روزہ، نماز، حج ہے۔ اور بیج ڈالنا زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ ادا نہ کرے تو نماز، روزہ، حج سب بیکار ہے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

(٨) دو کام کرنے ہوں ایک دین کا، ایک دنیا کا، تو پہلے دین کا کام کرنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ اس کی برکت سے دنیا کا کام بھی پورا کر دیں گے۔

(٩) دعا کے دو پر ہیں۔ اکلِ حلال، صدقِ مقال۔ جو حلال کما کے کھائے اور سچ بولے، اس کی دُعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

(١٠) جو شخص تم سے مانگتا ہے وہ دراصل تُم پر احسان کرتا ہے۔ اس وجہ سے کہ ایک پیسہ تُم سے مانگتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کا اجر تُم کو سات سو گنا تک دیتا ہے۔

(١١) فقط لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھ لیا تو موحد بن گیا، مومن نہیں بنا، مومن کب بنے گا، جب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھے گا۔ ہمارے لیے سب سے اعلیٰ اور سب سے افضل نعمت ایمان کی نعمت ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تو شیطان بھی پڑھتا ہے پھر اسکو لعنتی کیوں کہتے ہیں۔ شیطان کہتا ہے، اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (بے شک مجھ کو اللّٰہ کا خوف ہے جو سب کا پروردگار ہے) جتنے فرقے دنیا میں ہیں سب توحید کے قائل ہیں بھنگی ہوں یا چوہڑے چمار، عیسائی ہوں یا کوئی اور۔ مگر ملعون کیوں ہیں؟ اس وجہ سے کہ وہ صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھتے ہیں لیکن محمد رسُول اللّٰہ نہیں پڑھتے۔

(١٢) سرکارِ دو عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا نام مبارک زبان پر آجانے سے تمام عُمر کا کفر و شرک اور تمام گناہ مٹ جاتے ہیں۔

(١٣) آج کل عام بات مشہور ہے کہ حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی ذات کو حد سے نہ بڑھاؤ، حد سے وہی بڑھا سکتا ہے جس کو حد معلوم ہو، جس کو حد معلوم ہی نہ ہو وہ کیا بڑھائے گا۔ آپ کی حد سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں۔ ایک بار کے کلمہ شریف پڑھنے سے تمام عمر کے گناہ بخشے جاتے ہیں اس قدر حد تو ہمیں معلوم ہے۔

محمد مصطفےٰ اے کیف ممدوحِ الٰہی ہیں ۔۔ بشر کیا، کوئی بھی اُن کا ثنا خواں ہو نہیں سکتا

محمد سرِ قدرت ہے کوئی رمز اسکی کیا جانے ۔۔ شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

(١٤) محمد رسول اللّٰہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت ہے، جن کو آپ کی نعت اچھی نہیں لگتی، اُن کو چاہیئے کہ کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللّٰہ بھی نہ پڑھیں۔

(١٥) انبیاء کے جسم کو زمین نہیں کھاتی اور نہ چھوتی ہے۔ انبیاء قبروں میں نماز پڑھتے ہیں،

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قیاس کرو، کیا درجہ ہوگا۔

(۱۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر سلام بھیجے گا میں اُس کے سلام کا جواب دوں گا

(۱۷) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص محبّت سے درود شریف پڑھے، اس کو میں اپنے کانوں سے سُنتا ہوں۔

(۱۸) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دُنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی بے شک زندہ ہیں اور اپنی نبوّت پر قائم، اپنی اُمّت کی اطاعت و نیکی سے خوش ہوتے ہیں اور گناہ و نافرمانی سے غمگین۔

(۱۹) شُترِ بے مہار منزلِ مقصود کو نہیں پہنچ سکتا، ڈنڈے اور مار کھائے گا قطار کا اُونٹ خواہ کتنا ہی دُبلا اور بیمار کیوں نہ ہو، ضرور منزل تک پہنچے گا۔

(۲۰) جسم برتنے کے لیئے دیا گیا ہے نہ کہ پالنے اور موٹا کرنے کے لیئے۔

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے
حشر تک سونا پڑے گا خاک کے سایہ تلے

(۲۱) سرخاک پہ رکھ کر انسان پاک ہوجاتا ہے۔

کیا حق ہے تمہیں زمیں پر پاؤں رکھنے کا
جب رکھا نہیں سر سجدہ میں کبھی

(۲۲) بدعقیدہ لوگوں کی صحبت میں نہ رہو بلکہ اُن کے بیٹھنے کی جگہ پر بھی مت بیٹھو۔

(۲۳) وضو کا پانی جس جگہ لگے گا وہ دوزخ میں نہ جلے گا۔

(۲۴) گر بعدِ فقر پھر سگِ دنیا ہوا فقیر!
کمبخت پاک ہو کے پلیدوں میں جا ملا

(۲۵) قرآن پاک کی سورۃ الحمد شریف کی آیت اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ سے تقلید کا ثبوت اور اس کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔

(۲۶) وَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تھے۔ یہ حکم صرف ایک پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کی تابعداری کرو، ثابت کرتا ہے کہ امام کی تقلید فرض ہے۔

(۲۷) سب لوگوں کی قبروں میں اندھیرا ہوگا، لیکن تہجد پڑھنے والوں کی قبر میں روشنی ہوگی

آیت الکرسی ہر نماز کے بعد اور سورت تبارک الذی ہر رات کو پڑھنے کی وجہ سے قبر میں عذاب ہرگز نہ

(۲۸) نماز میں جس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا فرض ہے، اسی طرح آپ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

آل پر بھی درود شریف پڑھنا فرض ہے ورنہ نماز ہی نہیں ہوتی۔

(۲۹) بیش از قسمت و بیش از وقت کچھ نہیں ملتا۔

(۳۰) دل اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے لیئے پیدا کیا ہے نہ کہ پریشانیوں کے لیئے پیدا کیا ہے۔

(۳۱) پہلی اُمتوں میں جو لوگ گناہ کرتے تھے اُن کے چہرے مسخ ہو جاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "اللہ پاک میرے نام لیواؤں کے چہرے نہ بدلیں گے۔

(۳۲) قیامت اُس وقت آئے گی جب کہ اللہ کا کوئی بندہ، اللہ کا نام لینے والا نہ رہے گا۔

(۳۳) بزرگوں کا ادب کرو، اگر وہ ناراض ہو جائیں تو پھر کہیں بھلائی کی اُمید نہیں۔ ایک کا مردود سب کا مردود، ایک مرغی کسی انڈے کو گندہ کر دے تو ہزار مرغیوں کے نیچے اس انڈے کو رکھا جائے تو بھی اُس سے بچّہ نہیں ہو سکتا۔

(۳۴) خدا کا کلام خدا ہی کے لیۓ پڑھو، دنیا کے لیئے پڑھنا ایسا ہے گویا لعل دیکر کوڑیاں لینا، یہ اور بات ہے کہ اللہ کے واسطے پڑھنے کے بعد اس کی طفیل میں اللہ تعالیٰ خود دنیا کا فائدہ بھی دے دیں۔

(۳۵) جس میں غیرت نہیں اس میں ایمان بھی نہیں۔

(۳۶) دعوت کا قبول کرنا سنّت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تین میل کے فاصلہ پر بھی کوئی دعوت دے اور پکی ہوئی معمولی چیز ہو تب بھی اس کی دعوت میں جانا چاہیئے۔

(۳۷) مدینہ شریف کی حاضری کے زمانہ میں آداب کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیئے کم از کم صورت مسلمان کی بنانی چاہیئے۔ کرزن فیشن، فرنچ کٹ وغیرہ سے پرہیز ضروری ہے۔

(۳۸) راہِ خدا میں جو کچھ دینا ہو وہ اپنی زندگی میں اپنے ہاتھ سے دے دینا چاہیئے، مرنے کے بعد ہمارے نام پر نہ بیوی دے گی نہ بچّے۔ بلکہ ہماری قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لیئے آنا مشکل ہوگا

جو کچھ دینا ہے راہِ خدا میں دے اب وقت ہے، قاروں ڈھونڈھتا ہے قبر میں گدا ملتا نہیں

(۳۹) اگر دس ذاکر ہوں اور ایک غافل تو ذاکر، غافل کو بھی نورانی کر دیں گے۔ اللہ کا ذکر کرنے والوں کی صحبت میں رہنے سے اطمینان ملے گا۔

(۴۰) کہا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد مُردے کو ثواب نہیں پہنچتا۔ حال یہ ہے کہ رُوح نہیں مرتا جب رُوح نہیں مرتا، تو اُسے ثواب کیوں نہیں پہنچتا۔

بقیہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں حقیقت میں وہ ہم سے جُدا
مرنے والوں کی جبیں چمکتی ہے بحرِ ظلمات میں
جس طرح تارے چمکتے ہیں اندھیری رات میں (اقبالؒ)

حضرت امیرِ ملتؒ نے اپنے پیچھے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی چھوڑی۔ سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہؒ (ف ۱۹۶۱ء) مخدوم الملت پیر سید خادم حسین شاہؒ (ف ۱۹۵۱ء) شمس الملت پیر سید نور حسین شاہؒ (ف ۱۹۷۸ء) اور صاحبزادی سیدہ بنتِ رسول (ف ۱۹۶۲ء)۔ ان سب کے حالات کتاب ہذا میں اپنی اپنی جگہ پر دیئے جا رہے ہیں۔

حضرت پیر سید خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

مخدوم ملت پیر سید خادم حسین شاہ ابن امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ قدس سرہ کی ولادت ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء میں علی پور سیداں میں ہوئی۔ آپ حضرت امیر ملتؒ کے منجھلے صاحبزادے تھے بچپن ہی سے ذہین، متقی اور پرہیز گار تھے۔ اتباعِ شریعتِ مطہرہ کا آپ کو ابتدا سے خاص اہتمام مدِ نظر رہتا تھا۔ حضرت قاری شہاب الدین علی پوری رحمۃ اللہ علیہ سے کلام مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد عربی فارسی اور اردو کی ابتدائی تعلیم علی پور سیداں ہی میں حاصل کرنے کے بعد تشنگی علم کشاں کشاں لاہور لے گئی۔ یہاں آپ نے مسجد ہٹولیاں اندرون لوہاری گیٹ کے ایک حجرے میں قیام کیا اور علوم عربیہ کی تحصیل کی۔ ازاں بعد اورنٹیل کالج لاہور میں داخل ہو کر مولوی فاضل کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔

یہ امر محتاج وضاحت نہیں ہے کہ حضرت امیر ملت قدس سرہ نے قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لیے جو کام کیا ہے اس کی نظیر برصغیر کی پوری تاریخ میں نہیں ملتی۔ قادیانی گروپ آپ کا نام سن کر ہی حواس باختہ ہو جاتا تھا اور حضرت اقدس کو گزند پہنچانے کے منصوبے بناتا رہتا تھا چنانچہ اس نے حضرت امیر ملتؒ کے خلاف اشتہار بازی کی، مقدمے دائر کئے اور مناظرہ کے چیلنج دیئے مگر ہر دفعہ ذلیل و خوار ہوئے۔ چنانچہ شکست خوردہ قادیانیوں نے اب بدلہ لینے کی نئی اسکیم بنائی اور حضرت صاحبزادہ خادم حسین شاہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پر ایک فوجداری مقدمہ دائر کر دیا۔ صاحبزادہ صاحب اس وقت اورینٹل کالج لاہور میں زیر تعلیم تھے۔

اس مقدمہ کی پیروی کے لیے حضرت امیر ملت قدس سرہ تقریباً ایک سال تک مسجد پٹولیاں لاہور میں قیام پذیر رہے۔ دشمن چاہتے تھے کہ حضرت اقدس کو اس طرح پریشان کریں کہ تبلیغ وارشاد کا سلسلہ ختم ہو کر رہ جائے۔ لیکن ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ معاندین کا یہ اقدام اُن کے منشا کے بالکل برعکس نکلا۔ مسجد پٹولیاں میں قیام کے زمانے حضرت کا فیض عام جاری رہا۔ بڑے پیمانے پر آپ کا لنگر قائم تھا سامان خورد و نوش برابر گھر سے منگواتے رہے اور مہمانوں کی خاطر مدارت جاری رہی۔ مسجد میں ہر رات آپ وعظ فرماتے جس میں دور و نزدیک کے لوگ شرکت کیلئے آتے اور فیضیاب ہوتے۔ ان ایام میں بے شمار لوگ تائب ہو کر داخل سلسلہ عالیہ ہوئے۔ ۱۲

مقدمہ کی پیروی کے لیے لاہور کی مشہور علمی، ادبی، مذہبی، سیاسی اور قانونی شخصیت مولانا محرم علی چشتی (ف ۱۹۳۴ء) حضرت امیر ملت قدس سرہ کی طرف سے وکیل تھے۔ دوسرے وکلاء بھی شریک تھے لیکن بحث میاں سر محمد شفیع بیرسٹر (ف ۱۹۳۲ء) نے کی اور کسی محنتانہ کے روادار نہ ہوئے۔ جناب ماسٹر خواجہ محمد کرم الٰہی ایڈووکیٹ سیالکوٹی (ف ۱۹۵۹ء) مقدمہ کی پیروی کے لیے برابر آیا کرتے تھے۔ جس رات کی صبح کو فیصلہ سنایا جانا تھا وہ رات حضرت امیر ملت قدس سرہ نے حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار گوہر بار میں بسر کی۔ صبح ہوتے ہی آپ نے اپنے خادم حاجی عبداللہ امرتسری (ف ۱۹۲۱ء) کو حکم دیا کہ آج فیصلے کی تاریخ ہے، زردہ پلاؤ کی دیگیں چڑھا دو۔ حاجی صاحب نے عرض کیا کہ بری ہو جانے کا فیصلہ ہو جائے تو دیگیں چڑھا دیں گے۔ فرمایا! تم ابھی سے کام شروع کر دو۔ اللہ تعالیٰ بری کرے گا۔ چنانچہ صاحبزادہ صاحب باعزت طور پر بری ہو گئے۔

مقدمہ سے برأت کے بعد صاحبزادہ خادم حسین شاہ، برصغیر کے نامور عالم دین حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی (ف ۱۹۱۶ء) کے مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت (یوپی، بھارت) میں تشریف لے گئے اور علمی استفادہ کیا۔ دوران تعلیم آپ نے منیۃ المصلی کی شرح لکھنے کے لیے حضرت محدث سورتی سے عرض کیا۔ چنانچہ استاد گرامی نے اپنے لائق اور ذہین شاگرد کی درخواست پر منیۃ المصلی کی شرح "التعلیق المجلی" کے نام سے لکھی اور اس کی غرض تصنیف بیان کرتے ہوئے اپنے شاگرد عزیز سید خادم حسین کی ذہانت کی تعریف کی ہے ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۶ء آپ نے مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں استفادہ کیا۔ ۱۹۱۶ء میں حضرت محدث سورتی کی رحلت کے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بعد مدرسہ جامع العلوم کانپور (بھارت) میں داخلہ لیکر باقاعدہ درسِ نظامی کی تکمیل کی۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر معقولی علوم حاصل کیئے اور ۱۹۲۰ء میں دورہ حدیث کی سند حاصل کی۔

دوران تعلیم مدرسہ جامع العلوم کانپور صاحبزادہ سید خادم حسین شاہ نے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ/ ۷ جنوری ۱۹۱۷ء کو جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد رکھی اور پھر ہر سال یہ جلسہ بڑی دھوم دھام سے مناتے رہے۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ/ ۶ دسمبر ۱۹۱۹ء کا جلسہ خصوصی اہمیت کا حامل تھا۔ اڑھائی سو شرکاء کو صاحبزادہ صاحب نے اپنی گرہ سے شاندار کھانا کھلایا۔ صبح نو بجے سے بارہ بجے تک تقاریر، نعت خوانی اور صلوٰۃ وسلام کا سلسلہ جاری رہا، تقریب کے آخر میں صاحبزادہ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ میرا آخری سال ہے بعد تکمیل رخصت ہو جاؤں گا۔ اُمید ہے کہ میرے بعد یہ سلسلہ جسے میں نے تین سال جاری رکھا جاری رہے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ تمام خرچہ میں ادا کرتا رہوں گا۔

حصول علم کے دوران گھر سے دُور رہ کر آپ کو مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن تحصیلِ علم کے ذوق وشوق میں آپ نے ہر سختی کو سہل سمجھا اور عالم فاضل بن کر گھر واپس آئے اور والد گرامی قدر حضرت امیر ملت قدس سرہ کے دستِ حق پر بیعت کر کے اجازت وخلافت حاصل کی۔

آپ کی زبان مبارک میں معمولی سی لکنت تھی لیکن اس پر بھی علمی اور تبلیغی مشاغل میں کوئی کمی نہ آنے دی۔ ہمیشہ نماز فجر کے بعد کلام مجید کی تلاوت فرماتے تھے۔ تبلیغ وارشاد کے لیئے دُور دُور تک دَورے فرماتے۔ بڑے وسیع الاخلاق، خوش مزاج، بُردبار اور اوصافِ حسنہ سے آراستہ تھے۔ آپ کی سخاوت اور دریا دلی کے واقعات زبان زد عام وخاص ہیں۔ غرباء ومساکین کی دستگیری اور حاجت روائی آپ کا شیوہ اور ہر ایک کی امداد واعانت آپ کا خاصہ تھا۔

آپ کو مطالعہ کتب کا بہت شوق تھا، اپنا ذاتی کتب خانہ قائم کیا تھا جس میں قیمتی کتابوں کا قابل قدر ذخیرہ تھا۔ سارا کتب خانہ مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں شریف کے لیئے وقف کر دیا تھا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ کے تبلیغی، دینی، ملی اور فلاحی کاموں میں بھرپور حصہ لیتے تھے اور اس مقصد کے لیئے دُور دراز مقامات کے دورے فرماتے رہتے تھے۔ تین مرتبہ زیارت حرمین شریفین اور مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے۔

اکتوبر ۱۹۵۱ء میں کچا کھوہ ضلع ملتان کے قریب ایک پیر بھائی صوبیدار غازی خاں کی اہلیہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کے چہلم پر فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لے گئے اس وقت کچا کھوہ ریلوے اسٹیشن پر گاڑی بہت کم وقت کے لیے رکتی تھی چنانچہ ابھی آپ ریل سے اتر نے نہ پائے تھے کہ گاڑی چل پڑی۔ آپ چلتی گاڑی سے اترے تو گر پڑے اور دونوں پاؤں میں سخت چوٹ آئی جس سے کافی خون بہا۔ اسی حالت میں آپ کو خانیوال ہسپتال پہنچایا گیا لیکن زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے ڈاکٹر بھی کچھ نہ کر سکے اور وہیں آپ نے ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۱ء / ۲۱ محرم الحرام ۱۳۷۱ھ بروز پیر جام شہادت نوش فرمایا۔ میت شریف علی پور سیداں لائی گئی تو ایک کہرام برپا ہو گیا۔ آپ کے بڑے بھائی سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ (ف ۱۹۶۱ء) نے زیارت کی تو بے ہوش ہو گئے۔ ہوش آتے ہی فرمایا:۔

"تابوت کو حضور قبلہ عالم کی خدمت میں لے چلو۔"

چنانچہ تابوت مبارک کو روضۂ امیر ملت پر لایا گیا حضرت سراج الملت قدس سرہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہٗ کے روضہ شریف میں مرقد منور کے بائیں طرف مشرق میں آخری آرامگاہ بنی۔

بہت سے شعرائے کرام نے آپ کی رحلت پر قطعات تاریخ وفات لکھے، چند ایک درج ذیل ہیں:۔

(۱) مولانا پروفیسر حامد حسن قادری (ف ۱۹۶۴ء) کراچی۔

"مخدوم آفاق خادم حسین شاہ"
۱۹۵۱ء

عَاشَ حَمِیْدً وَمَاتَ شَہِیْدًا — جَاءَ وَلِیًّا وَرَاحَ نَقِیًّا
مَاتَ غَرِیْبَ الدِّیَارِ فَجَاءَ — نَالَ مَقَامَ الْخُلُوْدِ عَلِیًّا
کَانَ لِرَبِّ الْعِبَادِ مُطِیْعًا! — عِنْدَ عِبَادِ الْاِلٰہِ تَقِیًّا
کَانَ لِجَاہِ النَّبِیِّ کَرِیْمًا — کَانَ لِفَضْلِ الْاِلٰہِ سَخِیًّا

قُلْتُ لِتَارِیْخِ رِحْلَتِ خَادِمِ
"عَاشَ رَشِیْدًا وَمَاتَ زَکِیًّا"
۱۳۷۱ھ

ایضاً

حضرت خادم و مخدوم جہاں — رحمت رب کا تمہیں تاج ملا
وصل حق کو سلا ہو کے شہید — واہ کیا پایۂ معراج ملا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

قادری نے یہ لکھا سال وصال — "گلشنِ خلد بریں آج ملا"
۱۳۷۱ھ

(۲) ڈاکٹر محمد اللہ دتہ طالب کنجاہی (ف ۱۹۵۸ء) کنجاہ ــــ ضلع گجرات

صداقت تھی چہرے سے اُن کے عیاں — وہ زندہ دلی کے تھے ظاہر نشاں

لکھا "غم" سے طالب نے سال وصال — "ہوئے آپ دنیا سے اکدم نہاں"
بہ ۱۰۴۰ + ۳۳۱ = ۱۳۷۱ھ

آپ کے دو بیٹے ہوئے۔ بڑے صاحبزادے سید حامد حسین سات آٹھ سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔ دوسرے صاحبزادے سید نذر حسین شاہ صاحب بقید حیات ہیں اور ماشاء اللہ تعالیٰ عالم و فاضل اور متقی اور پرہیزگار ہیں۔

حضرت پیر سید محمد حسین شاہ علی پوری قدس سرہٗ

مُرشدی و مولائی سیدی و سندی سراج الملت حضرت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب کی ولادت باسعادت ۷ رشوال ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۸۷۸ء کو حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں عالم اسلام کے مشہور و معروف روحانی مرکز علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں صبح صادق کی ساعت سعید میں ہوئی۔ آپ کی پیدائش پر بڑی خوشیاں منائی گئیں۔ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ نے آپ کے چاند سے بڑھ کر حسین چہرے کو دیکھا تو جامے میں پھولے نہ سمائے اور بے اختیار ہو کر گود میں اُٹھایا اور دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی اور پھر دعائے خیر کی۔ (اللہ اکبر! وہ ساعت کتنی سعید ہو گی۔ قصوری)

ساتویں روز آپ کے بال منڈوائے گئے اور صدقہ و خیرات کیا۔ آپ کا اسم گرامی محمد حسین رکھا اور دو بکرے ذبح کر کے عقیقہ کیا۔ آپ دو تین مہینے کے تھے کہ حضرت باباجی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو آپ کے چچا حضرت سید صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کو اپنی گود میں لے کر حضرت باباصاحب رح کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ اس پر دم کر دیجئے۔ یہ اکثر روتا رہتا ہے۔ حضرت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بابا جیؒ نے دم فرما کر ارشاد کیا کہ :

"یہ رونے والا بچہ نہیں ہے۔ یہ بڑا مرد ہوگا اور ہمیشہ خوش و خرم رہے گا"

آپ کا بچپن نہایت پاکیزہ اور شگفتہ تھا، اونچی آواز سے نہیں بولتے تھے۔ بڑوں کا ادب کرتے تھے۔ کپڑے صاف ستھرے رکھتے تھے۔ جب آپ کی عمر مبارک سوا چار سال کو پہنچی تو آپ کو حضرت قاری حافظ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کلام مجید کی تعلیم اور حفظ کے لیے بٹھایا گیا۔ اور آپ نے پانچ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ اس کے بعد علی پور سیداں شریف کے پرائمری سکول سے پرائمری کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کر کے قلعہ سوبھا سنگھ سے مڈل پاس کیا اور دینیات کی تعلیم کیلئے حضرت مولانا عبدالرشید صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد استاذ العلماء حضرت مولانا نور احمد نقشبندی امرتسریؒ (ف ۱۹۳۰ء) کے پاس امرتسر جا کر اکتساب علم کرتے رہے۔ امرتسر میں تحصیل علم کے بعد آپ نے دار العلوم انجمن نعمانیہ لاہور اور پھر مدرسہ امینیہ دہلی میں داخلہ لیا۔ درس نظامی کی تمام اعلیٰ کتابیں تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، فلسفہ وغیرہ کی تکمیل وہیں سے کی۔ قیام دہلی کے دوران ہی مسیح الملک حکیم محمد اجمل خانؒ (ف ۱۹۲۷ء) کے طبیہ کالج دہلی میں داخلہ لے کر طب کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی۔ آپ حکیم صاحب موصوف کے لائق ترین شاگردوں میں شمار ہوتے تھے۔

حصول تعلیم کے بعد آپ علی پور سیداں شریف واپس تشریف لے آئے تو بیس برس کی عمر مبارک میں آپ کی شادی آپ کے تایا حضرت پیر سید نجابت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر سے انجام پائی۔ انہیں ایام میں حضرت امیر ملت قدس سرہٗ نے علی پور شریف میں مدرسہ نقشبندیہ کا اجراء فرمایا تو آپ کو مہتمم مقرر کیا گیا۔ آپ مدرسہ کے انتظام و انصرام کے علاوہ طلباء کو علوم و فنون کی کتابیں بھی پڑھاتے تھے۔ عربی و فارسی پر آپ کو مہارت تامہ اور شہرت عام حاصل تھی۔ تحریر و تقریر میں اہل زبان کی طرح ید طولیٰ حاصل تھا۔ تمام عمر کبھی بول چال میں رکاوٹ نہ آئی۔ آپ کی فصاحت و بلاغت پر بڑے بڑے علماء و فضلاء کو حیرانی ہوتی تھی اور بے ساختہ داد دینے پر مجبور ہوتے تھے۔ آپکے پڑھانے کا انداز نہایت شائستہ اور نرالا تھا۔ طلباء کے ساتھ نہایت شفقت فرماتے تھے۔ جمعۃ المبارک کی رات طالب علموں کو لے کر مغرب کی نماز کے بعد مسجد نورؒ کے صحن میں بیٹھ جاتے اور نماز عشاء تک سوال و جواب اور مناظرہ آرائی ہوتی رہتی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شروع میں آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ حضرت بابا فقیر محمد چوراہی (ف ۱۳۱۵ھ) کے دست اقدس پر بیعت کی سعادت حاصل کی تھی اور اجازت و خلافت سے بھی سرفراز کیے گئے تھے۔ اُن کی رحلت کے بعد والد گرامی قدر یعنی حضرت امیر ملت قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر ۱۱ مئی ۱۹۱۴ء کو بر موقعہ سالانہ جلسہ علی پور شریف، خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی حیاتِ ظاہری ہی میں آپ کے علم و عرفان کی دُھوم مچ گئی تھی۔ ہزاروں لوگ آپ سے بیعت کر کے گمراہی و گمگشتگی سے نجات حاصل کر کے صراطِ مستقیم پر گامزن ہو گئے۔ راقم الحروف نے بھی اپریل ۱۹۵۶ء میں اپنے گاؤں ڈُربہ کلاں (تحصیل و ضلع قصور) کی جامع مسجد میں بعد نمازِ ظہر آپ کے دستِ اقدس پر بیعت کر کے شرفِ غلامی حاصل کیا تھا۔

حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کو جب فرصت نہ ہوتی تو لوگوں کو بیعت کے لیے آپ کی خدمت میں بھیج دیتے۔ یہ شرف حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی حیاتِ طیبہ میں خاندان کے کسی اور فرد کو حاصل نہیں ہوا ؎ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

آپ عالم، فاضل، پیر، ادیب، حکیم ہونے کے علاوہ ایک بہت بڑے مناظر بھی تھے۔ آپ کو اکثر تحریری مناظروں کے مواقع ملے۔ آپ نے مخالفین کی تحریروں میں ہمیشہ غلطیاں نکالیں جس کی وہ کبھی توجیہ و تاویل نہ کر سکے، مگر آپ کی تحریریں اُن کو نکتہ چینی اور خوردہ گیری کی جرأت نہ ہوئی۔ آپ نے بارہا چیلنج بھی کیا مگر معاندین کو چُپ سادھ لینے ہی میں عافیت نظر آئی۔ آپ کے بیسیوں مناظروں میں سے ایک مناظرہ کی مختصر جھلک پیشِ خدمت ہے۔

ایک بار جامع ازہر مصر کے ایک استاد علی پور سیداں آئے۔ بعض مسائل پر اُن سے اختلاف ہوا تو مستقل بحث و مناظرہ ہونے لگا۔ تین دن تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ حضرت اس دوران برابر عربی میں گفتگو فرماتے رہے۔ مدرسہ کے اساتذہ و طلباء محفل میں موجود ہوتے اور اُن کی علمی بحث سے استفادہ کرتے۔ آپ نے دلائل و براہین سے حنفی مسلک کی صحت و افادیت ثابت کی اور اس مصری عالم کو قائل کر لیا۔ اُسے آپ کی فصیح اور شُستہ عربی گفتگو پر سخت حیرت تھی۔ آخر اُس نے دریافت کیا کہ آپ نے ملک عرب میں کتنی مدت گزاری ہے؟ آپ نے ارشاد کیا کہ حج کے زمانے کے علاوہ مجھے کبھی وہاں رہنے کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ یہ سُن کر وہ حیرانی سے کہنے لگا کہ ہندوستان میں رہتے ہوئے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

آپ کو پھر کس طرح لسانی مہارت حاصل ہو گئی۔

آپ کو کتابوں کی خریداری کا بہت شوق تھا۔ جب حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کرنے کے لئے جاتے تو نایاب کتب خرید کر لاتے۔ آپ ہزاروں روپے صرف کر کے عربی کتب خرید کر لائے اور انہیں علی پور سیداں کے کتب خانے کی زینت بنایا۔ آپ کے اس ذوق و شوق کی حضرت امیر ملت قدس سرہٗ بڑی قدر فرمایا کرتے تھے۔ کئی بار تحسین و آفرین کے کلمات ارشاد فرمائے۔ ایک بار فرمایا کہ:۔

"لوگ ایسے تبرکات خریدتے ہیں جو فنا ہو جاتے ہیں صاحبزادہ نے ایسی چیزیں خریدی ہیں جن کو بقا ہے"

حضرت امیر ملت قدس سرہٗ نے کتابوں کی کثرت دیکھ کر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:۔

"صاحبزادہ نے مکہ شریف کے تمام کتب خانے خرید لیے ہیں"

آپ کو فتویٰ نویسی میں خاص مہارت حاصل تھی۔ آپ کے صاحبزادے جوہر ملت حضرت پیر سید اختر حسین شاہ صاحبؒ (ف ۱۹۸۰ء) اپنی معرکۃ الآرا تصنیف "سیرت امیر ملت" میں رقمطراز ہیں کہ

"آپ مشکل سے مشکل مسائل پر قلم برداشتہ فتویٰ لکھ دیتے تھے۔ حدیث و فقہ کی کتابوں پر ایسا عبور حاصل تھا کہ آپ کے فتوے قوی اور مضبوط دلائل اور حوالہ جات سے مزین ہوتے تھے۔ علم الفرائض بہت مشکل چیز ہے مگر آپ کو اس میں بھی کامل مہارت حاصل تھی۔ میراث کے مسائل کا جواب برجستہ دیتے اور ترکہ کی تقسیم کے معاملات مدلل طور پر قرآن و حدیث کی روشنی میں فوراً حل فرما دیتے تھے"

ایک بار آپ کلکتہ تشریف لے گئے۔ وہاں اس وقت طلاق کے ایک مسئلہ نے سب کو پریشان کر رکھا تھا۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ "اگر تو نے ہنڈیا چاٹی تو تجھ پر طلاق" مفتیوں سے رجوع کیا گیا۔ تو سب نے کہا کہ اس کی بیوی کو طلاق ہو گئی۔ اس شخص نے آپ سے رجوع کیا۔ آپ نے اس کی بیوی سے دریافت فرمایا کہ تم نے ہنڈیا کس طرح چاٹی ہے؟ اس نے جواب دیا "یوں انگلیوں سے پونچھ پونچھ کر" آپ نے ارشاد کیا "جا! تجھ کو طلاق نہیں ہوئی تو نے اپنی انگلی چاٹی ہے، ہنڈیا نہیں چاٹی" کلکتہ کے تمام علماء آپ کی فراست و ذہانت پر انگشت بدنداں رہ گئے۔

آپ جتنے جلیل القدر عالم تھے، اتنے ہی پابندی شریعت اور اتباع سنت کے عامل تھے۔ شب بیداری

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تہجد گزاری اور آہ وزاری تو ان کا معمول تھا۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو رگ رگ میں سمایا ہوا تھا۔ راقم الحروف نے بچشم خود بارہا نام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نعتیں سنتے ہوئے انہیں جھومتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہمارے غریب خانہ پر آپ نے کئی دفعہ قدوم میمنت لزوم فرمایا۔ میرے جد امجد پیر جیون بخش نقشبندی مجددی جماعتی (ف ۲۰ اپریل ۱۹۶۶ء) جن کو حضرت امیر ملت قدس سرہ کی غلامی کا شرف حاصل تھا آپ کے عاشق زار تھے اور آپ کی خاطر ومدارت میں کوئی کمی نہیں آنے دیتے تھے۔ ہمارے غریب خانہ پر میلاد کی محفلیں، مجالسِ نعت خوانی اور حضرت امیر ملت قدس سرہ کے عرس کی تقریبات منعقد ہوتیں تو آپ کا صوفیانہ وعظ حاضرین کو بے حد متاثر کرتا تھا۔ تحمل و بردباری اور شفقت تو آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ طبیعت میں بڑی سادگی تھی۔ جس کا اظہار لباس اور غذا وغیرہ سے ہوتا تھا۔ آپ صحیح معنوں میں درویش خدامست تھے۔

آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ کی زیر قیادت تمام دینی، ملی، مذہبی اور سیاسی تحریکوں میں بھی حصہ لیا۔ انجمن خدام الصوفیہ، فتنۂ ارتداد، تحریک خلافت، سارداایکٹ، تحریک کشمیر، تحریک شہید گنج، تحریک پاکستان اور دیگر تحریکوں میں بھرپور کردار ادا کیا۔ فتنۂ ارتداد کے زمانہ میں عرصہ تک آگرہ میں رونق افروز رہے اور ارد گرد کے علاقوں میں تبلیغ کر کے ہندوؤں کے ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملایا۔ تحریک شہید گنج میں بڑی جانفشانی سے کام کیا اور اس تاریخی جلوس میں نمایاں طور پر حصہ لیا جو حضرت امیر ملت قدس سرہ کی زیر قیادت ۸ نومبر ۱۹۳۵ء کو بادشاہی مسجد لاہور سے ننگی تلواروں کے ساتھ نکلا تھا اور جس سے انگریز حکومت کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔

تحریک پاکستان کا دور آیا تو حضرت امیر ملت قدس سرہ اپنے صاحبزادوں اور عقیدت مندوں کے ساتھ میدان میں نکل آئے۔ حضرت سراج الملت رحمۃ اللہ علیہ نے رات دن ایک کر کے مسلم لیگ کی تائید وحمایت میں یارانِ طریقت اور عامۃ المسلمین کو تحریک پاکستان کا ہمنوا بنایا۔ ۱۹۴۶ء کے تاریخی الیکشن میں ضلع فیروزپور (حال مشرقی پنجاب، انڈیا) میں مسلم لیگی امیدواروں کی حمایت میں دل کھول کر کام کیا۔ پھر فیروزپور میں نواب افتخار حسین ممدوٹ (ف ۱۹۶۹ء) کے حلقہ میں اس خوبی سے کام کیا کہ مخالفین بھی عش عش کر اٹھے۔ پھر قصور میں میاں افتخار الدین (ف ۱۹۶۲ء) کے حلقہ میں بھرپور کام کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تھا کہ آپ کے تینوں امیدوار غالب اکثریت سے کامیاب وکامران ہوئے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اس سے قبل جب ۲۴ نومبر ۱۹۴۵ء کو حضرت پیر امین الحسنات المعروف پیر صاحب مانکی شریف (ف ۱۹۶۰ء) نے مانکی شریف تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور (صوبہ سرحد) میں حضرت قائدِ اعظم کی ایک شاندار دعوت کی تو ایک عدیم المثال جلسہ عام کا انعقاد بھی کیا۔ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کی خدمت میں جلسہ کی صدارت کے لیے درخواست کی گئی مگر حضرت ناسازیٔ طبع کے باعث تشریف نہ لے جا سکے اور اپنی جگہ حضرت سراج الملت کو قائدِ اعظم کے لیے سونے کا ایک تمغہ، تین سو روپے کی ایک تھیلی اور کئی دوسرے تحائف دیکر بھیجا۔

پیر صاحب مانکی شریف نے حضرت سراج الملت کی بڑی عزت افزائی کی اور جلسہ کی صدارت آپ کے سپرد کی۔ جب قائدِ اعظم جلسہ گاہ میں آئے تو حضرت سراج الملت آگے بڑھے اور سونے کا تمغہ (جس پر کلمہ طیبہ کندہ تھا) قائدِ اعظم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا کہ

"میرے والد ماجد (حضرت امیرِ ملت) نے یہ تمغہ آپکی خدمت میں بھیجا ہے"

یہ سن کر قائدِ اعظم بہت خوش ہوئے، کرسی سے اُٹھ کر کھڑے ہوگئے اور سینہ تان کر کہا:-

"پھر تو میں کامیاب ہوں، آپ تمغہ میرے سینے پر آویزاں کیجیے"

اس پر مسلم لیگی کارکن ملک شاد محمد نے آگے بڑھ کر حضرت سراج الملت کے ہاتھ سے تمغہ لیا اور قائدِ اعظم کی شیروانی کی بائیں طرف سینے پر ٹانک دیا۔ قائدِ اعظم نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا اور بیٹھ گئے۔

حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کی داد و دہش کی داستانیں تو زبان زدِ خاص و عام ہیں، عرب کے لوگ انہیں "ابوالعرب" کہتے تھے۔ آپ بھی اُن کی طرح بڑے سخی اور جوّاد تھے۔ یتیموں اور بیوہ عورتوں کی خاص طور پر خبر گیری فرماتے تھے۔ مدرسہ کے طلباء کی ہر قسم کی ضروریات کا اہتمام فرماتے۔ ان تمام کاموں پر جو روپیہ صرف ہوتا۔ اس کا علم خدا کے سوا کسی کو نہ ہوتا۔

ایک دفعہ آپ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کی معیّت میں حج بیت اللہ و زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گئے ہوئے تھے۔ مدینہ منورہ میں ایک دن حضرت امیرِ ملت نے حضرت مولانا محمد ضیاء الدین احمد مدنی (ف ۱۹۸۱ء) سے دریافت کیا کہ آپ نے صاحبزادہ سے ملاقات کی؟ انہوں نے جواب دیا "جی ہاں! ملاقات ہوئی ہیں اُن سے مل کر بہت خوش ہوا ہوں۔ وہ بڑے عالم اور فاضل ہیں۔ آپ کے صحیح جانشین ہوں گے" حضرت امیرِ ملت نے فرمایا:-

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

"مولانا صاحب! بعض باتوں میں وہ مجھ سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ میں
کسی کو کچھ دیتا ہوں تو لوگ ایک کے چار بتاتے ہیں، مگر وہ دائیں
ہاتھ سے دیتا ہے تو بائیں کو خبر نہیں ہونے دیتا۔"

آپ کی تقریر بہت دلپذیر اور پُر اثر ہوا کرتی تھی۔ دقیق سے دقیق مسائل کو بھی آناً فاناً حل فرما دیتے تھے۔ آپ کی شیریں کلامی سے غیر بھی کھنچے چلے آتے تھے۔ وعظ میں عموماً ترکِ دنیا سعیٔ عمل اور تصوّف کی باتیں ہی ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ ہمیں بارہا آپ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا خوراک بہت سادہ پسند فرماتے تھے۔ اُبلے ہوئے چاول اور سادہ گوشت بہت پسند فرماتے تھے سنتِ نبویؐ کے مطابق کدّو خصوصی طور پر مرغوب تھا۔

آپ کا لباس سفید ہوتا تھا۔ کُرتہ بہت کھلا اکثر و بیشتر چکن کا کپڑا استعمال فرماتے تھے، سفر میں سفید شلوار، حضر میں سفید چادر، سر پر سفید پگڑی، پاؤں میں کھُسّہ، ہاتھ میں عصا۔ آپ والد گرامی کے مظہر اُتم تھے۔ چہرہ پُر نور، جسے دیکھ کر خدا یاد آجاتا تھا۔ گفتگو فقیروں جیسی، چال شہنشاہوں جیسی، نرم دم گفتگو گرم دم جستجو، سخاوت میں اپنے وقت کے حاتم طائی تھے۔ آخیر عمر میں بصارت میں فرق آگیا تھا مگر صحت قابلِ رشک تھی، تہجدّ کی نماز کبھی قضا نہیں کی۔ آخیر عمر میں رات کا اکثر و بیشتر حصہ بیدار رہتے تھے عموماً نصف رات مطالعۂ کتب اور حل مسائل میں صرف ہوتا تھا۔ بعد ازاں تھوڑا سا لیٹ کر تہجد پڑھتے تھے۔ صبح کی نماز کے بعد طلباء کو درس قرآن دیتے تھے۔

آپ تقریر و تدریس کے علاوہ میدانِ تحریر کے بھی شاہسوار تھے۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہور، سیالکوٹ، قصور میں آپ کے گرانقدر مضامین زیورِ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر علماء و فضلاء سے خراجِ تحسین حاصل کرتے رہے۔ آپ نے بہت سی کتابیں بھی لکھیں جن میں سے "افضل الرسلؐ" کئی بار منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو کر جامعیت اور انفرادیت کے لحاظ سے اپنی عظمت کا لوہا منوا چکی ہے۔ آخری ایڈیشن راقم الحروف کے زیرِ اہتمام ۱۹۹۲ء میں مرکزی مجلس امیر ملت، برجکلاں ضلع قصور سے چھپ کر عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی تسکین کا سامان بہم پہنچا چکا ہے۔

احباب و یارانِ طریقت کے نام آپ کے خطوطِ تصوف، اسلامیات، تاریخ و تذکرہ اور اخلاق کا بہترین نمونہ ہوتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت اقدس ہمارے سامنے تشریف فرما کر گفتگو فرما رہے ہیں۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اُستاذی حکیم ملت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ثم لاہوری مدظلہٗ کے نام آپ کا ایک خط نقل کیا جاتا ہے۔ یہ خط حکیم صاحب قبلہ کے اُس خط کے جواب میں ہے جس میں انہوں نے آپ سے مولانا محمد عالم آسی امرتسریؒ (ف ۱۹۴۴ء) کے حالاتِ زندگی و دیگر کوائف دریافت کئے تھے۔ لیجئے اب وہ خط ملاحظہ فرمائیے:-

علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

۲۲ اگست ۱۹۵۷ء

جناب حکیم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مرحوم و مغفور مولانا مولوی محمد عالمؒ ذکی، ذہین ہونے علاوہ ادیب فاضل اور جامع منقول و معقول تھے۔ بہت ہی متدیّن، شریف الطبع انسان تھے۔ میں نے چند اسباق ان کے ساتھ حضرت مولانا غلام احمد صاحب مرحوم کی خدمت میں پڑھے ہیں۔ اس سے زیادہ میں اُنکے متعلق نہیں جانتا۔ آپ کو دفتر اخبار الفقیہہ گوجرانوالہ سے اُن کے حالات مل سکتے ہیں۔ ایڈیٹر الفقیہہ" حکیم معراج الدین امرتسریؒ کے لڑکے وہاں رہتے ہیں۔ مولانا محمد عالم مرحوم و مغفور نے (مولوی ثناء اللہ وہابی) کے خلاف رسالہ جات بھی تحریر کئے تھے۔ ان کا پتہ بھی دفتر "الفقیہہ" سے ملے گا۔

فقط والسلام

سید محمد حسین علی پوری

آپ کی وفات حسرت آیات ۶ جمادی الاوّل ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۱ء بروز پیر بوقت ساڑھے پانچ بجے شام بعمر شریف تراسی سال ۶ ماہ ۱۲ یوم ہوئی۔ نماز جنازہ حضرت خواجہ محمد شفیع سجادہ نشین چورہ شریف ضلع اٹک (ف ۱۹۶۶ء) نے پڑھائی اور حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے پہلو مبارک میں سپردِ خاک کئے گئے۔

عمرہا در کعبہ و بتخانہ می نالد حیات   تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

آپکی رحلت پر متعدد شعرائے کرام نے تاریخی قطعات کہے ہیں، چند ایک درج ذیل ہیں:-

(۱) از حضرت مولانا محمد یعقوب حسین ضیاء القادری بدایونیؒ ——— کراچی

راہی ہوئے بہشت بریں کو بصد رحیف   بزمِ جہاں سے آج محمد حسین شاہ

نورِ نگاہ پیر جماعت علی تھے آپ   تھے آپ شیخ کامل و اکمل خدا گواہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تھے نقشبندیوں کے عظیم الشرف بزرگ — بے مثل تھے جہاں میں باندازۂ نگاہ
بعد از وصال اُنکی خدا مغفرت کرے — مثلِ جہاں جناں میں بھی اُنکو ہو عزّ و جاہ
سالِ وصال کہیئے ضیا انتخاب کی — "جنت نصیب میر محمد حسین شاہ"

۱۳۸۱ھ

کراچی

(۲) از صوفی مسعود احمد رہبر چشتی کشمیری ضیائی

گئے خلد میں ہم سے ہو کر وہ رخصت — تھی جن کی مسلّم زمانہ میں عظمت
جدائی قیامت سے کیا کم ہے اُنکی — وہ وجہِ سکون تھے، وہ تھے دل کی راحت
سنائیں کسے حالِ دل اپنا اپنا — ہیں صرفِ الم آج اہلِ عقیدت
کہو عیسوی سن میں تاریخ رہبر — "گیا مہرِ تابانِ امیرِ شریعت"

۱۹۶۱ء

کراچی

(۳) از حضرت صابر براری صاحب

خلد آشیاں ہیں آج محمد حسین شاہ — ہر اہلِ حق کے لب پہ ہے آواز آہ آہ
چمکے سراجِ ملّت و دیں بنکے مثلِ ماہ — ہر راہرو نے پائی ہے جلووں سے اُنکے راہ
حق گوئی امتیاز تھا مرحوم پیر کا — کرتے تھے اس ادا پہ مخالف بھی واہ واہ
روشن تھا چہرہ آپ کا بعد از وصال بھی — ظاہر تھی جس سے شانِ ولایت خدا گواہ
صابر سنِ وصال یہ کہتے ہیں اہلِ خلد — "ہیں اِک گلِ شگفتہ محمد حسین شاہ"

۱۳۸۱ھ

آپ کی کرامات بے شمار ہیں۔ ذیل میں صرف اُن کرامات کا ذکر کیا جا رہا ہے جو راقم الحروف کی چشمِ دید ہیں۔

(۱) ایک دفعہ حضرت "سراج الملّت" ہمارے غریب خانہ میں جلوہ افروز تھے۔ میری والدہ ماجدہ اور ایک عورت مائی بی بی رانی مرحومہ نے آپ کے کپڑے مبارک دھوئے۔ اب سوال پیدا ہوا کہ پانی کہاں بہایا جائے کیونکہ کپڑے دھونے کے بعد پانی کو یونہی بہا دینا بے ادبی تھی۔ ہمارے گھر کے صحن میں ایک کیکر کا درخت تھا جو بالکل سوکھ چکا تھا۔ چنانچہ ہم نے وہ پانی دَور بنا کر کیکر کی جڑوں میں ڈال دیا۔ دوسرے دن صبح یہ دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی کہ سوکھے کیکر کے درخت نے کونپلیں نکالی ہوئی تھیں اور چند دن بعد ہرا بھرا ہو گیا۔ اللہ اکبر! کیا شان تھی میرے پیر و مرشد کی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

(۲) اسی طرح ایک مرتبہ پھر حضور سراج الملتؒ ہمارے ہاں فروکش تھے۔ ایک پیر بھائی محمد اسمٰعیل حجام مرحوم نے آپ کی دعوت کی۔ جب آپ دعوت کھانے کے لیئے بمعہ یارانِ طریقت تشریف لے گئے تو وہ کثیر تعداد دیکھ کر گھبرا گیا۔ آپ نے اپنا رومال دیگ کے منہ پر ڈلوا کر کھانا تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ تمام حاضرین نے سیر ہو کر کھانا کھایا لیکن پھر بھی کافی بچ رہا۔ ؎

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

(۳) ایک دفعہ ہمارے گاؤں (رُجکلاں ضلع قصور) میں بہت سے آدمیوں اور مویشیوں کو باؤلے کتے نے کاٹ کھایا۔ اتفاق سے حضرت اقدس ہمارے ہاں تشریف فرما تھے۔ لوگوں نے فوراً حاضر ہو کر دم کروایا اور صحت یاب ہو گئے۔ مگر ایک شخص اللہ بخش کمہار کا لڑکا دم نہ کروا سکا تو وہ باؤلا ہو کر مر گیا۔

ارشاداتِ قدسیہ

(۱) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع جملہ کمالات کا سرچشمہ ہے۔

(۲) زنا اور بدکاری، خرابی و بربادی کا باعث ہے۔

(۳) صالح ماں باپ کا صدقہ اس کی اولاد کی سات پشتوں تک حفاظت کرتا ہے

(۴) ایمان کے بعد نجات کا انحصار اعمالِ صالح پر ہے۔

(۵) درود شریف، اللہ کی رحمت پانے کا ذریعہ ہے۔

(۶) محبوب کی یاد اس کے دیکھنے کے قائم مقام ہے۔ اگر محبوب نظر نہ آئے تو اس کی یاد سے غافل نہ رہو۔ کیونکہ ؎ ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے۔

(۷) قصیدہ بُردہ اور قصیدہ بانت سعاد بڑی متبرک کتابیں ہیں۔

(۸) نمازِ تہجد کی مداومت کرنی چاہیئے۔ جو فیوض اس سے حاصل ہوتے ہیں وہ کسی دوسری چیز سے حاصل نہیں ہوتے۔

(۹) زبان دل کی ترجمان ہے۔ جس طرح دل کا پاک رکھنا واجب ہے۔ اسی طرح زبان کا پاک رکھنا بھی واجب ہے۔

(۱۰) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کے بغیر نجات ناممکن ہے، اگرچہ کتنا ہی عابد

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

و زاہد کیوں نہ ہو۔

آپ نے اپنے پسماندگان میں دو صاحبزادے جوہر ملّت حضرت پیر سیّد اختر حسین شاہ (ف ۱۹۸۰ء) حضرت پیر سیّد انور حسین شاہ صاحب (ف ۱۹۷۲ء) اور ایک صاحبزادی سردار فاطمہ چھوڑی۔

حضرت سیّدہ بنتِ رسول عرف بُوجی رحمۃ اللہ علیہا

حضرت سیّدہ بنتِ رسول عرف بُوجی صاحبہ حضرت امیر ملّت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدّث علی پوری کی اکلوتی صاحبزادی تھیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء میں ہوئی۔ آپ اپنے دو بھائیوں سراج الملّت پیر سیّد محمد حسین شاہ (۱۸۷۸ء ـ ۱۹۶۱ء) اور مخدوم الملّت پیر سیّد خادم حسین شاہ (۱۸۹۰ء ـ ۱۹۵۱ء) سے چھوٹی اور تیسرے بھائی شمس الملّت پیر سیّد نور حسین شاہ (۱۸۹۹ء ـ ۱۹۷۸ء) سے بڑی تھیں۔

آپ کی دین داری، تقویٰ، خوش اخلاقی اور سیر چشمی زبان زدِ خاص و عام تھی۔ ہر چھوٹا بڑا آپ کے حسنِ سلوک کا گرویدہ ہو جاتا تھا اور آپ کے اوصافِ حمیدہ کے باعث آپ کے زیادہ سے عزّت و احترام پر مجبور ہو جاتا تھا۔ بڑی فراخ دل اور غریب نواز خاتون تھیں۔ دنیوی مال و دولت میسّر نہ ہوتے ہوئے بھی آپ کسی کو دُکھی اور غمگین دیکھتیں تو اُس کی ہر طرح سے امداد فرماتیں۔ اپنے تمام کپڑے اور زیورات تک آپ نے غریبوں مسکینوں میں تقسیم کر دیئے تھے۔ گاؤں کی بیوہ عورتیں اور یتیم بچیوں کی کفالت اور اعانت میں آپ کو خاص اہتمام مدِّنظر ہوتا تھا۔ خود بالکل سادہ لباس زیب تن فرماتی تھیں۔ لیکن غریبوں اور یتیموں کی شادی میں اُن کو اچھے سے اچھے کپڑے سلوا کر عطا فرماتیں اور زیورات سے بھی مدد کرتیں۔ مہمانوں کی خاطر مدارت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیتیں۔ خود کھڑی ہو کر اُن کو کھانا کھلاتیں اور اُن کا ہر طرح سے خیال رکھتی تھیں۔ آپ کے پاس کانوں میں جو ذرا بھر زیور باقی تھا، وہ آپ نے اپنے بھتیجے حضرت جوہر ملّت پیر سیّد اختر حسین شاہ صاحب (خلف الرشید سراج الملّت پیر سیّد محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کو بلا کر والد ماجد حضرت امیر ملّت قدس سرّہ کے روضہ شریف کی تعمیر کے اخراجات کے لیے عطا فرما دیا تھا۔ اپنے زہد و عبادت اور تقویٰ و پرہیزگاری کی بنا پر رابعۂ عصر کے نام سے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مشہور تھیں۔

آپ کی شادی حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے حقیقی بھتیجے سیّد اولاد حسین شاہ (ف ۱۹۸۳ء) ابن سیّد صادق علی شاہ (ف ۱۹۲۴ء) سے ہوئی تھی۔ آپ کے بطن سے صرف ایک صاحبزادے معین الملّت حضرت پیر سیّد حیدر حسین شاہ (ف ۱۹۸۶ء) ہوئے۔ آپ اپنے والد گرامی، دو بھائیوں اور اکلوتے پوتے سیّد عابد حسین شاہ کی وفات کے بعد غمزدہ رہتی تھیں۔ عرصہ تک صاحب فراش رہ کر ۶ ذوالحجہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۶۲ء بروز جمعۃ المبارک ایک بجے دوپہر آپ نے رحلت فرمائی۔ نماز جنازہ حضرت پیر محمد صدیق آف چورہ شریف ضلع اٹک (ف ۱۹۷۷ء) نے پڑھائی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے مزار پر انوار کے شمالی حجرہ شریفہ میں جو مزار شریف میں داخل ہوتے ہی بائیں جانب واقع ہے، میں تدفین عمل میں آئی۔

آپ کی رحلت پر بہت سے شعراء نے مرثیے اور قطعات تاریخ وفات کہے۔ حضرت قمر یزدانی، پنوانہ، ضلع سیالکوٹ نے "نوحۂ غم" کے عنوان جو مرثیہ کہا، ملاحظہ فرمائیے:۔

کس کے غم میں نالہ کش ہے عندلیب گلستاں | چشم دل ہے آج کس کے غم میں خونابہ فشاں
کس کے غم میں آج ہیں اہل بصیرت اشکبار | کس کے غم میں اہل دل ہیں آج یوں ماتم کناں
کس کے غم میں ڈوبتی جاتی ہے نبض کائنات | کس کے غم میں آہ! سونی ہو گئی بزم جہاں
کس کے غم میں ہو رہی ہیں آرزوئیں مضمحل | کس کے غم میں آج چشم آرزو ہے خوں فشاں
کس کے غم میں مضطرب ہے بزم ایقان و عمل | مطرب غم نے ہے چھیڑی درد و غم کی داستاں
چار سو عالم میں ہے افسردگی چھائی ہوئی | گلشن مہر و محبت پر مسلط ہے خزاں
غم کے طوفاں اٹھ رہے ہیں ہر در و دیوار سے | کائنات دل کا ہر ذرہ ہے برباد فغاں
کون ہے؟ جس کے جنازہ میں ملائک ہیں شریک | کون ہے؟ جس کے نہیں اوصاف محتاج بیاں
تھا ابھی افکار کی الجھن میں محو اضطراب | غیب سے کانوں میں آئی اک نوائے خونچکاں
ہو رہی ہیں رابعۂ وقت بوجی صاحبہ | اس جہان رنگ و بو سے عازم خلد جناں
اس لئے سونی نظر آتی ہے بزم کائنات | کل جو تھے نغمہ سرا، ہیں آج وہ نوحہ کناں
اس لئے نغمہ طراز غم ہیں مرغان چمن! | اس لئے بے کیف سا ہے آج رنگ گلستاں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہر طرف غوغا آہ و نالہ و فریاد ہے
قلب فاطے والوں میں ہے اک اضطراب جانستاں

تھم نہیں سکتی کبھی تھامے سے بھی بارانِ اشک
چشم دل سے ہو گیا چشمہ حسرت رواں

وائے قسمت! آج مخدومۂ ارباب وفا
ہو رہی ہیں واصلِ ربِّ مکان و لامکاں

راہبر اہلِ طریقت، سیدہ خوش خصال
تھی شرافت کی جو تصویر مجسّم بے گماں

وہ عفیفہ، سوز ایماں سے تھا جس کا گداز
جس کا سینہ تھا امینِ عشقِ محبوبِ جہاں

جس کی تھی ذاتِ گرامی مخزنِ حلم و حیا
ہاں وہی جانِ محبت، وہ خلیق و مہرباں

دخترِ شاہ جماعت یعنی وہ ہمشیر نورؒ
مادرِ حیدر حسین اے وائے مرگِ ناگہاں،

ہے قمر کی التجا درگاہِ مولا میں یہی
اے خدائے لم یزل اے مالکِ کون و مکاں

دردمندوں کی خدایا آزمائش ہے عبث
اب نہیں باقی دلوں میں تابِ جورِ آسماں

رحم کر ہم بے کسوں پر تو ہے قادر اور کریم
ہے تری شان کریمی غمگسارِ بے کساں

گوشۂ مرقد میں مرحومہ کو تو تسکین دے
اور سب پسماندگاں کو صبر کی تلقین دے

پروفیسر حامد حسن قادری آف کراچی (ف ۱۹۶۴ء) خلیفۂ امیر ملت قدس سرہٗ نے یہ قطعۂ تاریخِ وصال کہا ہے

وہ بنتِ رسولؐ اُن کا بوجی لقب تھا
سراسر وہ پیکر تھیں صدق و صفا کا

وہ شاہ جماعت کی اکلوتی دختر
وہ سر چشمہ تھیں زہد کا اتقا کا

وہ تھیں مہرباں مادرِ پیر حیدر
نمونہ تھی ذات اُن کی مہر و وفا کا

کیا پردہ دنیا سے لبیک کہہ کر
پیام اُن کو جس وقت پہنچا قضا کا

ششم ذی الحج اور جمعہ کا روز پایا
ہمیشہ رہے فضل اُن پر خدا کا

رہے روح پر اُن کی رحمت خدا کی
رہے قبر میں نورِ خیر الوریٰ کا

یہ تاریخ رحلت لکھی قادری نے
کہ اب پائیں قربِ خیر النساءؓ کا"

۱۳۸۱ھ

ایضاً

ہے کلُّ من علیہا فان اک قضائے برحق
آثار نیستی کے ہستی کے پھول میں ہیں

بوجی کے غم میں سب پہ حسرت سی چھا رہی ہے
کانٹے چبھے ہر اک کے قلبِ ملول میں ہیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تاریخِ عیسوی ہے جب سرجھکا ادب کا "بنتِ رسولؐ قربِ بنتِ رسولؐ میں ہیں"

۱۹۶۲ء - ۱ - ۱۹۶۳ء

مولانا سید عبدالسلام قادری باندوی آف کراچی (ف ۱۹۶۸ء) خلیفہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی (ف ۱۹۲۱ء) نے یہ قطعۂ تاریخ کہا ؎

کیوں ولیہ نہ ہوں یہ سیدہ بوجی واللہ   عابدہ زاہدہ جن کو ہے برابر دیکھا

سنِ رحلت پہ کہا جنتی کیاری نے سلام   "خلد میں بوجی کو جب قربِ پیمبر دیکھا"

۱۳۸۱ھ

حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کے مرید خاص غلام جیلانی کلیم حیدرآبادی ثم سیالکوٹی (ف ۱۹۸۷ء) نے یوں تاریخ رحلت کہی ؎

روزِ روشن میں اے اجل یہ لوٹ   چشمِ دنیا نے دیکھی ہوگی کم!

سایہ قدموں میں تھا ابھی اپنا   بولا ہاتف کہ آئی "شامِ غم"!

۱۳۸۱ھ

حضرت سیدہ عاقلہ بی بی رحمۃ اللہ علیہا

حضرت سیدہ عاقلہ بی بی عرف بوبوجی صاحبہ، پیر سید نجابت علی شاہ (ف ۱۹۱۸ء) کی دخترِ نیک اختر تھیں۔ آپ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کی سگی بھتیجی اور ان کے خلفِ اکبر سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ (ف ۱۹۶۱ء) کی زوجہ محترمہ اور جوہرِ ملت پیر سید اختر حسین شاہ (ف ۱۹۸۰ء) کی والدہ ماجدہ تھیں۔ آپ بڑی عابدہ، زاہدہ اور متقی خاتون تھیں۔ سلیم الطبعی اور خوش مزاجی سے آراستہ تھیں۔ گھر بھر میں سب کی خیر خبر رکھتیں اور امداد و اعانت پر آمادہ رہتی تھیں۔ عنفوانِ عمر سے آخر تک آپ نے کبھی نمازِ تہجد قضا نہیں ہونے دی۔

آپ تصوّف و طریقت، حلم و حیا، پابندیٔ شریعت اور مہمان نوازی، عالی ہمتی اور بلند حوصلگی میں نہ صرف عورتوں کے لیے مشعلِ راہ تھیں بلکہ تمام مریدین کے لیے ایک مشفق ماں کا نہایت اونچا مقام رکھتی تھیں۔ آپ تمام گھر کا مرکز تھیں۔ سارا گھر آپ کے گرد اس طرح گھومتا پھرتا تھا کہ جس طرح آفتاب

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

کے گرد ستارے گھومتے ہیں۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۴ شعبان ۱۳۸۷ھ/ ۷ نومبر ۱۹۶۷ء بروز منگل صبح ۴ بجے ہوئی اور حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے مزار اقدس کے ساتھ ملحقہ حجرے میں آخری آرامگاہ بنی۔

جناب طارق سلطانپوری نے آپ کے انتقال پُرملال پر مندرجہ ذیل قطعۂ تاریخ لکھا ہے

"وہ دُختر بو تراب و فاطمہ رضہ"   "آغوش عطا"   "تجلی یاب ردائے تطہیر محمد"

۱۹۶۷ء   ۱۳۸۷ھ   ۱۳۸۷ھ

میر ملت کی بھتیجی، میر ملت رح کی بہو   حجلہ آرائے طہارت، حلّہ پوش آبرو
سیّدہ، مخدومۂ اہلِ نظر، بنتِ بتول رض   طالب لطف اُس کے اربابِ خرد، اہلِ عقول
وہ سراج بزمِ ملت رح کی شریکِ زندگی   مشعلِ ایوانِ عرفاں، شمع بزمِ آگہی
اخترِ سیمائے ملت رح کی مکرم والدہ   عارفہ و عاقلہ و زاہدہ و عابدہ
اُن کے پوتے ہیں گرامی مرتبت افضل حسین   میر ملت رح کے وہ سجادہ نشیں و نورِ عین

اولیائے پاک کی ماں، قابلِ صد احترام
بالیقیں "وہ صالحہ و عارفہ ذی احتشام"

۱۹۶۷ء

راقم السطور محمد صادق قصوری نے بھی تاریخ وفات نکالی ہے

چل بسیں ہائے بوبوجی   جملہ خورد و کلاں ہیں گریہ کناں
تھیں بہو وہ امیر ملت رح کی   زوجہ حضرت سراجِ زماں
مہرباں تھیں ہر اک پہ پیرانی   تھیں مریدین کے حق میں فیض نشاں
عارفہ، صادقہ، لطیف مزاج   عابدہ، زاہدہ تھیں بی اماں

کہہ دے صادق یہ سالِ غم اُن کا
"عاقلہ بی حمید باغِ جناں"

۱۳۸۷ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت پیر سیّد انور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

پیر سیّد انور حسین بن سراج الملت پیر سیّد محمد حسین (ف ۱۹۶۱ء) بن امیر ملّت پیر سیّد جماعت علی شاہ (ف ۱۹۵۱ء) کی ولادت باسعادت ۱۵ نومبر ۱۹۲۱ء / ۱۴ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ بروز منگل ہوئی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ نے کان میں اذان کہی، ساتویں روز انور حسین نام تجویز فرمایا اور دو بکرے ذبح کر کے رسم عقیقہ ادا کی گئی۔

مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیّداں کے قاری رحمت علیؒ (رورپوچک ضلع سیالکوٹ) اور قاری معزالدین رہتکیؒ سے قرآن مجید حفظ کیا، پھر پرائمری تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیّداں میں باقاعدہ داخلہ لے کر ابتدائی کتب فارسی مولوی عبدالستار اور گلستان و بوستان وغیرہ مولوی محمد ابراہیم سے پڑھیں، صرف و نحو، معقولات و منقولات اور دورۂ حدیث مولانا عبدالرشید جھنگوی سے پڑھا اور فنِ تجوید و قرأت قاری عبدالغنی مدنیؒ سے سیکھا۔

جدّ امجد حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے دستِ اقدس پر بیعت کی اور پھر اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔ آپ بہت پرہیزگار، متقی اور پاکباز تھے۔ ذکر، فکر، مراقبہ اور سحر خیزی کی نہایت سختی سے پابندی کرتے تھے۔ نماز باجماعت، قرآن خوانی اور روزانہ بلاناغہ جدامجد کے مزار شریف پر حاضری پر تازیست کاربند رہے۔

آپ کی شادی ۱۹۴۴ء میں اپنے چچا شمس الملت پیر سیّد نور حسین شاہؒ (ف ۱۹۷۸ء) کی صاحبزادی سیّدہ صفیہ بی بی سے ہوئی۔ یہ انجمن خدام الصوفیہ ہند کے سالانہ اجلاس کا موقعہ تھا حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے حکم پر صدر الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادیؒ (ف ۱۹۴۸ء) نے خطبہ نکاح پڑھا۔ آپ نے کل چھ حج کیے۔ پہلا حج ۱۹۴۲ء میں جدامجد کی معیت میں اور آخری حج ۱۹۶۸ء میں اپنی رفیقہ حیات کے ساتھ ادا کیا۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ورثے میں ملا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر دین و دنیا میں کچھ کام آتا ہے تو وہ محبت اور عشقِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہے۔ فرماتے تھے کہ ہم تو اعلیٰ حضرت فاضلِ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بریلوی مولانا احمد رضا خاں (ف ۱۹۲۱ء) کی اس لئے قدر کرتے ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کو عشقِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی دولت سے مالا مال کر دیا ہے، اور شاعری میں بھی نبوّت و رسالت کی حکمتوں کا پورا پورا خیال رکھا ہے۔ اپنی تقریر میں اکثر اعلیٰ حضرت بریلوی کا یہ شعر پڑھتے تھے۔ ؎

کروں مدح اہلِ دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں

آپ علمائے کرام کی بہت عزت فرماتے تھے۔ جب کوئی عالمِ دین حاضرِ خدمت ہوتا تو اُسے واپسی کا کرایہ ضرور دیتے۔ فرماتے کہ یہ لوگ دین کی خدمت کرتے ہیں۔ مہمانوں کی خوب خاطر مدارت فرماتے۔ مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف کے طلباء پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ مریدوں کو شریعتِ مطہرہ کی پابندی کی تلقین فرماتے تھے۔ شب بیداری پر خصوصی زور دیا کرتے تھے۔ اپنی ساری جائیداد مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں کے نام وقف کر دی تھی۔

۱۹۷۱ء میں دردِ کمر کی اذیت ناک تکلیف شروع ہوئی۔ پہلے سروس ہسپتال لاہور اور پھر کنعان ہسپتال لاہور میں زیرِ علاج رہے مگر یہ مرض جان لیوا ثابت ہوا اور ۵ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ/۱۴ اکتوبر ۱۹۷۲ء بروز ہفتہ بعد نمازِ فجر کنعان ہسپتال لاہور میں انتقال فرما گئے۔ اگلے روز ۱۱ بجے علی پور سیداں میں ہزاروں عقیدت مندوں نے آپ کے برادرِ اکبر جوہرِ ملت پیر سید اختر حسین (ف ۱۹۸۰ء) کی اقتدا میں نمازِ جنازہ ادا کی اور اپنے جدِ امجد حضرت امیرِ ملت کے مزارِ مقدس کے دائیں جانب مشرقی مینار میں اپنی والدہ ماجدہ سیدہ عاقلہ بی بی (ف ۱۹۶۷ء) کے پہلو میں سپردِ خاک کئے گئے۔

غلام جیلانی کلیم حیدر آبادی (ف ۱۹۸۷ء) نے آپ کی رحلت پر مندرجہ ذیل تاریخی مادے نکالے:

"بفضل اسم اللہ الولی الحی القیوم" ۱۳۹۲ھ

"تو تاریخ انتقال ولِ آگاہ ولی اللہ" ۱۹۷۲ء

"آقائی جناب الحاج حافظ پیر سید انور حسین صاحب" ۱۹۷۲ء

"سوزِ حادثۂ غم آفریں" ۱۹۷۲ء

"ذکرِ وصالِ عالمِ علمِ دیں" ۱۳۹۲ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جناب طارق سلطانپوری نے مندرجہ ذیل قطعہ وفات کہا :-

وفاتِ سیّد انور حسین ہے دل سوز — وہ نورِ چشمِ محمد حسین شاہ ہُدا
وہ لالۂ چمنِ عظمتِ جماعت شاہ — وہ جس کے سر پہ تھا سایہ امیرِ ملّت کا
بہ حکمِ قادر و قیوم ماہ رمضان میں — رواں نہ دارِ فنا سے ہوا بہ مُلکِ بقا
زعیمِ فقر، زکی وہ ضیائے چشمِ حسین — رفیق و راہ بر سالکانِ راہِ خدا
جو محوِ کشمکشِ فکر میں تھے دیکھا — سروشِ غیب نے طارق معاً مجھ سے کہا
ہے وصلِ سیّد انور حسین کی تاریخ — سراجِ اہلِ محبت، چراغِ حزبِ صفا
مزید از سرِ پائے "پھول" ہے سنِ وصل — "حسیں گلابِ ریاضِ امیرِ ملّت کا" ۱۳۹۲ھ

۳۰+۸ — ۱۹۳۴+۳۸ = ۱۹۷۲ء

حضرت صابر براری ثم کراچوی نے تاریخ وصال یوں کہی :-

"آہ روشن جبیں سیّد انور حسین شاہ"

۱۳۹۲ھ —

تاریخ در صنعت تضاعف

ہوئے راہیِ خلد وہ ہنستے ہنستے — مگر لوگ ہیں اُن کی فرقت میں مضطر
وہ حافظ بھی تھے عالمِ دینِ حق بھی — محبّت کے خوگر شرافت کے پیکر
زباں پر تھا سرکار کا نامِ نامی — دمِ نزع یہ کیف اللہ اکبر
تضاعف میں پائی یہ تاریخ صابر — "ہیں جنّت میں اب طبع آگاہ انور"

۹۸۶ × ۲ = ۱۹۷۲ء

حضرت پیر سیّد بشیر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

بشیر الملّت پیر سیّد بشیر حسین بن شمس الملّت پیر سیّد نور حسین (ف ۱۹۷۸ء) بن امیرِ ملّت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری (ف ۱۹۵۱ء) کی ولادت ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء میں علی پور سیّداں میں ہوئی۔ مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیّداں سے حفظِ قرآن پاک کے بعد درسِ نظامی کی تکمیل کی۔ جدّ امجد حضرت امیرِ ملّت قدس سرّہ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ آپ بڑے عابد و زاہد اور

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com
www.marfat.com

عالم باعمل تھے۔ فنِ تقریر میں مہارت نامہ حاصل تھی۔ آپ کے دستِ مبارک پر ہزاروں لوگوں سعادت بیعت حاصل کی تھی۔ جھنگ کے علاقہ میں آپ کے مریدوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ سندھ اور بلوچستان میں بھی کافی مرید پائے جاتے تھے۔

آپ حضرت شمس الملّت کے اکلوتے صاحبزادے تھے۔ تبلیغ وارشاد کے لیئے دورے فرماتے رہتے تھے۔ کئی مرتبہ حج بیت اللہ شریف اور زیارتِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تشریف لے گئے۔ طبیعت بہت سادہ اور درویشانہ تھی۔ سالانہ عرس مبارک علی پور شریف کے موقعہ پر آپ کا خصوصی خطاب ہوتا تھا۔ عرس شریف کے علاوہ اطراف واکناف ملک میں بھی آپ کی تقاریر بڑے ذوق وشوق سے سنی جاتی تھیں۔ آپ کی شادی ۱۹۴۴ء میں اپنے نانا جان سراج الملّت پیر سیّد محمد حسین شاہ (ف ۱۹۶۱ء) کی صاحبزادی سے ہوئی تھی جن سے دو صاحبزادیاں زبیدہ بی بی اور طاہرہ بی بی ہوئیں۔ دوسری بیوی سے بھی ایک صاحبزادی شہزادی بی بی ہوئی۔ تینوں بہنوں کی شادیاں جوہر ملّت پیر سیّد اختر حسین شاہ (ف ۱۹۸۰ء) بن سراج الملّت پیر سیّد محمد حسین شاہ (ف ۱۹۶۱ء) کے صاحبزادگان حضور فخر ملّت پیر سیّد افضل حسین شاہ، پیر سیّد منور حسین شاہ اور پیر سیّد مظفر حسین شاہ صاحبان سے ہوئیں۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ/ ۲۹ اپریل ۱۹۷۶ء بروز جمعرات سول ہسپتال سیالکوٹ میں چار بجے صبح ہوئی۔ وفات سے قبل دو ماہ علیل رہے۔ اسی روز ۵ بجے شام ہزاروں عقیدتمندوں نے جوہر ملّت پیر سیّد اختر حسین شاہ کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی اور حضرت امیر ملّت قدس سرہٗ کے مزار مقدس کے جانب جنوب سپرد خاک کر دیا گیا۔

بہت سے شعراء نے تعزیت نامے اور قطعات تاریخ وفات لکھے۔ چند ایک درج ذیل ہیں۔ سب سے پہلے غلام جیلانی کلیم حیدر آبادی ثم سیالکوٹی (ف ۱۹۸۷ء) کا منظوم تعزیت نامہ ملاحظہ ہو۔

اُٹھ گئے بزم سے کیا مست بنانے والے ... مئے سر جوش نگاہوں سے پلانے والے
بے تکلّف مئے دیدار پلانے والے ... دل اسیرانِ محبّت کے لبھانے والے
میری آنکھوں میں مرے دل میں سمانے والے ... یاد آ آکے میری روح پہ چھانے والے
نقش پا کس کے ہیں آنکھوں سے لگانے والے ... کیا کہوں کون تھے اس راہ سے جانے والے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بذلہ سنجی کے کمالات دکھانے والے — بزمِ احباب میں تھے ہنسنے ہنسانے والے
ہم کہ ہیں راہ میں آنکھوں کو بچھانے والے — آ بھی جا جانِ جہاں روٹھ کے جانے والے
صورتِ شمع رواں اشکِ الم رہتے ہیں — خوش رہیں خلد میں یوں ہم کو رلانے والے
جا بسے خلد میں خود کیسی یہ دلداری ہے — مژدہ جنت کا غلاموں کو سنانے والے
ٹیس سی اٹھتی ہے رہ رہ کے جگر میں اپنے — رنج کیا دے گئے دنیا سے وہ جانے والے
تھی نہ امید کہ یوں داغِ جدائی دیں گے — چشمِ ہم مئے بار سے سرشار بنانے والے
تم ہو محبوب تو ہے غم بھی تمہارا محبوب — رہ گئے ہم اسے سینے میں بسانے والے
ان کا احسان و کرم، جود و سخا، لطف و عطا — دل سے ہرگز نہ بھلائیں گے زمانے والے
اٹھ گئے آج وہ صد حیف بھری محفل سے — جوہرِ خلقِ خداداد دکھانے والے
باغِ فردوس میں مسرور رہیں واللہ کلیم — غمزدہ ہم کو مگر چھوڑ کے جانے والے

حضرت کلیم حیدرآبادی نے مندرجہ ذیل تاریخی مادے بھی نکالے:

"یا ہم اللہ ہو الغنی العزیز" ۱۳۹۶ھ
اذکار مبارک مولائی سید بشیر حسین رح، ۱۹۷۶ء
"غلبۂ رنج فراق شہ" ۱۹۷۶ء

مندرجہ ذیل شعرائے کرام نے قطعاتِ تاریخ وفات کہے:

(۱) حضرت مولانا غلام رسول گوہر (ف ۱۹۸۵ء) ایڈیٹر ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور

طالب معبود پیر سید بشیر حسین شاہ" ۱۳۹۶ھ
"آہ عالی لقب بنیرہ محدث علی پوری" ۱۳۹۶ھ

ہوئے ہیں راہیِ سوئے لقا وہ عالم سے — تھے جو کہ سلسلۂ نقشبندیہ کے امیر
تھے آپ شاہ جماعت کے خاندان کے چراغ — تھے آپ اک گلِ بستانِ بشیر و شبیر رض
تھے آپ حافظ و قاری و عالم و فاضل — تھے آپ اہلِ تصوف میں صاحبِ توقیر
ہو ان کے خلق کی تعریف کیا قلم مجھ سے — وہ نیک خو تھے فرشتہ صفت تھے پاک ضمیر
بصدقِ دل ہوئے جاتے تھے لوگ مائل دیں — تھی ان کے پند و نصائح میں اس قدر تاثیر
کہاں سے لائیں گے احباب ان کو جلسوں میں — کہاں ملے گی ہمیں دہر میں اب ان کی نظیر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نہ کیوں ہوں محوِ الم آج پیر نور حسین ۔۔۔ کہ داغ اُن کو جُدائی کا دے گیا دلگیر
ہیں دونوں بہنیں بھی افسردہ فرطِ غم سے نڈھال ۔۔۔ نذر اور اختر و حیدر ہیں درد کی تصویر
جمع ہیں جتنے بھی احباب اُن کے جہلم میں ۔۔۔ دعا یہ کرتے ہیں سب اے خدائے قدیر
بہ فیضِ شیخ مجدّد بہ لطفِ سرورِ دیں ۔۔۔ ہو اُن کے واسطے فردوس میں محل تعمیر
ملا ہے مصرعِ رحلت یہ شیخ کا گوہر ۔۔۔ "عمیم ساکنِ خلدِ بریں ہیں پیر بشیر"

۱۹۷۶ء

(۲) حضرت صابر براری صاحب بی اے، بی ایڈ ۔۔۔ جے ون ۵۶۔ کورنگی کراچی

چہار سُو یوں چھائی اُداسی آج جُدا وہ ہو گئے ہم سے ۔۔۔ نورِ نگاہِ شمسِ ملّت چشم و چراغِ شاہِ جماعت
آپ تھے بیشک عابد و زاہد، عارفِ کامل دیں کے مبلّغ ۔۔۔ حافظ و قاری عالم و فاضل سالکِ راہِ دینِ ہدایت
محوِ الم ہیں اُن کے پدر بھی بھائی حیدر اور نذر بھی ۔۔۔ بیٹھی ہیں گریاں دونوں بہنیں چشمِ پُرنم جورِ ملّت
قربِ عطا ہو اُن کو خدایا خلد میں شاہِ کون و مکاں کا ۔۔۔ قبر ہو اُن کی نور بداماں اس پر ہو ہر دم بارشِ رحمت
فکر ہو جو تاریخِ الم کی سات عدد مصرعے سے گھٹا کر ۔۔۔ کہیئے صابرؔ "ساکنِ جنّت کون؟ بشیر ناصرِ ملّت"

۱۹۷۶ء

(۳) ابوالطاہر فدا حسین فداؔ مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ "مہر و ماہ" لاہور

وہ سیّد بشیر حسین آج آہ! ۔۔۔ ہوئے اہلِ دنیا سے مستور واللہ
نبیرہ تھے پیر جماعت علی کے ۔۔۔ وہ مغفور و مرحوم و مبرور واللہ
گلِ تر گلستانِ سادات کے وہ ۔۔۔ ریاضِ جناں میں ہیں مسرور واللہ
جُدا ہو گئے ناگہاں وہ جو ہم سے ۔۔۔ تھا اللہ کو یہ ہی منظور واللہ
غمِ سیّد والا جاہی میں بیشک ۔۔۔ ہے چرخِ ستم گر بھی رنجور واللہ
سراپائے علم و عمل شیخ ذی شان ۔۔۔ مئے عشق و عرفاں سے مخمور واللہ
تجلائے عشقِ محمدؐ سے اُن کی ۔۔۔ لحد ہو گی نورٌ علیٰ نور واللہ

فداؔ مجھ سے ہاتف نے بہرِ رقمِ سالِ ۔۔۔ کہا سالِ ترحیل "مغفور واللہ"

۲۰ = ۱۳۹۶ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت پیر سید نور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

شمس الملت پیر سید نور حسین شاہؒ کی ولادت باسعادت ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء میں ہوئی تاریخی نام "اعظم شاہ" ہے، جس سے ۱۳۱۷ کے عدد برآمد ہوتے ہیں۔ آپ حضرت امیر ملت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ قدس سرہٗ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ آپ شکل و صورت میں حضرت امیر ملتؒ سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ جوانی میں حسین و جمیل اور شاندار وجاہت کے حامل تھے، بلند قامت، خوش پوش، سیاہ شیروانی اور سفید عمامہ باندھ کر راستہ چلتے تو سب کی نظریں آپ کی شان و شوکت سے خیرہ ہو کر رہ جاتیں اور دل آپ کی جانب کھینچے چلے جاتے۔ آخر عمر میں کبرسنی اور عوارضات نے آپ کو بہت کمزور کر دیا تھا مگر پھر بھی چہرۂ مبارک سے وجاہت و شان ہویدا تھی حضرت امیر ملت قدس سرہٗ آپ کو "لاڈلا پیر" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

آپ نے حضرت قاری شہاب الدین علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حافظ عبدالرحمن (ف ۱۹۲۳ء) سے قرآن پاک حفظ کیا، پرائمری سکول علی پور سیداں سے پرائمری کا امتحان اعلیٰ پوزیشن میں پاس کرنے کے بعد مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں سے درس نظامی کی تکمیل کر کے دورہ حدیث کی سند حاصل کی۔ پھر والد گرامی قدر حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے دست اقدس پر بیعت کی اور خلعت خلافت سے بھی نوازے گئے۔

آپ کی شادی خانہ آبادی ۱۱ مئی ۱۹۱۶ء کو سالانہ اجلاس انجمن خدام الصوفیہ ہند منعقدہ علی پور سیداں کے موقعہ پر ہوئی۔ حافظ پیلی بھیتی، آزاد بیکانیری، منشی نثار احمد وکیل صورت گڑھ بیکانیر، قاضی محمود علی محمود وکیل صورت گڑھ بیکانیر، نیاز احمد نیاز، خلف الرشید منشی نثار احمد نثار، حافظ فیاض احمد فیاض ڈپٹی کلکٹر انہار ریاست بہاولپور، حافظ ارشاد احمد ارشاد خلف حافظ فیاض، امام الدین مسافر گجراتی اور راقب قصوری وغیرہم نے سہرے پڑھے۔ بخوف طوالت صرف راقب قصوری (ف ۱۹۳۶ء) کا سہرا درج ذیل ہے۔

رخ زیبا پہ سجا خوب دل آرا سہرا	بھولی بھالی سی صورت ہے تو پیارا سہرا
تم ہو اولاد علی تم ہو نور حسینؓ	خلد سے حوروں نے آ آ کے سنوارا سہرا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سب ہیں مشتاق تمہارے تمہیں سہرے کی خوشی　　یُوں ہوا اب سے سوا تم سے تمہارا سہرا
پھول یُوں پھولے کہ جامے میں سماتے ہی نہیں　　نذر کس رشکِ چمن کی یہ گزارا سہرا
کس قدر اس کو بڑھا شوق قدمبوسی کا　　نیچے جُھک جُھک کے جو کرتا ہے اشارا سہرا
دُلہن و دُولہا کی ہر بات بنا کے بننے　　کیا ہی بن بن کے ہے مالن نے سنوارا سہرا
سر پہ سہرا ہے تو سہرے پہ ہے پھُولوں کی پھبن　　تو جو سہرے کو ہے پیارا تجھے پیارا سہرا
کیا لڑی سہرے ہیں ہر ایک لڑی کی قیمت　　موتیوں سے جو بنا سارا کا سارا سہرا
چار چاند آج جو اس چاند سے چہرے کو لگے　　رشکِ خورشید ہوا آنکھ کا تارا سہرا

اور سہرے بھی بہت ہم نے سُنے ہیں راقب
ہے نئی شان کا لیکن یہ تمہارا سہرا

حافظؔ پیلی بھیتی نے تاریخ نکاح کا یہ قطعہ کہا ؎

تقریبِ نکاح میں ہے کیا زینتِ زین　　اللہ مبارک ہو قرآن السعدین
حافظؔ نے کہا مصرعِ سالِ تقریب　　"نوشاہ بنا سعد نشاں نورِ حسین"

۱۳۳۴ھ

مُمتازؔ میلسوری نے بھی قطعہ کہا ؎

شُد ہمایوں کہ پیر زادہ ما　　کتخدا شد خوشا بفضلِ اللہ
گفت ممتاز سالِ ملفوظی　　"مژدہ اتصالِ مہر و مہ"

۱۳۳۴ھ

آپ ابتدا ہی سے پابندیٔ شریعت اور اتباعِ سنّت پر سختی سے کاربند تھے، تقویٰ، پرہیزگاری، دریادلی، خوش طبعی اور خوش اخلاقی آپ کے اوصافِ حسنہ کی امتیازی صفات تھیں۔ بچپن ہی سے نمازِ تہجد سے قبل غسل کرنے کی عادت تھی جو تا آخر قائم رہی۔ سخاوت اور دریادلی میں بے مثال تھے۔ خود چودہ مرتبہ حج و زیارت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے اور ہر سال کئی درویشوں اور عزیزوں کو اپنے خرچ پر حج و زیارت سے مشرف فرماتے۔ تبلیغ و ارشاد سے کامل دلچسپی تھی۔ شروع ہی سے دُور دراز مقامات کے طویل دَورے فرماتے رہتے تھے۔ پاکستان کے علاوہ ہندوستان میں حیدرآباد

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

دکن، میسور، بنگلور، مدراس، بمبئی اور جنوبی ہند کے علاقے آپ سے مستفیض ہوتے رہتے تھے پہلی دفعہ ۱۹۲۲ء میں حیدر آباد دکن تشریف لے گئے اور آخری بار ۱۹۷۶ء میں۔ ۱۹۵۵ء سے لیکر ۱۹۷۶ء تک مسلسل ہر سال تشریف لے جا کر تبلیغی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتے رہے۔

آپ مہمان نوازی میں اپنی مثال آپ تھے۔ مہمانوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے اور بار بار اس اصرار سے کھلاتے کہ مہمان عاجز آجاتا تھا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ زائرین صبح کے ناشتے کے بعد ریل سے روانگی کی اجازت لے چکے ہوتے مگر ناشتہ آتا تو تفصیل اور اصرار سے ایک ایک چیز کھانے کی تاکید فرماتے۔ بارہا سنا کہ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ پیٹ بھر کے کھاؤ، اتنا کھاؤ کہ بس اس کے بعد شام ہی کو ضرورت پڑے" لوگ بس کرنے لگتے تو بارہا فرماتے، خوب کھاؤ، سیر ہو کے کھاؤ، کچھ نہیں ہوگا، کوئی نقصان نہیں ہوگا، ریل نہیں جائے گی"۔ اور ہوتا یہی کہ ناشتے میں زیادہ وقت صرف ہونے پر بھی ریل مل جاتی تھی۔ خود راقم الحروف کے ساتھ بھی کئی ایسے واقعات پیش آتے رہے ہیں۔

آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے ساتھ تمام دینی، ملی، سیاسی اور رفاعی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا۔ فتنہ ارتداد، تحریک خلافت، تحریک کشمیر، تحریک شہید گنج، تحریک پاکستان اور دیگر تمام تحریکوں میں نہایت سرگرمی سے مستعد عمل رہے اور جیب خاص سے زر کثیر خرچ کر کے طویل دورے کیے، ضرورت مندوں اور سائلوں کی مالی اعانت آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔

آپ اپنے برادر اکبر حضرت سراج الملت پیر سید حافظ محمد حسین علی پوری (ارتحال ۱۹۶۱ء) کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے اور سجادگی کی ذمہ داریاں تا زیست بحسن و خوبی سرانجام دیں۔ آپ کے عہد سجادگی میں علی پور شریف کی خانقاہ روحانیت کے پیاسوں کا مرکز بنی ہوئی تھی حضرت امیر ملت اور حضرت سراج الملت قدس اسرار ہم کے بعد جس طرح آپ نے خانقاہی نظام کو چلایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ تشنگان معرفت آتے اور اپنی جھولیاں نور ایمان سے بھر کر لے جاتے۔

آپ کی شخصیت اتنی پیاری تھی کہ ہر کوئی کشاں کشاں چلا آتا تھا۔ ان کی باتوں میں گلوں کی سی خوشبو تھی۔ دل چاہتا تھا کہ وہ باتیں کرتے رہیں اور سننے والا سنتا ہی رہے اور پھر تمام عمر اسی میں ہی تمام ہو جائے۔ وہ نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کا مظہر اکمل تھے۔ ہر شخص سے اس

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

طرح گفتگو فرماتے کہ وہ سمجھتا کہ حضرت سب سے زیادہ مجھے چاہتے ہیں۔ اُن سے ایک دفعہ ملنے والا دوبارہ ملنے کی حسرت لئے پھرتا تھا۔ سعدی شیرازیؒ نے ایسی ہی صورتوں کے بارے میں کہا ہے ؎

افسوس برآں دیدہ کہ روئے تو ندیدہ است

یا دیدہ و بعد از تو بروئے نگریدہ است

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ کو ورثہ میں ملا تھا۔ بھلا آپ کے والد گرامی حضرت امیر ملتؒ کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی داستانوں سے کون واقف نہیں ہے۔ عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا بھی عاشقِ صادق تھا۔ حضور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی سُنتے ہی آپ کی آنکھیں بھیگ جاتی تھیں۔ آپ کا چہرہ مبارک پُرنور اور نہایت وجیہہ تھا۔ کسی کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے کی تاب نہ تھی۔ راقم الحروف نے خود کئی بار کوشش کی کہ جی بھر کر چہرہ اقدس کو دیکھے مگر یہ گنہگار آنکھیں تابِ نظارہ نہ لا سکیں۔

مہمان نوازی میں یہ مثال کہیں نہیں ملے گی کہ آپ ہر کس و ناکس کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے اور اپنی پلیٹ سے بوٹیاں اُٹھا اُٹھا کر دوسروں کی پلیٹوں میں رکھتے اور فرماتے کہ یہ کھاؤ۔ کبھی چمچ سے چاول اٹھا کر دوسرے کے آگے رکھتے۔ غرض ہر طرح سے دلجوئی فرماتے۔

آہ! اب ایسا شفیق و مہربان کہاں سے ڈھونڈیں۔ ؎

وے صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں

جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

راقم الحروف کو وہ دن اچھی طرح یاد ہے کہ جب وہ پہلی مرتبہ ستمبر ۱۹۶۲ء میں علی پور شریف حاضر ہوا تھا تو قدمبوسی کرتے ہی آپ کی زبانِ فیض ترجمان سے سُنا تھا:

"محمد صادق آگئے ہو، ہم تو صبح سے انتظار کر رہے تھے کہ ابھی تک محمد صادق نہیں آیا۔"

حالانکہ اس سے قبل راقم الحروف نے حضرت کی زیارت نہیں کی تھی اور نہ ہی جان پہچان تھی۔ پھر بارہا راقم الحروف پر جو نوازشات فرمائیں وہ احاطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ جس طرح شفقت و محبت فرمائی اس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ دل چاہتا تھا کہ تمام زندگی حضرت کے قدموں میں ہی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

گزار دی جائے ۔ ع

مگر کیا کریں کہ قسمت میں تو نامرادی کے دن لکھے تھے

اس کے بعد حضرت نے راقم الحروف کو ہمیشہ اپنی شفقت و محبت کا مستحق گردانا ۔ اُن کی نظر کرم سے بے شمار مشکلات حل ہوئیں، ان کی تربیت سے مذہب سے لگاؤ اور بزرگانِ دین سے محبت پیدا ہوئی ۔ انہیں سے سیکھا کہ "فقرِ غیور" اور "خود شناسی" کیا ہے ۔ یہ انہیں کا کرم ہے کہ آج کچھ نہ کچھ مذہب و ملت کی خدمت کر رہا ہوں ورنہ ع من آنم کہ من دانم ۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۱ مئی ۱۹۷۸ء / ۳ جمادی الثانی ۱۳۹۸ھ بروز جمعرات بوقت عصر ہوئی ۔ یہ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کے سالانہ عرس مبارک کا دوسرا روز تھا ۔ ہزاروں عقیدتمند جمع تھے ۔ ۱۲ مئی کو صبح ۸ بجے حضرت پیر غلام نقشبند سجادہ نشین چورہ شریف ضلع اٹک (ف ۱۹۸۵ء) نے آہوں اور سسکیوں کے دوران نمازِ جنازہ پڑھائی اور والد گرامی حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کے پہلو میں سپردِ خاک کر دیئے گئے ۔

آسماں اُن کی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

آپ کی رحلت پر اطراف و اکناف ملک میں صفِ ماتم بچھ گئی ۔ غیر ممالک میں بھی فضا سوگوار ہو گئی ۔ ہر جگہ تعزیتی جلسے ہوئے، قراردادیں منظور کی گئیں ۔ قرآن خوانی کی محفلیں منعقد ہوئیں ۔ طول و عرض سے تعزیتی پیغامات کا تانتا بندھ گیا ۔ اخبارات و رسائل نے اپنے اداریتی کالموں میں آپ کی خدماتِ جلیلہ کو بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا ۔ طوالت کے خوف سے ہم صرف بھارت کے ایک ماہنامہ "المیزان" بمبئی کا اداریہ نقل کر رہے ہیں جو مذکورہ ماہنامہ نے اپنی اشاعت مئی ۱۹۷۸ء کے صفحہ ۴ پر تحریر کیا :-

"آہ! شہزادۂ محدث علی پوری"

سلطان العلماء سید المحدثین اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امیرِ ملت پیرِ طریقت علامہ الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ نقشبندی محدث علی پوری علیہ الرحمۃ والرضوان کے صاحبزادہ و جانشین و زیب سجادہ عالیہ آستانہ علی پور سیداں حضرت شمس الملت علامہ الحاج حافظ پیر سید نور حسین شاہ صاحب قبلہ جماعتی نقشبندی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نے اپنے والد بزرگوار کے عرس شریف کے دن بتاریخ ۱۱ ر مئی ۱۹۶۸ء روز پنجشنبہ بعد نماز عصر مختصر سی علالت کے بعد اپنی جان جانِ جاناں کے سپرد کر دی حضرت ممدوح اعلیٰ حضرت امیر ملت محدث علی پوری علیہ الرحمۃ والرضوان کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ حضرت ممدوح کے وصال کے دوسرے دن بتاریخ ۱۲ ر مئی ۱۹۶۸ء بروز جمعہ غسل و تکفین کے بعد ہزاروں حاضرین نے زیارت و دیدار کی سعادت حاصل کی اور حضرت صاحبزادہ غلام نقشبند سجادہ نشین چورہ شریف (ضلع اٹک) نے نماز جنازہ ادا فرمائی اور ہزاروں غمگساروں نے حضرت ممدوح کے جسد مبارک کو سپرد لحد کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط۔

جمیع پسماندگان و خانوادہ عالیہ جماعتیہ نقشبندیہ اور وابستگان سلسلہ عالیہ جماعتیہ نقشبندیہ کے اس غم میں ہم برابر کے شریک ہیں اور دعاگو ہیں کہ حضرت ممدوح کو اللہ تعالیٰ بطفیل حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں اعلیٰ مقام سے سرفراز فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

اپنے قدیم و دیرینہ تعلقات خانوادۂ جماعتیہ پر جمیع خانوادۂ مخدوم الملت محدث اعظم ہند و جمیع خانوادۂ اشرفیہ کو اس سانحۂ ارتحال پر شدید صدمہ ہے۔

بہت سے شعرائے کرام نے آپ کی رحلت پر قطعات تاریخ وفات کہے چند ایک درج ذیل ہیں۔

از جناب حضرت صابر براری صاحب مدظلہ ۳۔ ون، ۵۶، کورنگی، کراچی۔

ہائے چمن سے ہو گیا رخصت باغبان علم و عرفاں
لالہ و گل میں پہلے جیسی اب کہاں رنگت نزہت

آپ تھے جانِ جانِ سرور آپ تھے آلِ آلِ حیدرؓ
نورِ نگاہ شاہ جماعتؒ شیخ طریقت شیخِ طریقت

عالم و فاضل واعظ و حافظ، سالک و ذاکر، عارف و کامل
عابد و زاہد نشان ولایت، مہر شریعت مہر شریعت

جام مئے توحید پلایا، عشق نبیؐ ہر دل میں بسایا
آپ سے پائی خلق خدا نے رشد و ہدایت رشد و ہدایت

آپ نے بخشا ایک جہاں کو نور ایماں نور عرفاں
آپ تھے بے شک بزم جہاں میں شمع حقیقت شمع حقیقت

محو الم ہیں جملہ اعزہ، چشم پرنم سارے احبا
غمگین ہیں ارباب عقیدت اہل نسبت اہل نسبت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مصرعۂ رحلت سوچ رہا تھا، آئی صدائے ہاتفِ غیبی
کہئیے صابرؔ "زبدۂ محفل شمس الملت شمس المات"
۱۹۷۸ء

از جناب یزدانی جالندھری صاحب مدیر ماہنامہ "محفل" لاہور۔

دستِ اجل نے لوٹ لیا ہے دل کا سکون دھرتی کا چین
دارِ بقا کو ہوئے روانہ آج جو نورِ حسین

نجم شریعت، ماہِ طریقت، برجِ شرافت، جانِ وفا
خلق میں نقشِ خلقِ پیمبر، صورت و سیرت میں حسنینؓ

نورِ حسین، اعظم شاہ بھی، پیکرِ عظمت، صاحب جاہ
اُن کی جدائی چھین گئی ہے اہلِ ارادت کا سکھ چین

اُن کی جدائی اہلِ صفا کی صف میں کر گئی حشر بپا
اُن کی جدائی میں شق سینے، آنکھیں نم، ہونٹوں پہ بین

اُن کے نام سے تابندہ تھا نام امیرِ ملت کا
اُن کے جاتے بزمِ وفا پر چھا گئی غم کی کالی رین

لوحِ مرقد پر اب لکھ دو خونِ جگر سے یزدانی
سالِ رحلت "شمسِ دین و ملت سید نورِ حسین"
۱۳۹۸ھ

آپ کے چند اقوال درج ذیل ہیں جو قارئین کے لیے خضرِ راہ ہیں :-

(۱) عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی اور دولت نہیں ہے۔

(۲) شریعت کی پابندی کا نام ہی ولائیت ہے۔

(۳) مہمانوں کی خدمت کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔

(۴) صفائی، ایمان کی علامت ہے۔

(۵) دنیاوی مال و دولت سے پیار آخرت کی تباہی ہے۔

(۶) اللہ کے راستے میں خرچ کرنا جنت خریدنا ہے۔

(۷) درود شریف سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں ہے۔

(۸) اللہ کے بندوں کی خدمت میں حاضری دیا کرو تاکہ فلاح پاؤ۔

(۹) سلسلہ نقشبندیہ سب سلسلوں سے اعلیٰ اور سرتاج ہے۔

(۱۰) تصورِ شیخ گناہوں سے بچنے کا بہترین طریقہ اور ذریعہ ہے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت پیر سیّد اختر حسین رحمۃ اللہ علیہ

جوہرِ ملّت حضرت قبلہ پیر سیّد اختر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سنوسیِ ہند امیرِ ملّت حضرت پیر سیّد حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہٗ (المتوفی ۱۹۵۱ء) کے خلفِ اکبر سراج الملّت حضرت پیر سیّد محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۶۱ء) کے ہاں ہوئی۔ "اختر حسین" تاریخی نام رکھا گیا جس سے ۱۳۲۹ھ کے عدد نکلتے ہیں۔ ہوش سنبھالنے پر حافظ محمد یعقوبؒ صاحب جامع مسجد کوٹ، علی پور شریف سے حفظِ قرآن کیا اور پھر مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف میں داخلہ لے لیا۔ وہاں مولانا عبد المجید کیمبل پوریؒ مولانا محمد ابراہیمؒ اور والد گرامی سراج الملّت حضرت پیر سیّد محمد حسین نور اللہ مرقدہٗ کے حضور زانوئے تلمّذ تہہ کرکے سندِ فراغت حاصل کی۔ اس طرح پندرہ سال تک علم حاصل کرنے کے بعد فاضلِ اکمل ہو کر نکلے۔

آپ کی طالب علمی کا دور صاحبزادوں و پیرزادوں کی طرح نہ تھا۔ آپ دوسرے طلباء کی طرح ہی حجروں میں رہتے اور وہی کھانا کھاتے جو طلباء کے لئے تیار ہوتا تھا۔ غرور، تکبر اور صاحبزادگی سے بالکل محترز رہے۔ شریعت کی پابندی اور تہجد گزاری کی عادت بچپن سے ہی تھی۔ سفر سے بالکل گریز فرماتے تاکہ اسباق میں ناغہ نہ ہو جائے۔ استاد کے ادب و احترام کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔ جو راستادبہ زُہد پدر کی حقیقت سے بخوبی آگاہ تھے۔ حضرت مولانا غلام رسول گوہر، ایڈیٹر ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور آپ کے ہم درس تھے۔ ان کا بیان ہے کہ اگر کسی پیرزادے کی دَور طالب علمی کی زندگی قابلِ تقلید ہے۔ تو وہ سیّد اختر حسین شاہ صاحب کی ہے۔

سندِ فراغت کے بعد جدّ امجد حضرت امیرِ ملّت قدس سرہٗ نے آپ کی روحانی تربیت فرمائی۔ آپ پچیس سال تک سفر و حضر میں حضرت امیرِ ملّت کی خدمت میں رہے اور شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت کے خزانے لوٹتے رہے۔ جدّ امجد کی معیت میں تمام مسلم مفاد مذہبی، ملی اور سیاسی تحریکوں میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے فنِ تقریر جدّ امجد سے سیکھا اور مشکل سے مشکل مسائل کو عام فہم انداز میں بیان

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کرنے کا ملکہ حاصل کر لیا۔ فلسفہ اور منطق پر مہارت تامہ رکھتے تھے۔ انداز تقریر عالمانہ، محققانہ، فلسفیانہ اور مورخانہ ہوتا تھا جس چیز کو بیان فرماتے، پہلے قرآن، حدیث، اجماع امت اور فقہ سے ثابت کرتے۔ اس کے بعد فلسفہ و منطق اور مغربی مفکرین کے افکار کی روشنی میں ایسے دلائل دیتے تھے کہ سامعین عش عش کر اٹھتے۔ جونہی آپ کا خطاب شروع ہوتا لوگ ہمہ تن گوش ہو کر اس طرح بیٹھ جاتے جیسے سر پر پرندے بیٹھے ہوں۔ آپ کا خطاب پانچ پانچ گھنٹے جاری رہتا نہ خود تھکتے نہ سامعین اکتاتے۔ جوں جوں تقریر لمبی ہوتی دلائل و براہین کے انبار لگتے جاتے اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمے پھوٹنے لگتے۔ سامعین کے دلوں کی یہ آواز ہوتی کہ وہ بولتے رہیں اور ہم سنتے رہیں اور تمام عمر اسی طرح ہی تمام ہو جائے۔

آپ کی طبیعت میں ذکاوت بدرجہ اتم تھی۔ کسی چیز کو ثابت کرنے کے لیے آپ کو دلائل کی جستجو نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ دلائل آپ کے ذہن اور قوت مدرکہ میں خود حاضر ہوتے تھے۔ آپ نے کبھی غیر مدلل بات نہیں کہی تھی جو بات آپ کے نزدیک ثابت ہو جائے آپ اس پر ڈٹ جاتے اگرچہ سارا زمانہ آپ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو جائے۔ ؎

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش — میں کہہ نہ سکا زہر ہلاہل کو کبھی قند (اقبالؒ)

؎ توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر کو کہہ دے!
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے (محمد علی جوہرؒ)

مذاہب باطلہ کی تردید میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ مذہب اہل سنت وجماعت کی حقانیت کو اس طرح بیان فرماتے کہ مخالفین کو تسلیم کے سوا کوئی چارہ نہ رہتا۔ وہابیہ، دیابنہ اور شیعہ کی بلا خوف و خطر اور مدلل تردید فرماتے۔ محرم الحرام میں جب کبھی مسجد نور علی پور شریف میں جلسہ ہوتا تو آپ تشریف لا کر اپنے مواعظ حسنہ سے سامعین و حاضرین کے عقائد کو اک ولولہ تازہ بخشتے۔ اور شیعہ حضرات کو بھی دعوت اصلاح عقائد دیتے اور اپنے ہم عقیدہ حضرات اہل سنت وجماعت کو خبردار فرماتے کہ ہمارا شیعہ سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

حضرت قبلہ صرف شیخ طریقت ہی نہ تھے بلکہ ایک بلند پایہ عالم دین، زبردست مناظر، اعلیٰ درجہ کے انشاء پرداز، نامور ادیب، شعلہ نوا خطیب اور منجھے ہوئے سیاست دان بھی تھے۔ اس کے علاوہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

آپ نے صنعت و حرفت خیاطی اور عطاری کے ذوق و شوق کو بھی پروان چڑھایا اور طب و حکمت کی گتھیاں بھی سلجھائیں۔ جدّ امجد حضرت امیر ملّت کی بے مثال قیادت میں ملی و سیاسی تحریکوں میں بھی جاندار کردار ادا کیا۔ ۱۹۳۱ء میں ریاست جموّں و کشمیر میں توہین قرآن کے خلاف تحریک چلی تو آپ سالار قافلہ بن کر وہاں پہنچ گئے اور تحریک کے دستور کے مطابق سُرخ لباس پہن کر حکومتِ کشمیر کے خلاف زبردست تقریریں کیں۔ مسلمانوں پر عظمتِ قرآن واضح کی اور للکارتے ہوئے فرمایا کہ "محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اپنی گردنیں کٹا سکتے ہیں مگر دینِ حنیف پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔" آپ کی تقریروں سے ایوانِ حکومت میں کھلبلی مچ گئی اور دنیا نے حضرت حکیم الامتؒ کے اس شعر کی عملی تفسیر کو دیکھا۔

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
مُلّا کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

۱۹۳۵ء میں حضرت امیر ملّت قدس سرہ کی زیر قیادت تحریک شہید گنج چلی تو آپ نے جدّ امجد کی معیت میں بھرپور کردار ادا کیا۔ مجلس اتحاد ملّت میں بھی شاندار کردار کا مظاہرہ کیا۔ تحریک پاکستان کا دور آیا تو حضرت امیر ملّت قدس سرہ کی تمام اولادِ امجاد اور متوسلین سلسلہ عالیہ کفر و اسلام کی اس جنگ میں کود پڑے۔

۱۹۴۰ء میں قرار دادِ پاکستان منظور ہوئی تو حضرت امیر ملّتؒ نے اس کی زبردست حمایت کی اور مسلم لیگ کی تائید و حمایت میں تن من دھن کی بازی لگا دی۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ اگر امیر ملّت مسلم لیگ کا ساتھ نہ دیتے تو پاکستان کی منزل ابھی بہت دور ہوتی۔ حضرت قائد اعظمؒ نے حضرت امیر ملّتؒ کی ان خدمات جلیلہ کا بارہا اعتراف کیا اور تحسین آمیز کلمات فرمائے۔ ستمبر ۱۹۸۰ء میں اسلام آباد میں مشائخ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے بھی حضرت امیر ملّت قدس سرہ کی سنی کانفرنس اور تحریک پاکستان کے سلسلہ میں مساعی و خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔

حضرت پیر سید اختر حسین شاہ نے آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس اور تحریک پاکستان کی کامیابی و کامرانی کے لیے جدّ امجد کی زیر قیادت جو کام کیا وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شب و روز دورے کرکے مسلم لیگ کو عوام کے دلوں کی دھڑکن بنا دیا۔ کانگریس، احرار، سرخپوش جماعت اسلامی، خاکسار تنظیم اور جمعیت علمائے ہند کے مکروہ عزائم کو پاش پاش کرنے میں نمایاں حصہ لیا۔ تحریک پاکستان کا دور وہ نازک دور تھا جبکہ بڑے بڑے جبّہ و دستار پوش، کانگریس کے زرخرید ہو چکے تھے۔ ٹاٹا اور برلا کی تجوریوں کے منہ کھل چکے تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے پرنسپل مولانا حسین احمد ٹانڈوی تک ان تجوریوں سے نکلنے والی سنہری گولیوں پر جان نچھاور کر چکے تھے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے لوگ ببانگ دہل کہہ رہے تھے کہ " ابھی ماں نے وہ بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی پ بھی بنا سکے " مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی نے یہ کہا کہ " ہزاروں محمد علی جناح، نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں۔" ان حالات میں قائد اعظم اور مسلم لیگ کا ساتھ دینا کوئی آسان کام نہ تھا لیکن حضرت امیر ملت اور ان کے ساتھیوں نے جس پامردی سے یہ مہم سر کی، تاریخ اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ انہوں نے جان کی پرواہ کیے بغیر وقت کے فرعونوں، نمرودوں اور ابوجہلوں کے گھر جا کر کلمۂ حق بلند کر کے سنت نبوی ادا کی۔

اس مہم میں بارہا ایسا ہوا کہ کانگریسی ایجنٹوں نے اہل حق کے جلسوں کو درہم برہم کرنے کی مذموم کوشش کی مگر امیر ملت کے اس نوجوان اور باہمت پوتے نے اپنے خطیبانہ کمال اور روحانی جاہ و جلال کی بدولت سامعین کے قلب و جگر میں انقلاب برپا کر دیا۔ اور مخالفین ذلیل و خوار ہو کر راہ فرار اپنانے پر مجبور ہو گئے۔ آپ کی ان خطیبانہ صلاحیتوں کو دیکھ کر کسی نے کیا خوب کہا تھا ؎

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی
یوں لب کشا ہوئے کہ گلستاں بنا دیا

یہ امر بھی کسی چشم بینا سے مخفی نہیں ہے کہ تحریک پاکستان کے اس دور میں حضرت قائد اعظم رح پر کفر کے فتوے لگائے گئے۔ مسلم لیگ کو کافروں کی جماعت کہا گیا۔ غرض مفتیان کانگریس اور ننگ اسلاف علماء نے بھانت بھانت کی بولیاں بول کر ہندوؤں کی خوشنودی حاصل کی۔ اس وقت برصغیر کے مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت امیر ملت نے جس طرح قائد اعظم کا ساتھ دیا، مسلم لیگ کی حمایت کی اور بھٹکے ہوئے راہیوں کو سوئے حرم پہنچایا، یہ تاریخ کا ایک درخشاں باب ہے۔ حق و باطل کے اس معرکے میں پیر سید اختر حسین شاہ بھی جد امجد کے ایک جانثار سپاہی تھے۔

۱۹۴۶ء کے انتخابات کو تحریک پاکستان میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ کانگریس کا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

دعویٰ تھا کہ ہندوستان میں صرف دو طاقتیں ہیں یعنی انگریز اور کانگریس حضرت قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کانگریس کے اس دعوے کی ببانگ دہل تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان میں دو نہیں بلکہ تین طاقتیں ہیں مسلمان، انگریز اور ہندو۔ کانگریس صرف ہندوؤں کی نمائندہ جماعت ہے اور مسلمانوں کی نمائندگی فقط مسلم لیگ کرتی ہے۔

چنانچہ ۱۹۴۶ء میں مرکزی اور صوبائی انتخابات میں گھمسان کا رن پڑا۔ حضرت امیرِ ملت قلزم جنگ میں بے خوف و خطر کود پڑے۔ آپ کی ترغیب پر دیگر مشائخ عظام نے بھی پوری تندہی سے مسلم لیگ کے لیے کام کیا۔ آپ کی اولاد امجاد اور معتقدوں نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر کمال جوش اور خلوص سے انتخابات میں مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے بھرپور کردار ادا کیا۔ حضرت امیرِ ملت نے فتویٰ دیا کہ "جو شخص مسلم لیگ کو ووٹ نہیں دے گا اس کا جنازہ مت پڑھو اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں مت دفن کرو"۔ حضرت امیرِ ملت نے ملک گیر دورے فرما کر مسلم لیگ کے پیغام کو گھر گھر پہنچایا۔ اس تمام جد و جہد میں سیّد اختر حسین شاہ اپنے جدّ امجد کے ہمراہ تھے۔

ان انتخابات میں حضرت پیر سیّد اختر حسین شاہ صاحب نے تحصیل نارووال میں دورے کر کے اور اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے مسلم لیگ کے امیدوار میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ کو کامیاب و کامران کرایا۔ پھر جدّ امجد کے حکم پر بھلوال ضلع سرگودھا تشریف لے گئے جہاں مسلم لیگ کے امیدوار فضل الٰہی پراچہ کے مقابلہ میں یونینسٹ پارٹی کے لیڈر اور وزیرِ اعظم پنجاب سر خضر حیات ٹوانہ انتخاب لڑ رہے تھے خضر حیات ٹوانہ نے بھلوال میں جلسہ کیا، تو چھوٹے چھوٹے بچے سیاہ جھنڈیاں لے کر کھڑے ہو گئے "غدار خضر حیات" کے ساتھ پولیس کا جمِ غفیر تھا۔ پولیس نے بچوں کو ڈرایا دھمکایا تو عالم شاہ ذیلدار حلقہ کھڑے ہو گئے اور ڈانٹ کر کہا "خبردار! اگر تم نے ہمارے کسی بچے کو ہاتھ لگایا تو ہم تمہارے ہاتھ کاٹ دیں گے۔ آنکھ دکھائی تو آنکھ نکال دیں گے۔ مسلم لیگ کی حمایت و اعانت کا حکم ہمارے باپ (حضرت امیرِ ملت) نے دیا ہے۔ ہم ان کے حکم سے ہرگز ہرگز سرتابی نہیں کریں گے"۔ اس پر جلسہ میں ہڑبونگ مچ گئی اور اس افراتفری میں ملک خضر حیات ٹوانہ موٹر میں بیٹھ کر چپکے سے کھسک گئے۔ اس کامیابی و کامرانی کا تمام سہرا پیر سیّد اختر حسین شاہ کے سر ہے۔

برصغیر کے مسلمان یہ منظر کبھی نہیں بھول سکتے کہ جب حضرت امیرِ ملت قدس سرہ مسلم لیگ کا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پرچم تھام کر نکلے تو باطل پرست تاب نہ لاکر خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے اور قافلہ حق منزل کی جانب رواں دواں رہا اور پھر جدھر سے بھی یہ قافلہ گزرا، روشنی ہوتی گئی اور لوگ نشانِ منزل پاتے رہے ؎

حیات لے کے چلو کائنات لے کے چلو
چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو

تحریک پاکستان میں حضرت امیر ملتؒ اور ان کی اولادِ امجاد کی خدمات کا احاطہ کرنے کیلئے کئی دفتر درکار ہیں، آہ! اب ہم ایسی نورانی اور قدسی صورتیں کہاں سے لائیں جو تحریک پاکستان کے مقاصد کو بروئے کار لاتے ہوئے پاکستان کو نظامِ مصطفےٰ کا گہوارہ بنا دیں۔

؎ وہ شکلیں یاد سے جن کی جگر میں ہوک اٹھتی ہے
جلیلؔ اس دہر میں پیدا نہ ہوگا اب جواب اُن کا

سیّد اختر حسین شاہ کی ان مذہبی، سیاسی اور ملی خدمات کی بنا پر عقیدتمندوں نے آپ کو "جوہرِ ملت" کا لقب دیا جو ہر لحاظ سے جائز و درست تھا قیام پاکستان کے بعد آپ نے سیاست کے کوچہ کو خیرباد کہہ دیا اور جدّامجد کی خدمت کو اپنی متاعِ عزیز بنا لیا اور جی بھر کر روحانیت کے خزانے لوٹے ۱۹۵۱ء میں حضرت امیر ملت نے رحلت فرمائی تو آپکے والد گرامی سراج الملّت حضرت پیر سیّد محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے۔ آپنے والد گرامی کی جگہ مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف کی انتظامی ذمہ داریاں سنبھالیں اور ساتھ ہی کاشتکاری کا محاذ بھی آپ کے سپرد تھا۔ آپنے دونوں محاذوں پر فرائض کی بجاآوری کی ایسی مثال قائم کی کہ بیان نہیں کی جاسکتی۔

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی تو آپنے بڑی جرأت و مردانگی کے ساتھ تحریک کا ساتھ دیا والد گرامی کی نمائندگی کرتے ہوئے تحریک کی کامیابی و کامرانی کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ آستانہ عالیہ علی پور شریف کی تحریک ختم نبوت میں خدماتِ جلیلہ کا ذکر حکومتِ پنجاب کی شائع کردہ کتاب "رپورٹ عدالتی تحقیقات ۱۹۵۳ء" میں بھی موجود ہے حضرت امیر ملت نے فتنہ مرزائیت کی سرکوبی کے لیے جو کارنامے سرانجام دیئے ہیں وہ برصغیر کی تاریخ کا ایک روشن باب ہیں ۱۹۵۳ء کی تحریک میں امیر ملت کی اولادِ امجاد نے بھی بے مثال قربانیاں دیں۔

۱۹۶۱ء میں حضرت سراج الملّتؒ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ کے چچا شمس الملّت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت پیر سید نور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ زیبِ سجادہ ہوئے تو آپ کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔ مدرسہ، زمینداری کے علاوہ امورِ خانہ داری کا شعبہ بھی تفویض کر دیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ فتویٰ نویسی میں مفتیٔ مدرسہ کی رہنمائی کا فریضہ بھی سرانجام دینے لگے۔

۱۹۷۰ء میں سوشلزم کا فتنہ پیدا ہوا تو دوسرے علمائے حق کی طرح آپ نے بھی ڈٹ کر اس کا مقابلہ کیا۔ جا بجا دورے کر کے اس کے دامِ فریب کو تار تار کیا اور عوام کو تلقین کی کہ وہ جمعیت علماء پاکستان کے امیدواروں کو خصوصاً اور دیگر اسلام پسند جماعتوں کے امیدواروں کو عموماً کامیاب و کامران کریں۔ اس سلسلہ میں دار العلوم جامعہ حنفیہ قصور میں نمازِ جمعہ کے عظیم اجتماع میں آپ نے جو معرکۃ الآرا تقریر کی وہ آج بھی قصور کے عوام کے اذہان پر نقش ہے۔ آپ نے سوشلزم کا دلائل قاہرہ سے پوسٹ مارٹم کیا اور دینِ حق، اسلام کی حقانیت اس طرح واضح کی کہ سوشلسٹوں کے گھروں میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ آپ نے حلقہ قصور کے امیدوار قومی اسمبلی حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کی بھرپور حمایت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ

"اے مسلمانو! جس طرح تم نے ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں میرے جدِ امجد حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مسلم لیگ کو کامیاب و کامران کیا تھا، آؤ! آج امیرِ ملت کے پوتے کی اپیل پر سوادِ اعظم کے دلوں کی دھڑکن، جمعیت علمائے پاکستان کو کامیاب و کامران کر کے اپنا فریضہ ادا کرو۔"

بعد ازاں آپ نے اشتہارات چھپوا کر میاں صاحب کو کامیاب کرنے کی اپیل کی اور ہر جگہ تقریروں کے ذریعے جمعیت علماء پاکستان کی تائید و حمایت کی مگر بدقسمتی سے اسلام پسند جماعتوں کی باہمی آویزش کی بنا پر مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کامیاب و کامران ہو کر مسندِ اقتدار پر قابض ہو گئے۔ مسٹر بھٹو نے زمامِ اقتدار سنبھالتے ہی علماء و مشائخ کی تائید و حمایت حاصل کرنے کی مہم چلائی، آپ کو بھی اپنا ہمنوا بنانے کی کوششیں کیں مگر آپ نے فرمایا ؎

برو ایں دام بر مرغِ دگر نہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

۱۹۷۷ء کے عام انتخابات کا مرحلہ آیا تو آپ نے ڈٹ کر جمعیت علماء پاکستان کی حمایت کی اور ایک تحریری بیان (جو آپ کے صاحبزادے مہر الملت پیر سید منور حسین شاہ مدظلہ کے دستخطوں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سے جاری ہوا، کے ذریعے اپنے عقیدت مندوں سے خصوصاً اور عامۃ المسلمین سے عموماً اپیل کی کہ وہ سوادِ اعظم کی ترجمان جماعت کو کامیاب و کامران کریں۔ آپ کا یہ تاریخی بیان ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ و دیگر پرچوں میں چھپ کر اثر انداز ہوا۔ اور اس الیکشن میں ملک گیر اور بے پناہ دھاندلی کے نتیجے میں جب تحریک نظامِ مصطفےٰ علیہ السلام چلی تو آپ اس تحریک کی کامیابی و کامرانی کے لئے ہر وقت ساعی رہے۔

مئی ۱۹۷۸ء میں عین سالانہ عرس پاک کے موقع پر حضرت شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے تو جون ۱۹۷۸ء میں، اُن کے چہلم کے موقع پر آپ کو سجادہ نشین چن لیا گیا۔ اب آپ پر بڑی بھاری ذمہ داریاں عائد ہو چکی تھیں۔ دنیاوی اور روحانی ذمہ داریوں سے نپٹنا آپ ہی کا کام تھا۔ اب آپ دن کے پیر، زمیندار، مدرسہ کے ناظم اعلیٰ اور رات کے مقرر اور عابد و زاہد تھے۔ شب بیداری کرکے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آنسوؤں کے دریا بہاتے۔ ان بھاری بھر کم مصروفیتوں کے باوجود کبھی بھی عزم و حوصلہ کو پست نہ ہونے دیا۔ آپ کی ان مشغولیتوں پر ہی کسی شاعر نے کہا تھا ؎

یہ لوگ بھی غضب ہیں کہ دل پر یہ اختیار   شب موم کر لیا سحر آہن بنا لیا

اکتوبر ۱۹۷۸ء میں آل پاکستان سنی کانفرنس، مدینۃ الاولیاء ملتان میں منعقد ہوئی تو آپ بعض اہم مجبوریوں کی بنا پر تشریف نہ لے جا سکے۔ لیکن ایک جامع پیغام کانفرنس کی کامیابی کی دعا کے ساتھ ارسال فرمایا۔ آپ کے اس پیغام کا اعلان کانفرنس کی دوسری نشست (۱۶ اکتوبر بعد نماز عشاء) میں اسٹیج سیکرٹری محمد حنیف حاجی طیب نے کیا۔ اس کے بعد مارچ ۱۹۷۹ء میں جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام راولپنڈی میں ملک گیر "میلادِ مصطفےٰ کانفرنس" کا انعقاد ہوا تو آپ نے اپنے چچازاد بھائی حضرت صاحبزادہ سید نذر حسین شاہ کو اپنی نمائندگی کے لیے بھیجا اور کانفرنس کی کامیابی کے لیے دعا فرمائی۔

آپ کی گوناگوں مصروفیات نے صحت پر بہت برا اثر ڈالا مگر ہر قسم کے خطرات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مذہب و ملت کی خدمت میں منہمک رہے۔ آپ حلیم الطبع، متواضع اور مہمان نواز بزرگ تھے۔ فیاض طبعی اور دور اندیشی کی صفات سے آراستہ تھے۔ دور دور سے لوگ اپنی مشکلات اور معاملات میں مشورہ اور رہنمائی حاصل کرنے کے لیے آتے تھے اور آپ بردباری اور دانشمندی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سے اپنے مشوروں سے سرفراز فرماتے اور اُن کی اعانت کرتے۔

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو جدِّ امجد سے ورثہ میں ملا تھا۔ ایک دفعہ لاہور کے ایک ہفت روزہ "قندیل" نے آپ کا انٹرویو لیا اور آخر میں وطنِ عزیز کے مسلمانوں کے نام پیغام کے لئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ

"ہم تو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع کو لیئے پھرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں اُس کی روشنی کی لَو لگائی جا سکے۔ ہم تو نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کو روشناس کرانے کے لئے زندگی وقف کر چکے ہیں۔ ہماری آزادی اور ہماری موت صرف اور صرف نظامِ مصطفےٰ کے لیئے ہے"۔

مردِ درویش کا سرمایہ ہے آزادی و مرگ
ہے کسی اور کی خاطر نصابِ زر و سیم

آپ تقریر کے ساتھ ساتھ میدانِ تحریر کے بھی شاہسوار تھے۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" میں آپ کے بیش قیمت مقالات قارئین کی ضیافتِ طبع کرتے رہے۔ ۱۹۷۵ء میں آپ نے "سیرتِ امیر ملت" کے نام سے اپنے جدِّ امجد کی عظیم الشان سوانحِ عمری لکھی جو ۱۸ × ۲۲ / ۸ کے ۸۵۲ صفحات پر مشتمل ہے یہ کتاب تصوف، مذہب اور سیاست کا نچوڑ ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے جہاں حضرت امیرِ ملت کی سچی تصویر آنکھوں کے پردے پر گھومنے لگتی ہے وہاں متلاشیانِ حق کے لیئے رہنمائی بھی موجود ہے۔

آپ اپنے جدِّ امجد حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کے مظہرِ اتم تھے۔ ہر وقت حضور جدِّ امجد کے اوصافِ جمیلہ و کمالاتِ عالیہ کا ذکر نہایت ذوق و شوق سے فرماتے رہتے اور بالخصوص اُن مذہبی، رُوحانی، ملّی اور سیاسی خدماتِ عظیم کا تذکرہ فرماتے جو ایک صدی تک حضرت نے انجام دی تھیں۔ جب بھی حضرت کا نامِ نامی اسمِ گرامی لیتے تو نہایت ادب و احترام سے فرماتے کہ میرے "قبلہ عالم" نے اس طرح فرمایا ہے۔ ہر معاملہ میں حضرت کا کامل اتباع کرتے اور اپنے ملنے والوں کو بھی حضرت کی تعلیمات و نظریات سے روشناس کراتے اور اُن پر عمل کرنے کی ترغیب و ہدایت فرماتے۔

راقم کو جب بھی آپ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا، آپ کو "قال اللہ" و "قال الرسول" کے بعد جدِّ امجد کے ذکرِ خیر میں ہی مصروف پایا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

از ما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس کہ ما قصۂ دارا و سکندر نہ خواندہ ایم

آپ کی زندگی کا آخری سال بڑا تلخ گزرا۔ ایک تو عوارضات نے گھیرا ڈالا ہوا تھا۔ اور دوسری طرف اپنے ہی بعض علماء نے ایک دو اختلافی مسائل پر تمام حدود و قیود کو بالائے طاق رکھ کر دل آزار رویہ اختیار کر کے بہت دکھ پہنچائے ۔

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

مگر قربان جاؤں آپ کے صبر و تحمل کے کہ کبھی بھی پیشانی پر بل نہ آیا اور ہر سوال کا جواب پوری تحقیق اور ذمہ داری سے دیا۔ کسی وقت بھی زبان و قلم کو غلط لفظ کے لیے جنبش نہ دی ۔

نرم دم گفتگو گرم دم جستجو رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاکباز

نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے سلسلے میں آپ اکثر و بیشتر فرمایا کرتے تھے "کہ نظام مصطفےٰ ہی ایک ایسا دین ہے جو عوام کے مسائل حل کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور نظام مسائل کو حل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وقت کی اہم ضرورت ہے کہ اس برکتوں والے نظام کو مکمل طور پر نافذ کیا جائے۔ نیز یہ ایسا نظام ہے جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے برعکس (جن کے پاس صرف دینیات ہوتی تھی) ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جو زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہے۔ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرنے والے سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس نظام کو مکمل طور پر نافذ کروانے کے لیے اپنے اپنے میدان میں عملی اقدامات کے لئے کوشش کریں"۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ وہ شخص ولی نہیں ہو سکتا جو شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی کرے جس میں خوف خدا نہیں وہ ولی نہیں۔ ولی وہ ہے جو خدا سے ڈرے اور جو خدا کا خوف اور ڈر رکھتا ہے وہ شریعت کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ طریقت اور ولایت، شریعت ہی کا راستہ ہے، کوئی علیحدہ امر نہیں ہے۔ ولی اللہ کے لئے شریعت کا پاس رکھنا نہایت ضروری اور لازمی امر ہے۔ جو شخص ولایت اور شریعت میں فرق کرتا ہے وہ بے دین ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی ارشاد فرماتے ہیں کہ

شریعت، طریقت، حقیقت سے مراد شریعت کی حقیقت ہے نہ یہ کہ شریعت سے حقیقت جدا ہے، طریقت سے مراد وہ راستہ ہے جو

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شریعت کی حقیقت تک پہنچانے والا ہے، شریعت کی حقیقت تک پہنچنے سے پہلے صرف شریعت کی صورت حاصل ہوتی ہے، شریعت کی حقیقت تب حاصل ہوتی ہے جب نفس اطمینان کے مقام پر پہنچ جائے۔ اور درجہ ولایت حاصل کرلے، نفس کو ولایت اور اطمینان کے درجے تک پہنچنے سے پہلے ایمان کی صورت حاصل ہوتی ہے اور اطمینان حاصل ہونے کا نام حقیقت ہے۔"

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"حقیقت میں شریعت اور طریقت ایک ہی چیز ہے۔"

آپ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی اصل ایمان ہے۔

(۲) جو شریعت سے ذرہ بھر بھی منحرف ہو وہ ولی نہیں ہوسکتا۔

(۳) مذہب حنفیہ میں آخری اور معتمد علیہ قول حضرت امام ابوحنیفہ کا ہے۔

(۴) طریقت کے لحاظ سے طریقہ نقشبندیہ افضل ترین طریقہ ہے اور

(۵) طریقہ نقشبندیہ میں شریعت کو اولیت حاصل ہے۔

(۶) جو پیر اور شیخ مرید سے نذرانہ کی توقع اور اُمید رکھے وہ پیر نہیں ہے بلکہ یہ تو شرک خفی ہے۔

(۷) رزقِ حلال کے سوا حصول ولایت ناممکن ہے۔

(۸) حلال اور حرام میں تمیز فرض ہے۔ جو حلال و حرام میں تمیز نہ کرے وہ ولی نہیں ہوسکتا۔

(۹) شریعت کے زرّیں اصولوں کو ترک کرنا الحاد اور بے دینی ہے۔

(۱۰) مقام طریقت میں امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے اقوال کو اولیت حاصل ہے۔

(۱۱) خدا تعالیٰ کی معرفت کے لئے علم دین کا حصول ضروری ہے۔

یوں تو آپ کی صحت کئی سال سے قابل رشک نہ تھی لیکن رحلت سے چند یوم قبل طبیعت بہت خراب ہوگئی، مقامی معالجوں سے علاج کروایا گیا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کے مصداق

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

صحت بگڑتی چلی گئی۔ ۶۔ اکتوبر ۱۹۸۰ء / ۲۵ ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ بروز سوموار آپ کو کار میں بٹھا کر لاہور بغرض علاج لایا جا رہا تھا کہ مریدکے ضلع شیخوپورہ کے قریب گیارہ بجے قبل از دوپہر روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون۔

افسوس ہم سے چھینے بے مہری قضا نے وہ علم کے دفینے وہ عقل کے خزینے

لیجئے! اک جہدِ مسلسل کا شیرازہ منتشر ہو گیا، اک حرکتِ مسلسل ہمیشہ کے لیئے رُک گئی اور اک نقیب کی آواز ہمیشہ کے لیئے خاموش ہو گئی۔

جس کی آوازوں سے لذّت گیر اب تک گوش ہے
وہ جرس کیا اب ہمیشہ کے لیئے خاموش ہے

رحلت کی خبر بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اکناف و اطرافِ مُلک میں پھیل گئی۔ ریڈیو پاکستان لاہور نے چھ بجے شام کی خبروں میں یہ روح فرسا خبر نشر کی، ٹیلیفون کے ذریعے تمام شہروں میں اطلاع کر دی گئی۔ لوگ پروانہ وار ٹوٹ پڑے اور شام تک ہزاروں بے چین سوگواروں کی بھیڑ لگ گئی۔ پورے ملک میں ایک کہرام سا بپا ہو گیا۔ ملک کے گوشے گوشے سے ہزاروں عقیدت مند، اس مردِ مجاہد، ولیٔ کامل اور محبوب رہنما کے آخری دیدار کے لیئے علی پور شریف پہنچ گئے۔ چہرہ مبارک بُقعۂ نور بن گیا تھا اور لبوں کی دائمی مسکراہٹ علامہ اقبال کے اس شعر کا فلسفہ سمجھا رہی تھی۔

نشانِ مردِ مومن با تو گویم چو مرگ آید تبسم بر لبِ اُوست

۷ اکتوبر کو تقریباً دس بجے صبح آپ کا جنازہ اُٹھا تو بڑے بڑے مضبوط دل رکھنے والوں کو ضبط کا یارا نہ تھا، شدّتِ غم سے پورا مجمع چیخ پڑا۔ علی پور شریف کے در و دیوار سے ایک دائمی کرب کی صدا بلند ہونے لگی۔ پاکستان میں یہ اپنی نوعیت کا واحد جنازہ تھا جس میں محتاط اندازے کے مطابق پچاس ہزار کا مجمع تھا۔ گویا یہ کسی فرد کا نہیں بلکہ پوری قوم کا جنازہ تھا۔ ایک جوہرِ ملّت کا نہیں، پوری ملّت کا جنازہ تھا۔ ایک عارفِ حق کا نہیں پوری بزمِ معرفت کا جنازہ تھا۔ ایک عالمِ دین کا نہیں تمام علم و حکمت کا جنازہ تھا، ایک مردِ مجاہد کا نہیں پورے لشکر کا جنازہ تھا، عزم و ہمت کا جنازہ تھا، عزت و عظمت کا جنازہ تھا، عمل و حرکت کا جنازہ تھا، خلق و انسانیت کا جنازہ تھا، اسی لیئے عورت، مرد، بوڑھے، بچے، جوان سبھی رو رہے تھے۔ علی پور کی برکت جا رہی تھی، علی پور کی دائمی مسرت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جا رہی تھی اور خلقت کا یہ انبوہ کثیر جنازے کے گرد ٹوٹا پڑ رہا تھا۔ ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ بڑھ کر جنازے کو ہاتھ یا سر لگا دے۔ اس لیئے کہ یہ کندھوں سے نہیں بلکہ ہاتھوں اور سروں سے گزر رہا تھا اور اس شان کے ساتھ کہ جنازہ کو ہاتھ یا سر لگانے والے پیچھے رہ جاتے تھے اور جنازہ آگے بڑھ جاتا تھا۔ محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے جنازے کو لوگ نہیں لے جا رہے تھے بلکہ لوگوں کو جنازہ ہی لیے جا رہا تھا۔ اور انسانوں کے اس ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی موجوں سے کشتی کے مثل گزرتا ہوا یہ جنازہ اپنے ساحلِ مراد (روضۂ اقدس حضرت امیرِ ملتؒ) پر پہنچ کر ٹھہر گیا۔ بقرارِ زندگی بھی آپ کو ہر طرف سے لا کر یہیں ٹھہرایا کرتی تھی اور پرسکون موت بھی یہیں لے آئی۔ زندگی اور موت کے اس حیرت انگیز اتحادِ عمل کا فلسفہ شاید یہی تو نہیں کہ "روضۂ امیرِ ملت" جو قرارِ زندگی تھا وہی قرارِ موت بھی ہے۔ یا دلِ دانا اور چشمِ بینا رکھنے والے ہی اس گتھی کو سلجھائیں، ہمیں تو عرض یہ کرنا ہے کہ اس جنازے کی آخری قرارگاہ روضۂ امیرِ ملتؒ کا ایک گوشہ ہی بنا اور یہاں نمازِ جنازہ کے بعد قبر کے اندر کفن میں لپٹا ہوا حضرت آسیؔ کا یہ شعر جا رہا تھا ؎

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسیؔ
جس کے جویاں تھے ہے اس گل سے ملاقات کی رات

اور عطر و گلاب میں بسی ہوئی قبر بھی خوش آمدید کہہ رہی تھی ؎

کس کو لاتے ہیں بہرِ دفن کہ قبر ہمہ تن چشمِ انتظار ہے آج

اور اس خاکی مزاج پیکرِ خاک کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔ عقیدت مندوں نے تربت پر ردائے عقیدت کے پھول ڈالے ؎

جانشینِ بوحنیفہ قبر میں خاموش ہے قسمتِ تربت تو دیکھو خاک بھی گلپوش ہے

آپ کی رحلت پر دنیائے اہلسنت میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ کیونکہ آپ کی ذات قرنِ اوّل کا اجالا تھی اور ان تذکروں کا انسانی ورق تھی جو صحبت یافتگانِ رسالتمآب ﷺ کی روداد ہیں۔ آپ محض فقر و استغنا کی تصویر ہی نہ تھے جود و سخا کا آبشار بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن خوبیوں سے نوازا تھا زبانِ قلم ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ غرض فنافی اللہ ہو کر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر لحظہ فدا ہونے کا نام اختر حسین شاہ تھا۔ آہ! اب ہماری شبِ غم کیسے کٹے گی ؎

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اس کے جاتے ہی یکایک چھا گیا اسی کا سماں
چھا گیا رات کو محفل پہ اُسے کیا معلوم
جب سے اُس نے پھیر لیں نظریں رنگ تباہی آہ نہ پوچھ
سینہ خالی، آنکھیں ویراں دل کی حالت کیا کہیئے

جن لوگوں نے آپ کی بلاوجہ مخالفت کی، دل آزاری کی، سوقیانہ حملے کیے اور بے بنیاد الزامات لگا کر چاند پر تھوکنے کی سعی نامشکور کی، اب وہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کی ذات ستودہ صفات اور مینارۂ نور تھی ؎

سامنے اُس کے نہ کہتے تھے اب جو کہتے ہیں
لذتِ عشق بھی گئی میرؔ کے مر جانے سے

آپکی رحلت پر اہلِ علم نے تاریخی مادے نکالے اور شعراء نے قطعاتِ تاریخِ وفات لکھے۔ جو درج ذیل ہیں:

(۱) جناب حکیم اہلسنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری دامت برکاتہم عالیہ، لاہور

"سیّد مغفور"
۱۴۰۰ھ

"اختر حق نما"
۱۴۰۰ھ

(۲) جناب غلام جیلانی کلیم حیدر آبادی نقشبندی جماعتی، سیالکوٹ۔

"بسم اللہ العلی الغنی"
۱۴۰۰ھ

"تواریخ نوادر سانحہ انتقال"
۱۹۸۰ء

"سجادہ نشین و آلِ محدث علی پوری"
۱۹۸۰ء

"شاہ جہاں پیر سید اختر حسین"
۱۹۸۰ء

(۳) جناب ڈاکٹر قریشی احمد حسین احمد قلعداری، ایم اے، پی ایچ ڈی، گجرات۔

رفت از جہاں سیدِ گردوں وقار آہ
آں شانِ فقر خسرو دوراں جہاں پناہ
عالی نشان میر جماعت وقارِ قوم!!
شد روزگار و رونقِ اسلامیاں سیاہ
یار و محبِ صادق عالی بر نج و غم
کرد التجا باحمدِ رنگیں بیاں نگاہ
اُو سالِ وصل "زبدۂ آلِ رسول" گفت
با نامِ دل پذیرِ اُو "اختر حسین شاہ"

۴۵ + ۱۹۳۵ = ۱۹۸۰ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہم عیسوی بگفت ز "خوبانِ غمگسار" "خواجۂ خواجگان" شمار اے دگر بار"

۱۹۸۰ء ۱۳۹۴ھ + ۶ = ۱۴۰۰ھ

ایضاً

دریغا رونقِ میر جماعت نہاں شد، شد نہاں حسنِ قیادت

نگوں شد رونقِ زہد آشنائی زبوں شد صورتِ طرزِ عبادت

ندا از احمدِ رنگیں بیاں سال چو یارِ صادقے گفت از ارادت

بمرگش گشت چوں باب صفا بند "نہاں شد اخترِ اوجِ سعادت"

۱۶۶ - + ۲۱۵۶ + ۱۹۸۰ء

دگر "مہرِ درخشاں" "خلعتِ فخر" "صداقت کیش" "گرامی باسیادت"

۱۴۰۰ھ ۱۹۸۰ء ۹۲۵ + ۴۷۵ = ۱۴۰۰ھ

ایضاً

سیّدِ عالی نشاں جب حق سے جا واصل ہوئے

بارگاہِ حق میں اُن کو مرتبے حاصل ہوئے

سال احمد نے لکھا ہے "اخترِ سبطِ حسین"

۱۹۸۰ء

"آہ چراغ خلقِ دلہا" "خلد میں داخل ہوئے"

۱۹۸۰ء ۱۴۰۰ھ

(۴) جناب مولانا غلام محی الدین نعیمی فریدی، کراچی۔

جوہرِ نامی و گرامی ما! رفت سوئے جناں بنفسِ نفیس

ما ہمہ را گذاشتہ در رنج گشت در خلد با امیر جلیس — حضرۃ امیر ملّت

سالِ رحلت کہ ہاتفِ غیبی گفت در گوشم از زباں سلیس

اے نعیمی برائے اہلِ جناں "سیّد اختر حسین شاہ رئیس"

۱۹۸۰ء

(۵) جناب راشد علی جماعتی، ادیب کامل (جامعہ) بچھراؤں، ضلع مراد آباد، انڈیا۔

خدمتِ خلق بنی حشر کا گوشہ تیرا کیوں نہ ہو راشدِ خستہ کو بھروسہ تیرا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہاتفِ غیب نے تاریخ یہ دی حضرت کی "یہ ہوا شیش محل قبر کا گوشہ تیرا"

۱۹۸۰ء

ایضاً

وہ تھے پوتے امیرِ ملّت کے بھی یوں کریں گے ملائک عزت بھی
سراج ملّت کے نورِ عینِ اختر پیر روشن ضمیر حضرت بھی
روئے الہام سے کہو تاریخ "اُن پہ ہوگی خدا کی رحمت بھی"
آ

+ ۱۳۹۹ = ۱۴۰۰ھ

ایضاً

تم کہو یوں نہیں نہیں ہے ہے سو گئے ہیں یہیں کہیں ہے ہے
آہ وہ چشم سرمگیں ہے ہے ہائے وہ زلفِ عنبریں ہے ہے
گوشہ گوشہ میں ڈھونڈتیں نظریں وہ ہی نقشہ ہے دلنشیں ہے ہے
سارے دربار پر اداسی ہے! حادثہ کیسا جاں گزیں ہے ہے
بابِ رحمت کا باب وا جو ہوا ہے نہیں مسند نشیں ہے ہے
وقتِ نزع بھی یہ ہوا ثابت کتنی روشن تھی وہ جبیں ہے ہے
جو علی پور میں چمکتا تھا گُل ہوا ہے چراغِ دیں ہے ہے
جا ملے رب سے پیر اختر بھی سو گئے جد کے وہ قریں ہے ہے
راشد خستہ تم کہو تاریخ! "چھپ گیا اختر حسیں ہے ہے"

۱۴۰۰ھ

(۶) جناب حضرت اختر الحامدی قادری رضوی، حیدر آباد سندھ۔

دل ہے وقفِ رنج و غمِ اختر حسین آج ہے ہر چشم نم اختر حسین
عالم و فاضل، ادیب خوش نگار نکتہ داں، اہلِ قلم اختر حسین
دفعتاً اس خاک داں کو چھوڑ کر! چل دیئے سوئے ارم اختر حسین
کوئی ہمسر ہے نہ ثانی ہے نہ مثل کیسے تم سالائیں ہم اختر حسین

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہم بھلا سکتے نہیں اخترؔ جسے
دے گئے ہیں وہ "اَلَم اختر حسین"

۱۴۰۰ھ

(۷) جناب ابوالطاہر فداؔ حسین فداؔ مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ "مہر و ماہ" لاہور۔

ہوئے بزمِ دنیا سے ہیں آج رخصت
وہ مرشد، وہ ہادی، وہ رہبر عتیق

ہے غرق اُن کے غم میں ہر اک معتقد
ہوئے رحمتِ حق میں ہیں جو غریق

گئے دے کے رنج و الم ہمدموں کو
وہ مونس، وہ محسن وہ مشفق رفیق

تھے شرع و طریقت کا وہ ایک قلزم
تصوّف شناسا تھی نگہ عمیق

فداؔ قدسیوں نے کہا برمحل
ہوا سالِ رحلت ہے "شیخ شفیق"

۱۴۰۰ھ

(۸) جناب مولانا غلام حسین قمرؔ یزدانی، پھوانہ ضلع سیالکوٹ۔

"پیرِ جہاں سیّد اختر حسین شاہ"
"فی رَوضَتِ الجنّت"

۱۹۸۰ء
۱۹۸۰ء

الفراق اے پیر اخترؔ الفراق
شور ہے بس یہ قریب و دور لکھ!

ہو گیا اختر ملت غروب
محفلِ دل ہو گئی بے نور، لکھ

حکمت و عرفاں کا گنجِ عظیم
ہو چکا زیرِ زمیں مستور، لکھ

ہو جدا ہم سے قمرؔ! وہ باخدا
تھا یہی اللہ کو منظور، لکھ

بہرِ سالِ ارتحالِ پُرملال
فی البدیہہ تو "سیّد مغفور" لکھ

۱۴۰۰ھ

ایضاً

پیرِ طریقت آشنائے سرِّ لا الٰہ
ہے موت انکی باعثِ غم ادر جانگاہ

لکھ فی البدیہہ قمرؔ! پئے تاریخ ارتحال
"شمس العلوم سیّد اختر حسین شاہ"

۱۹۸۰ء

(۹) جناب محمد ابراہیم صائمؔ چشتی، فیصل آباد۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سخیٔ سخا، کنزِ عطا، اختر حسین — سیّد السادات، عکسِ مرتضیٰ، اختر حسین
عالم و فاضل، محدّث، عامل و کامل ولی — معرفت کی منزلوں کے رہنما، اختر حسین
سنتِ سرکارِ دو عالم کی مظہر سر اوا! — پاسبانِ شرعِ محبوبِ خدا، اختر حسین
جدِّ امجد شہ جماعت علیؒ کا عکسِ جمیل — نیّرِ بُرجِ کرم، جانِ وفا، اختر حسین
اپنے دادا کی زیارت کا بڑھا جب اشتیاق — ہوگئے ہم دل فگاروں سے جدا، اختر حسین
ہے وصالِ پاک کا معنیٰ ملاقاتِ حبیب — اپنے خالق پاک سے صائم، "ملا اختر حسین"

۱۴۰۰ھ

آپ نے چھ صاحبزادے سیّد اشرف حسین شاہ، حضور فخرِ ملت پیر سیّد افضل حسین شاہ، سیّد خورشید حسین شاہ، مہر الملّت پیر سیّد منوّر حسین شاہ، سیّد ذاکر حسین شاہ اور سیّد مظفر حسین شاہ یادگار چھوڑے۔ آپ کے چہلم پر حضور فخرِ ملت پیر سیّد افضل حسین شاہ صاحب مدظلہ سجادہ نشین منتخب ہوئے جو بحسن و خوبی سجادگی کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ مہر الملّت پیر سیّد منوّر حسین شاہ صاحب مدظلہ بھی اندرون ملک اور بیرونِ ملک سلسلہ عالیہ کی ترقی کے لیے کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا خصوصی فضل و کرم فرمائے۔ آمین۔

حضرت پیر سیّد حیدر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

معین الملّت پیر سیّد حیدر حسین بن سیّد اولاد حسین (ف ۱۹۸۳ء) بن سیّد صادق علی شاہ (ف ۱۹۲۴ء) بن سید کریم شاہ (ف ۱۹۰۲ء) کی ولادت باسعادت ۷ مئی ۱۹۱۸ء / ۲۵ رجب ۱۳۳۶ھ بروز منگل علی پور سیداں میں ہوئی۔ "صاحب دربارِ عظمت" مادۂ تاریخ ولادت ہے جس سے ۱۹۱۸ء کا سال برآمد ہوتا ہے۔ آپ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کی اکلوتی صاحبزادی سیّدہ بنتِ رسول عرف نُوجی صاحبہ (ف ۱۹۶۲ء) کے صاحبزادے تھے۔

آپ شکل و صورت میں اپنے نانا حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ حضرت امیرِ ملت آپ سے بہت پیار کرتے تھے۔ آپ نے مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف سے قرآن مجید حفظ کیا اور تمام علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کے بعد سند فراغت حاصل کی۔ ابتدا ہی سے پابندیٔ شریعت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اور اتباعِ سنّت پر سختی سے کاربند تھے۔ تقویٰ، پرہیزگاری، دریادلی، پاکیزگی اور خوش اخلاقی آپ کے اوصافِ حسنہ کی بنیادی اور امتیازی صفات تھیں۔ سخاوت اور دریادلی میں بے مثال تھے۔ آپ نے کئی مساجد اور مدارس کا اجراء فرمایا جن میں جامع مسجد شاہ جماعت، دار العلوم شاہ جماعت محلہ جماعت پورہ نزد ریلوے اسٹیشن قصور اور جامع مسجد شاہ جماعت اور جامعہ جماعتیہ حیدریہ نارووال قابلِ ذکر ہیں۔

آپ نے اپنے نانا جان حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کے دستِ حق پر بیعت کر کے خلعتِ خلافت حاصل کی تھی۔ بے شمار لوگوں نے آپ کے دستِ حق پر سعادت بیعت حاصل کی۔ ۱۶ مارچ ۱۹۵۴ء کو چورہ شریف میں الحاج پیر محمد شفیع چوراہی (ف ۱۹۶۶ء) نے بھی آپ کو اور صاحبزادہ نذر حسین علی پوری کو اجازت و خلافت سے نوازا۔ آپ کو حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ پاک سے بے پناہ محبت تھی آپ نے تقریباً ۲۸ مرتبہ زیارتِ بیت اللہ و حاضری روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سعادت حاصل کی۔ آخری حج کے موقعہ پر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا جو بہت معروف ہوا۔

کسی سائل کو خالی ہاتھ لوٹایا نہیں کرتے
میرے آقا کبھی مایوس فرمایا نہیں کرتے

یہاں کی حاضری پر جس قدر بھی ناز ہو کم ہے
بُلائے جاتے ہیں دربار میں خود آیا نہیں کرتے

محمد مصطفےٰ کے باغ کے سب پھول ایسے ہیں
جو بِن پانی کے تر رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتے

ہمیشہ شکر ہی کرتے ہیں جو مقبول بندے ہیں
کبھی حرفِ شکایت وہ لب پہ لایا نہیں کرتے

یہاں پر نعمتیں ہی نعمتیں دن رات بٹتی ہیں
مگر ان نعمتوں کو بے ادب پایا نہیں کرتے

ارے ہونا سمجھ قربان ہو جا اُن کے قدموں پر
یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

خدا رکھے مدینے کو مدینے کے گدا حیدرؔ
جو شہنشاہوں کے آگے بھی ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے

دینِ متین کی تبلیغ سے آپ کو کامل دلچسپی تھی۔ شروع ہی سے آپ دین کی تبلیغ کیلئے طویل سفر فرماتے رہتے تھے۔ پاکستان کے علاوہ ہندوستان میں حیدرآباد دکن، میسور، بنگلور، مدراس، بمبئی اور جنوبی ہند کے علاقے آپ سے مستفیض ہوتے رہتے تھے۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۶ء / ۲۷ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ بروز پیر بوقتِ صبح صادق آپ نے رحلت فرمائی اور روضۂ امیرِ ملت کے ملحقہ حجرہ میں آخری آرامگاہ بنی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جناب طارق سلطان پوری نے مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ وفات کہا۔

وردِ باغِ پیرِ ملّت، اخترِ برجِ شرف — پاک فطرت، خوب سیرت، اخترِ برجِ شرف
شاہِ عرفاں علی پوری کا فرزندِ عزیز — گوہرِ دامانِ عظمت، اخترِ برجِ شرف
روشنیٔ چشمِ اولادِ حسینؑ، عالی مقام — خاندانی باسعادت، اخترِ برجِ شرف
پیرِ ملّت سے خلافت یافتہ، مردِ جلیل — مشعلِ راہِ ہدایت، اخترِ برجِ شرف
نیکی و پرہیزگاری کا سراپائے جمیل — ایک تصویرِ طہارت، اخترِ برجِ شرف
صاحبِ اخلاص و تقویٰ، پیکرِ زہد و ورع — نیّرِ اوجِ سعادت، اخترِ برجِ شرف
وہ کشادہ دل کشادہ دست وہ سائل نواز — خوگرِ جود و سخاوت، اخترِ برجِ شرف
مظہرِ جاہ و جلالِ فقر وہ حق آشنا — باوقار و ذی وجاہت، اخترِ برجِ شرف
ایک مصرعے سے عیاں ہیں وصل و پیدائش کے سال — "صاحبِ دربارِ عظمت"، "اخترِ برجِ شرف"

۱۹۱۸ء — ۱۹۸۶ء

اس کی دو تاریخ ہائے وصل طارق نے کہیں — "جلوۂ بامِ فضیلت"، "اخترِ برجِ شرف"

۱۴۰۷ھ — ۱۹۸۶ء

حضرت صابر براری ثم کراچوی نے صنعتِ منقوطہ میں یہ قطعہ وصال کہا۔

"قبلہ پیر سید حیدر حسین شاہ علی پوری"

۱۴۰۷ھ

راہیٔ جنّت ہوئے حیدر حسین — کس کو حاصل دارِ فانی میں ثبات
ہے سبھی کے لب پہ اُن کا تذکرہ — تھے جلالی پیر حضرت نیک ذات
منہمک تھے دین کی تبلیغ میں — تھی مقدّس کس قدر اُن کی حیات
فکر تھی تاریخِ رحلت کی مجھے — کی کسی نے مجھ پہ چشمِ التفات
دی صدا صابرؔ کہو سالِ وصال — "پیر حیدر پاک جسم و خوش صفات"

۱۴۰۷ھ

مؤلف کتاب ہذا محمد صادق قصوری نے بھی مندرجہ ذیل قطعہ کہا۔

"مجموعۂ مکارم پیر سید حیدر حسین شاہ"

۱۴۰۷ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

وہ نواسے امیرِ ملت کے — چل دیے آہ سوئے مُلکِ عدم
یُوں بظاہر تو وہ جلالی تھے — تھے مگر سب کے مونس و ہمدم
تھے مخیر بھی اس قدر حضرت — عام تھے اُن کے لطف و جود و کرم
کر گئے وہ بلند دنیا میں — اپنے نانا کے دین کا پرچم

سالِ رحلت ہے اُن کا یہ صادق
"پیر حیدر شہابِ باغِ ارم"

۱۹۸۶ء

سجادہ نشینانِ علی پور سیداں شریف

حضرت امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ قدس سرہٗ نے ۳۰ اگست ۱۹۵۱ء کو انتقال فرمایا تو اکتوبر ۱۹۵۱ء میں اُن کے چہلم شریف پر پہلے سجادہ نشین کا انتخاب ہوا۔ اِس وقت چوتھے سجادہ نشین مسندِ رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہیں۔

ترتیب سجادہ نشینی درج ذیل ہے :-

۱	سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۵۱ء — ۱۹۶۱ء ۱۰ سال
۲	شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۶۱ء — ۱۹۶۸ء 17 ی
۳	جوہرِ ملت پیر سید اختر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۶۸ء — ۱۹۸۰ء 3 ی
۴	فخرِ ملت پیر سید افضل حسین شاہ مدظلہٗ	۱۹۸۰ء — تاحال 32 س 2012

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

در شانِ علی پور سیّداں شریف

مجھے دین و دنیا سے پیارا علی پور
کہ ہے میری آنکھوں کا تارا علی پور

علی پور میں ایک پورِ علیؓ ہے
اُسی سے ہوا آشکارا علی پور

نہیں کوئی میرا مصیبت میں ساتھی
اگر ہے تو بس ہے سہارا علی پور

میرے پیر و مرشد ہیں واں جلوہ افگن
تبھی تو بنا ماہ پارا علی پور

زمانہ تمام اُن کے گُن گا رہا ہے
کہ ہے میرِ ملّت دُلارا علی پور

یہ ہے مبدءِ فیض سرہند[1] و تیراہ[2]
شہِ نقشبندی[3] کا تارا علی پور

ہوئی شانِ چورہ[4] دو بالا یہاں سے
کہ ہے شاؒ باجی کو بھی پیارا علی پور

علی پور مسکن ہے آلِ نبیؐ کا
علیؓ کا بھی ہے ماہ پارا علی پور

ہے ممتاز کا تو یہ ملجا و ماوا
بلاشک ہے قسمت کا تارا علی پور

(حوالدار ممتاز علی خاں ممتاز تیراہی رحمۃ اللہ علیہ)

---

[1] سرہند شریف، امام ربانی مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کا مولد و مسکن اور مدفن۔ (قصوری)

[2] تیراہ شریف (افغانستان) حضرت باباجی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے اباؤ اجداد کا اصل وطن۔ (قصوری)

[3] شہنشاہِ مشکل کشا حضرت خواجہ سید محمد بہاء الدین نقشبندی قدس سرہٗ بانی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ۔ (قصوری)

[4] چورہ شریف ضلع اٹک، حضرت امیرِ ملّت قدس سرہٗ کے پیر و مرشد باباجی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کی آخری آرامگاہ۔ (قصوری)

[5] حضرت باباجی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ (قصوری)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

منقبت در شان حضرت امیر ملّت قدس سرہٗ

چوہدری غلام رسول ازہر (۱۹۲۴ء ۔ ۱۹۹۴ء) بہت بڑے دانشور، مشہور شاعر اور صفِ اوّل کے ادیب تھے۔ موصوف لیکچرار، مجسٹریٹ، سپیشل اینٹی کرپشن جج اور ڈائریکٹر آرٹ کونسل لاہور کی آسامیوں پر فائز رہے مگر عاجزی و انکساری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹا۔ مجھ حقیر پر بے پناہ شفقت فرماتے تھے۔ میری درخواست پر انہوں نے حضرت امیر ملّت قدس سرہٗ کی شان میں ایک شاندار منقبت لکھی جو نذرِ قارئین ہے۔ (قصوری)

درویشِ خدامست سرِ جاں کرم آرا — جاں بخش و دل آویز و دل آرام و دل آرا
ہر لحظہ حضوری کا شرف جس کو ملا تھا — سرکارؐ کی سیرت نے جسے آپ سنوارا
ہر لحظہ ضیا بار تھا جو نورِ خدا سے — جو قافلۂ شوق کا تھا آنکھ کا تارا
فرمودۂ اقبالؔ ہوا جس سے مشرّف — غیرت سے عبارت ہے جو مردِ سخن آرا
"غیرت بڑی چیز ہے جہانِ تگ و دو میں — پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا"
درویشِ خدامست نہ شرقی ہے نہ غربی — گھر اس کا علی پور نہ دِلّی نہ بخارا
آیا تھا یہاں ہم میں رہا ایک زمانہ — مّواجِ دل و جاں میں رہا نور کا دھارا
وہ نور کا دھارا ہے رواں آج تلک بھی — وہ نور کا دھارا ہے مری جاں کا سہارا
ہر گام محافظ ہے یہاں غیرتِ دیں کا — ہر گام رہے عرصۂ دوراں میں صف آرا

آں زندہ و پائندہ و تابندہ جہانے
آں پاک خدا مرتبہ واں شانِ ولی را

(چوہدری غلام رسول ازہر، لاہور)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کتابیات

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مؤلف	جائے طباعت	سن طباعت
۱	سیرتِ امیرِ ملت	سید اختر حسین / پروفیسر محمد طاہر فاروقی	علی پور سیداں	۱۹۷۵ء
۲	تذکرہ شاہِ جماعت	سید حیدر حسین علی پوری	لاہور	۱۹۷۳ء
۳	تذکرہ اولیائے نقشبند	محمد امین شرقپوری	؍؍	۱۹۸۸ء
۴	تذکرہ نقشبندیہ خیریہ	محمد صادق قصوری	؍؍	۱۹۸۱ء
۵	تذکرہ شاہِ جماعت	فیاض بلگوڈوی	میسور	۱۹۵۴ء
۶	تذکرہ نقشبندیہ جماعتیہ	محمد صادق قصوری	قلمی	
۷	حیاتِ طیبہ	ملک عبدالعزیز سیالکوٹی	؍؍	
۸	تذکرہ امیرِ ملت	مرزا ذوالفقار علی بیگ جماعتی آف حیدرآباد دکن	؍؍	
۹	برکاتِ علی پور	پیر خیر شاہ امرتسری	امرتسر	۱۹۰۷ء
۱۰	؍؍ ؍؍	؍؍ ؍؍ ؍؍	راولپنڈی	۱۹۷۶ء
۱۱	ارکانِ خمسہ	سید نذیر علی وکیل	بیکانیر	۱۹۰۶ء
۱۲	خیابانِ فاروقی	مجلہ پشاور یونیورسٹی پشاور	پشاور	۱۹۸۰ء
۱۳	خزینۂ فیض قصوری	پروفیسر بابو منشا علی	قصور	۱۹۶۸ء
۱۴	سیرتِ طالب کنجاہی	کیپٹن محمد امین کنجاہی	کنجاہ (گجرات)	۱۹۹۱ء
۱۵	تصوف	ڈاکٹر محمد اللہ دتہ کنجاہی	؍؍ ؍؍	۱۹۸۰ء
۱۶	ملفوظاتِ امیرِ ملت	حاجی محمد عثمان حیدرآبادی	لاہور	۱۹۷۶ء
۱۷	کراماتِ امیرِ ملت	بخشی مصطفےٰ علی خاں	کراچی	۱۹۶۵ء
۱۸	مجمع البحرین جلد دوم	محمد یونس خاں آفریدی	لاہور	۱۹۷۲ء
۱۹	مکتوباتِ امیرِ ملت	پروفیسر حامد حسن قادری	کراچی	۱۹۵۸ء
۲۰	پنج گنج علی پوری	محمد ادریس خاں غوری	لیہ	طبع دوم
۲۱	حضرت امیرِ ملت اور انکے خلفاء	محمد صادق قصوری	سیالکوٹ	۱۹۸۳ء
۲۲	امیرِ ملت اور آل انڈیا سنی کانفرنس	محمد صادق قصوری	لاہور	۱۹۹۱ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۲۳	اساتذۂ امیرِ ملت	محمد صادق قصوری	لاہور	۱۹۹۶ء
۲۴	سیرتِ الوز	مفتی غلام رسول گجراتی	〃	۱۹۷۳ء
۲۵	وفیاتِ مشاہیرِ پاکستان	پروفیسر محمد اسلم	اسلام آباد	۱۹۹۰ء
۲۶	تاریخِ رفتگاں جلد اوّل	صابر براری	کراچی	۱۹۸۶ء
۲۷	جلوۂ خورشیدِ حرم	خان شاہد اکبر آبادی	〃	۱۹۹۳ء
۲۸	معدن التواریخ	ابوالطاہر فدا حسین فدا	لاہور	۱۹۹۲ء
۲۹	جواہرِ نقشبندیہ مظاہر چوراہیہ	محمد یوسف	فیصل آباد	۱۹۷۹ء
۳۰	انوارِ شاہ جماعت (قلمی) جلد دوم	مرزا ذوالفقار علی بیگ جماعتی	حیدر آباد دکن	قلمی
۳۱	〃 〃 〃 (〃) جلد سوم	〃 〃 〃	〃	〃
۳۲	تذکرہ محدث سورتی	خواجہ رضی حیدر	کراچی	۱۹۸۱ء
۳۳	انوارِ طالب	ڈاکٹر محمد اللہ دتہ طالب کنجاہی	لاہور	۱۹۷۵ء
۳۴	اولیائے بہاولپور	مسعود حسن شہاب دہلوی	بہاولپور	۱۹۷۶ء
۳۵	دیوانِ آزاد بیکانیری	شیخ محمد ابراہیم آزاد	آگرہ	۱۹۳۲ء

۳۶ سہ ماہی "تصوف" کراچی — اپریل تا جون ۱۹۸۸ء

۳۷ ماہنامہ "لمعات الصوفیہ" سیالکوٹ — نومبر، دسمبر ۱۹۵۱ء

۳۸ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہور — فروری ۱۹۱۵ء، جولائی ۱۹۱۸ء جنوری، نومبر، دسمبر ۱۹۲۰ء جنوری، فروری ۱۹۲۱ء، مارچ ۱۹۲۲ء، مئی، جون، ستمبر، نومبر، دسمبر ۱۹۲۴ء۔

۳۹ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیالکوٹ — اگست ۱۹۲۴ء جون، جولائی ۱۹۳۷ء نومبر، دسمبر ۱۹۳۹ء

۴۰ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور — اکتوبر ۱۹۶۰ء، جون ۱۹۶۲ء، نومبر ۱۹۶۷ء، مئی، جون ۱۹۷۶ء اکتوبر، نومبر ۱۹۷۲ء

۴۱ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور — ۲ مارچ ۱۹۹۲ء

۴۲ روزنامہ "مشرق" لاہور — ۲۷ فروری ۱۹۹۲ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اظہارِ تشکر

مندرجہ ذیل حضرات کے مالی تعاون سے یہ کتاب منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو رہی ہے۔ اللہ کریم ان سب کو جزائے خیر سے نوازے اور دین و دنیا میں خوش و خرم رکھے۔ آمین۔

- جناب ماجد حسن فریدی، شارجہ (متحدہ عرب امارات)
- جناب غلام مرتضٰی کولاچی، میرپور ماتھیلہ (سندھ)
- جناب محمد اشرف کاشف، نارووال۔
- جناب زبیر عالم چشتی، کراچی۔
- جناب راجہ غلام فرید برجکلاں (قصور)۔
- جناب حاجی حمید عالم، کمالیہ (ٹوبہ ٹیک سنگھ)۔
- جناب چوہدری محمد فاروق النور، لاہور۔
- جناب شیخ محمد سعید، ساہیوال۔
- جناب نواب مشتاق احمد خان، لاہور۔
- جناب فیاض الدین احمد، لاہور۔
- سردار پرویز احمد ایڈووکیٹ میانوالہ (قصور)
- راجہ امتیاز احمد خان ایڈووکیٹ کوٹلہ، آزاد کشمیر
- ماسٹر نذیر احمد نادر، برج کلاں، (قصور)
- ماسٹر چوہدری محمد ابراہیم، بمن کلاں (قصور)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

جہانِ امیرِ ملّت

سنوسیٔ ہند ابو العرب امیرِ ملّت حضرت پیر سیّد حافظ جماعت علی شاہ صاحب محدّث علی پوری قدس سرہٗ، کی حیاتِ طیبہ اور اُن کی بے مثال مذہبی، مسلکی، سیاسی، سماجی اور رُوحانی خدمات پر ایک تاریخ ساز کتاب جسے محمد صادق قصوری نے برسوں کی محنتِ شاقہ سے تیار کیا ہے، اس کتاب کے مطالعہ سے قاری کو برِّصغیر پاک و ہند کی مختلف تحریکوں میں ہندوؤں کی عیّاریوں اور سفید سامراج کی ستم رانیوں کی تفاصیل کے علاوہ وہ سب کچھ حاصل ہوگا جس کے لیے اُس کی رُوح متلاشی ہے۔

حضرت امیرِ ملّت قدس سرہٗ کے کارناموں سے آگاہی کیلئے اِس سے بڑھ کر کوئی اور کتاب نہیں ہوسکتی۔ اہلِ ثروت یارانِ طریقت سے بالخصوص اور دیگر حضرات سے بالعموم بھرپور مالی تعاون کی درخواست ہے تاکہ یہ عظیم کتاب بھی بلاقیمت پیش کی جاسکے۔ (قصوری)

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جہانِ امیرِ ملّت

سوانح حیات ابو العرب امیرِ ملّت حضرت پیر سیّد حافظ جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہٗ، کی حیاتِ طیبہ اور اُن کی بے مثال مذہبی، ملّی، سیاسی، سماجی اور رُوحانی خدمات پر ایک تاریخ ساز کتاب جسے محمد صادق قصوری نے برسوں کی محنتِ شاقہ سے تیار کیا ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے قاری کو برّصغیر پاک و ہند کی مختلف تحریکوں میں ہندوؤں کی عیّاریوں اور سفید سامراج کی ستم رانیوں کی تفاصیل کے علاوہ وُہ سب کچھ حاصل ہو گا جس کے لیے اُس کی رُوح متلاشی ہے۔

حضرت امیرِ ملّت قدس سرہٗ کے کارناموں سے آگاہی کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی اور کتاب نہیں ہو سکتی۔

اہلِ ثروت یارانِ طریقت سے بالخصوص اور دیگر حضرات سے بالعموم بھرپور مالی تعاون کی درخواست ہے تاکہ یہ عظیم کتاب بھی بلا قیمت پیش کی جا سکے۔ (قصوری)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/